Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

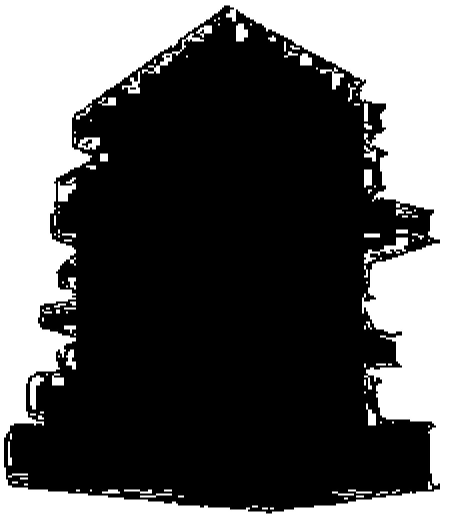

Marfat.com

Marfat.com

تذکرۂ اہلِ دہلی

مؤلفہ

سر سیّد احمد خاں مرحوم

بتصیح و تحشیہ

قاضی احمد میاں اختر جوناگڈھی مرحوم

انجمن ترقی اردو پاکستان

اردو روڈ - کراچی

Marfat.com

د

130519

سلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اردو ۳۸

اشاعت اول	۱۹۵۵ء
اشاعت ثانی	۱۹۶۵ء
تعداد	ایک ہزار
طابع	انجمن پریس کراچی
زیر اہتمام	محمد مصلح الدین سعدی منیجر انجمن پریس

قیمت

پانچ روپے پچاس پیسے

Marfat.com

فہرست مضامین

مضامین	صفحات
حرفے چند۔ جمیل الدین عالی	۳
گزارش	۵
دیباچہ مرتب	۷
اردو زبان کے بیان میں	۱۳
شاہجہاں آباد کے لوگوں کا بیان	۲۰
۱۔ ذکر کبار مشائخین	۲۲
شاہ غلام علی	۲۲
شاہ ابوسعید	۳۱
شاہ احمد سعید	۳۴
شاہ عبدالغنی	۳۵
شاہ محمد آفاق	۳۵
حاجی علاء الدین احمد	۳۸
مولانا محمد فخر الدین	۳۹
مولانا قطب الدین	۴۳
حضرت غلام نصیرالدین	۴۳
خواجہ محمد نصیر	۴۵

مضامین	صفحات
مولوی یوسف علی	۴۷
شاہ غیاث الدین	۴۸
شاہ صابر بخش	۴۹
میر محمدی	۵۰
میراں شاہ نانو	۵۱
میراں شاہ جلال	۵۲
مولانا محمد حیات	۵۳
سید احمد صاحب بریلوی	۵۴
۲۔ رسول شاہیوں کا بیان	۶۰
رسول شاہ	۶۰
مولوی شاہ حنیف	۶۲
شاہ فدا حسین	۶۳
شاہ توکل حسین	۶۵
۳۔ مجذوبوں کا بیان	۶۵
سید عسکری	۶۵
میر تقی صاحب	۶۶

Marfat.com

مضامین	صفحات
شاہ عبدالنبی	۶۶
میر احمد دیوانہ	۶۸
دین علی شاہ	۶۸
خانم صاحب	۶۹
بائی جی	۶۹
حاجی غلام علی	۷۰
خواجہ احمد علی	۷۰
۴- ذکر علمائے کرام	۷۱
حکیم حسن اللہ خاں	۷۱
حکیم غلام نجف خاں	۷۴
حکیم صادق علیخاں	۷۶
حکیم امام الدین	۷۶
حاجی غلام حیدر خاں	۷۷
حکیم نصر اللہ خاں	۷۷
حکیم فتح اللہ خاں	۷۸
حکیم پیر بخش	۷۸
حکیم حسن بخش خاں	۷۹
حکیم غلام حسن خاں	۷۹
حکیم محمد یوسف خاں	۸۰
حکیم عبدالحکیم الوخاں	۸۰

مضامین	صفحات
۵- ذکر علمائے دین	۸۰
مولانا شاہ عبدالعزیز	۸۰
مولانا صدر الدین خاں	۸۷
مولوی رشید الدین خاں	۱۰۶
مولانا شاہ رفیع الدین	۱۰۹
مولوی مخصوص اللہ	۱۱۲
مولوی عبدالقادر	۱۱۳
مولانا عبدالحی	۱۱۴
مولانا محمد اسماعیل شہید	۱۱۵
مولانا محمد اسحاق	۱۲۲
مولانا محمد یعقوب	۱۲۳
مولانا نواب قطب الدین خاں	۱۲۴
مولوی عبدالخالق	۱۲۵
مولوی نذیر حسین	۱۲۶
مولوی محبوب علی	۱۲۶
مولوی نصیر الدین	۱۲۷
مولوی کریم اللہ	۱۲۷
مولانا فضل امام	۱۲۸
مولانا فضل حق	۱۳۰
مولوی نور الحسن	۱۴۳

Marfat.com

مضامین	صفحات
مولوی کرامت علی	۱۴۵
مولوی مملوک العلی	۱۴۶
مفتی سید رحمت علی خاں	۱۴۶
آخون شیر محمد	۱۴۷
مولوی امان علی	۱۴۸
مولوی محمد جان	۱۴۹
مولوی نوازش علی	۱۵۰
مولوی محمد رستم علی	۱۵۱
مولوی حاجی محمد	۱۵۱
ملا سرفراز	۱۵۲
۶۔ ذکر قرار و حفاظ	۱۵۲
قاری قادر بخش	۱۵۲
حافظ احمد	۱۵۳
قاری محمد بیگ	۱۵۳
قاری احمد	۱۵۳
حافظ عبدالرحیم	۱۵۳
۷۔ ذکر بلبل نوایان شاہجہاں آباد	۱۵۳
مرزا اسد اللہ خاں غالب	۱۵۴
نواب محمد ضیاء الدین خاں	
نیر درخشاں	۱۶۴

مضامین	صفحات
نواب زین العابدین خاں عارف	۱۸۶
نواب غلام حسن خاں محو	۱۹۰
نواب ذوالفقار علی آذر	۱۹۲
مولوی عبداللہ خاں علوی	۱۹۲
مولوی امام بخش صہبائی	۲۰۲
محمد حسین ہجر	۲۱۵
میر نثار علی نثار	۲۱۶
محمد مومن خاں مومن	۲۱۸
نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ	۲۲۸
نواب محمد اکبر خاں	۲۳۷
پنڈت نرائن داس ضمیر	۲۳۸
میر نظام الدین ممنون	۲۳۹
شاہ نصیر	۲۴۴
شیخ محمد ابراہیم ذوق	۲۴۵
خان عبدالرحمٰن خاں	۲۵۰
۸۔ خوش نویسان	۲۵۲
سید محمد امیر	۲۵۲
آغا صاحب	۲۵۲
مرزا عبداللہ بیگ	۲۵۳
امام الدین احمد خاں	۲۵۳

Marfat.com

مضامین	صفحات
محمد جان صاحب	۲۵۳
اخوند عبدالرسول قندھاری	۲۵۴
حافظ کلو خاں	۲۵۴
میر امام الدین	۲۵۴
مولوی حیات علی	۲۵۴
پنڈت شنکر ناتھ	۲۵۵
۹- مصوران	
غلام علی خاں	۲۵۵
بدر الدین علی خاں ہرکن	۲۵۵
فیض علی خاں	۲۵۶
مرزا شاہ رخ بیگ	۲۵۶

مضامین	صفحات
محمد عالم	۲۵۷
۱۰- ارباب موسیقی	۲۵۷
ہمت خاں	۲۵۷
رنگ رس خاں	۲۵۸
میر ناصر احمد	۲۵۹
بہادر خاں ستار زن	۲۵۹
رحیم سین ستار زن	۲۶۰
نظام خاں	۲۶۰
قائم خاں	۲۶۰
گلاب سنگھ پکھاوجی	۲۶۱
لکھوا پکھاوجی	۲۶۱

تقریظ مرزا غالب	۲۶۲
تقریظ مولانا صہبائی	۲۶۴
تقریظ مولانا صدر الدین	۲۶۹
کتابیات	۲۷۳
اشاریہ	۲۷۴

Marfat.com

دِلّی کے نہ تھے کوچے اوراقِ مصوّر تھے
جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

Marfat.com

Marfat.com

حرفے چند

تماشا دیکھیے کہ آثار الصنادید کا یہ چوتھا باب خود سر سید مرحوم نے اپنی کتاب کی دوسری اشاعت سے خارج کر دیا تھا مگر اہل تحقیق کی جستجو انہیں اسے پھر دنیا کے اشاعت میں کھینچ لائی۔ جناب قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی مرحوم کا ایک مختصر سا دیباچہ اس معاملے پر تفصیل سے روشنی ڈالتا ہے۔

آثار الصنادید اب خود آثار و نوادر میں شامل ہو گئی ہے اس لئے یہی غنیمت ہے کہ اس کے جو ابواب بھی طالبان علم تک پہنچ سکیں پہنچا دیے جائیں۔ یہ تذکرہ اپنی گوناگوں خوبیوں کی بنا پر کافی مقبول ہوا ہے اور اب اس کی تاریخی اہمیت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اس لئے انجمن اسے دوبارہ چھاپ رہی ہے۔

قاضی صاحب مرحوم نے پہلی اشاعت کے دیباچے میں ارادہ ظاہر کیا تھا کہ وہ دوسری اشاعت میں حواشی کا اضافہ کریں گے لیکن جب اشاعت ثانی کی نوبت آئی تو وہ ہمارے درمیان موجود نہیں۔ اسی مجبوری کی بنا پر یہ اشاعت پہلی اشاعت سے مختلف نہیں سوائے اس کے کہ اس میں کتابت کی غلطیاں مقدور بھر دور کر دی گئی ہیں اور غلط نامہ کے چند صفحات کم ہو گئے ہیں۔

جس دلی کا یہ تذکرہ ہے وہ مولانا حالی کی دہلی مرحوم سے بھی پہلے کی دلی تھی یعنی اس وقت جب اس کے کوچے

اوراق مصور تھے

اس لحاظ سے یہ کتاب ان لوگوں کے لئے بھی دلچسپ ہو گی جنہیں صرف تصویریں دیکھنے کا شوق ہے۔

جمیل الدین عالی
معتمد اعزازی انجمن ترقی اردو

۱۹۶۵ء

Marfat.com

گزارش

تذکرۂ اہلِ دہلی سرسید احمد خاں کی کتاب آثار الصنادید کا چوتھا باب ہے جس میں انھوں نے اپنے اُن معاصر اصحابِ علم و ہنر کے حالات قلمبند کیے ہیں جو اُس زمانے میں دہلی کے مشاہیر میں شمار کیے جاتے تھے۔ کتاب کا یہ باب صرف آثار کے پہلے اڈیشن میں تھا اور بعد کو سید صاحب نے اس کو خارج کر دیا۔ طبع اول اس وقت نایاب ہے اور صرف اس کی وہ نقل دستیاب ہوتی ہے جو ۱۸۷۶ء میں مطبع نول کشور لکھنؤ میں چھپی تھی۔ اس تذکرہ کا متن اسی اڈیشن پر مبنی ہے۔ جو بے حد غلط چھپا ہے۔ اس کی تصحیح کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے۔

۱۹۵۱ء میں انجمن ترقی اردو پاکستان کے سہ ماہی رسالہ اردو میں اس کے چند صفحے چھپے تھے بعد کو ۱۹۵۶ء میں انجمن کا دوسرا سہ ماہی رسالہ "تاریخ و سیاسیات" جاری ہوا تو اس میں یہ تذکرہ بالاقساط چھپتا رہا۔ مگر رسالے کے بعد بھی اس کی تکمیل نہ ہو سکی اور آخر جب "قحطِ خریداری" کی بنا پر انجمن کو رسالہ تاریخ کی اشاعت موقوف کرنی پڑی تو لازماً اس کی اشاعت بھی ملتوی ہو گئی اور انجمن کے پریس میں اس کے بقیہ اوراق چھپوا کر اس کی تکمیل کر دی گئی اور اب یہ تذکرہ کتابی صورت میں شائع ہو کر شائقین کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے۔

مجھے اعتراف ہے کہ میرے ناساز گار حالات اور مصروفیات کی وجہ

Marfat.com

سے اس تذکرہ کی ترتیب تصحیح اور تحشیہ میں بہت سی خامیاں رہ گئیں اور میں اس کو اپنے حسب منشا مرتب نہ کر سکا، خصوصاً اس میں طباعت کی غلطیاں خاصی پائی جاتی ہیں جس کے لئے ایک طویل صحت نامہ لگانے کی ضرورت پیش آئی۔ توقع ہے کہ قارئین کرام اس سے متن کی غلطیوں کی تصحیح کر لینے کی زحمت گوارا فرمائیں گے۔ اگر کبھی آیندہ اس کی طبع ثانی کا موقع نصیب ہوا تو اس کی مزید تصحیح و ترتیب کے ساتھ مزید حواشی اضافہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ انشاءاللہ، واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

مخدوم و محترم حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم کا شکریہ مجھ پر واجب ہے جن کی عنایت و نوازش سے یہ کتاب انجمن کے رسالہ میں باقساط شائع ہوتی رہی اور اس کی تکمیل بھی انہی کے ارشاد گرامی کی مرہونِ منت ہے۔

کراچی ، ناچیز
یکم جولائی ۱۹۵۵ء مُرتّب

Marfat.com

دیباچہ

قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی مرحوم

سرسید مرحوم کی ابتدائی تصانیف میں آثار الصنادید ایک تاریخی اور اثری کتاب کی حیثیت سے نہایت اہم ہے، اور اردو کے تاریخی ادب میں کافی شہرت رکھتی ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اس زمانے میں مسٹر رابرٹس نے جو شاہجہاں آباد کے کلکٹر اور مجسٹریٹ تھے، اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا تھا جو نامکمل رہ گیا تھا، اور ۱۸۶۱ء میں فرنچ مستشرق گارساں دتاسی نے اس کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کر کے شائع کیا۔ اسی ترجمہ کو دیکھ کر لندن کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے سرسید کو سوسائٹی مذکور کا آنریری فیلو مقرر کیا تھا۔ ۱۸۷۱ء میں کلکتہ یونیورسٹی نے اس کتاب کو دیوان غالب کے ساتھ اردو کے نصاب امتحانات میں داخل کیا تھا[۱]

یہ کتاب سب سے پہلے ۱۸۴۷ء میں شائع ہوئی اور سال ڈیڑھ سال میں اس کا پہلا اڈیشن ختم ہو گیا۔ اس کے بعد سرسید کو یہ خیال ہوا کہ جو کسریں پہلے اڈیشن میں رہ گئی ہیں اُن کی درستی اور اصلاح کی جائے۔ چنانچہ انھوں نے کتاب پر نظر ثانی کر کے اسکو از سرِ نو مرتب کیا۔ اس نئے اڈیشن میں اس کی عبارت میں

---

[۱] "کلکتہ یونیورسٹی کی سنڈی کیٹ نے قطعی طور پر فیصلہ کیا ہے کہ دسطانیہ کے آخری امتحان کے امیدوار کو اسکی قابلیت کی تصدیق کا صداقت نامہ دیا جائیگا۔ اس قسم کا پہلا امتحان یکم مارچ ۱۸۷۱ء کو منعقد ہوگا۔ اردو میں سرسید احمد خاں کی آثار الصنادید اور دیوان غالب نصاب میں شامل ہیں"

(مقالات گارساں دتاسی ج ۲ ص ۱۰۴)

Marfat.com

بہ نسبت پہلے اڈیشن کے نہایت سادگی ہے اور اس کے لئے سرسید نے نقشے بھی از سرِنو کمال اہتمام سے نہایت عمدہ تیار کرائے تھے۔ مگر ابھی چھپنے نہ پائے تھے کہ غدر ہوگیا اور وہ سب نقشے تلف ہوگئے۔ اس کتاب کا چوتھا باب جس میں دلّی کے مشاہیر کا حال لکھا گیا تھا وہ بھی اس اڈیشن میں نہیں ہے۔ یہ اڈیشن ۱۸۵۴ء میں چھپ کر تیار ہوگیا تھا مگر تقریباً تمام نسخے غدر میں تلف ہوگئے۔ طبع اوّل کو ۱۸۷۶ء میں منشی نول کشور نے اپنے مطبع میں طبع کیا جو آج بھی دستیاب ہوتا ہے۔ پھر سرسید کی وفات کے بعد منشی رحمتُ اللہ رعد نے طبع اوّل و ثانی کو سامنے رکھ کر اس میں ترمیم کی اور ایک تیسرا اڈیشن شائع کیا جو ۱۹۰۴ء میں اُن کے مطبع نامی میں طبع ہوا۔ مگر وہ پچھلے دونوں اڈیشنوں کے مطابق نہیں ہے بلکہ بعض امور میں اُن سے مختلف ہے۔

آثارالصنادید کے پہلے اڈیشن کی زبان نثرِ اُردو کا قدیم طرز لیے ہوئے ہے۔ اس کے متعلق مولانا حالیؔ کا بیان ہے کہ یہ منشی امام بخش صہبائیؔ سے لکھوایا گیا تھا۔ چنانچہ ذیل میں حیاتِ جاوید سے ان کا بیان نقل کیا جاتا ہے۔

"آثارالصنادید کا سب سے پہلا اڈیشن جس کی عبارت میں بہت کچھ ساختگی اور تکلف پایا جاتا ہے وہ جیسا کہ سرسید خود اقرار کرتے تھے مولانا صہبائیؔ کا لکھا ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ گو اس وقت طبعِ سلیم کے اقتضا سے خود سرسید کی طرزِ تحریر سیدھی سادھی تھی مگر سوسائٹی کے اثر سے یقیناً سادی عبارت لکھنے کو وہ خود حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے جس کی وجہ سے انھوں نے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ جن عماراتِ قدیم کی تحقیقات نہایت جانکاہ کوشش سے انجام کو پہنچائی ہے اُن کا حال اپنی سیدھی سادی عبارت میں جو اس وقت خود ان کی نظر میں

Marfat.com

کم وزن معلوم ہوتی تھی تحریر کریں۔ مگر اس اڈیشن کے شائع ہونے کے بعد وہ بہت جلد اس غلطی سے متنبہ ہوئے اور اس کو دوبارہ اپنے سیدھے سادھے نیچرل اسٹائل میں لکھ کر شائع کیا۔ جس کا فرنچ ترجمہ پیرس میں چھپا۔

(حیات جاوید حصہ دوم صفحہ ۸۹ - ۸۸ طبع علیگڑھ)

اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کتاب کے پہلے ایڈیشن کی عبارت تمام تر مولانا صہبائی کی لکھی ہوئی ہے اور یہ کہ سرسید نے دوسرا اڈیشن خود اپنی سیدھی سادی زبان میں تحریر کیا۔ اس کتاب کا دوسرا اڈیشن جس میں سے سرسید نے چوتھا باب حذف کر دیا ہے، اس وقت دستیاب نہیں ہوتا ورنہ دونوں اڈیشنوں کی زبان کا فرق معلوم ہو جاتا۔ لیکن پہلے اڈیشن میں بہت سا حصہ ایسا بھی ہے جو سادہ نثر میں لکھا گیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پوری کتاب مولانا صہبائی کے قلم سے نہیں لکھی گئی۔ بلکہ سرسید کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی اور بعض مقامات میں مولانا صہبائی نے سادہ نثر کو مقفیٰ اور مسجع نثر میں لکھ دیا ہے۔ ہمارے اس خیال کی تائید مولانا شبلی کے اس بیان سے ہوتی ہے جو انھوں نے اپنے مضمون "سرسید اور اردو لٹریچر" میں لکھا ہے:۔

"سرسید نے مجھ سے خود بیان کیا کہ آثار الصنادید کے بعض بعض مقامات بالکل مولانا امام بخش صہبائی کے لکھے ہوئے ہیں جو انھوں نے میری طرف سے اور میرے نام سے لکھ دیئے تھے"۔ (مقالات شبلی جلد دوم صفحہ ۵۸)

چونکہ پوری کتاب تاریخی مقامات اور قدیم عمارات پر ہے، اس لئے اس میں زیادہ عبارت آرائی ممکن نہیں ہے۔ البتہ اس کے چوتھے باب (تذکرہ دہلی و اہلِ دہلی) میں مولانا صہبائی کے قلم کی گلکاریاں نظر آتی ہیں، اور کوئی تعجب

Marfat.com

نہیں اگراس میں اکثر جگہ بیدل اور ظہوری کا رنگ جھلکتا ہے کیوں کہ مولانا مرحوم اُن کے دلدادہ تھے اور اسی طرز میں لکھتے تھے، لیکن یہ امر یقینی ہے کہ اصل مضمون سرسید کا اپنا ہے۔ اس زمانے میں جب کوئی شخص علمی حیثیت سے کچھ لکھتا، تو اسی فارسی نما طرز میں لکھتا تھا، سرسید نے بھی آثار الصنادید میں تھوڑی بہت انشا پردازی سے کام لیا اور اُسی طرز کو برتا۔ اور اس کے بعض حصّے مولانا صہبائیؔ نے لکھے اور ممکن ہے اسی وجہ سے سرسید نے کتاب کا چوتھا باب دوسرے اڈیشن سے خارج کر دیا ہو۔

باب چہارم "دھلی اور اھل دھلی کے بیان میں ہے جس کو دوسرے ایڈیشن میں شامل نہیں کیا گیا۔ لیکن چونکہ دہلی کے اہل کمال اور ماہرین فن کے حالات پر مشتمل ہے اس لحاظ سے نہایت قابلِ قدر ہے، خصوصاً اصل کتاب کی کمیابی کی وجہ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ چنانچہ اسی خیال سے اس باب کو "تذکرہ اہلِ دہلی" کے نام سے کتابی صورت میں شائع کیا جاتا ہے۔ اس باب کے شروع میں چند صفحوں میں دہلی کی بعض عمارتوں اور وہاں کی آب و ہوا کا ذکر ہے اس کو قصداً چھوڑ دیا گیا ہے اور صرف اہل دہلی یعنی دہلی کے ان مشائخ، علما فضلا، حکما و اطبا اور ماہرینِ فن کار کا تذکرہ نقل کیا گیا ہے جو سرسیدؔ کے ہم عصر تھے، اور اسی وجہ سے بجائے" دہلی واہل دہلی"، کے اس کا نام "تذکرۂ اہل دہلی" رکھا گیا ہے جو موضوع کے اعتبار سے بالکل موزوں اور مناسب ہے۔

اس تذکرہ کی ایک خاص تاریخی اہمیت ہے جو اہل علم سے پوشیدہ نہیں، وہ یہ کہ اس میں جن بزرگوں اور اہل ہنر کا تذکرہ ہے وہ آج کسی کتاب میں نہیں ملتا۔ بلکہ سرسید کے بعد دہلی سے متعلق جو کتابیں لکھی گئی ہیں اُن میں آثار الصنادید ہی سے اخذ و اقتباس کیا گیا ہے۔ چنانچہ تذکرۂ دہلی مولفہ سید احمد اور تاریخ

Marfat.com

دارالحکومت دہلی مولفہ مولوی بشیرالدین میں جن بزرگانِ دین مشائخ اور اہلِ ہنر کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ اسی کتاب سے ماخوذ ہے۔ چونکہ سرسید نے اپنے معاصرین کے چشم دید حالات لکھے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ تذکرہ بہت معتبر اور مستند ہے اور اصل ماخذ کا حکم رکھتا ہے۔

اس تذکرے میں جن مشائخ و علماء، خصوصاً حضراتِ نقشبندیہ کا حال لکھا گیا ہے اور جس حسنِ عقیدت کے ساتھ اُن کے تذکرے قلم بند کئے گئے ہیں اس سے روحانیت کی طرف سرسید کا رجحان، تصوف و معرفت سے ان کا دلی اور صاحب نسبت بزرگوں سے گہری عقیدتمندی کا پتہ چلتا ہے، اور جو لوگ ان کو دہریہ اور نیچری سمجھتے ہیں ان کے خیالات کی تردید ہو جاتی ہے، اور یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اتباع شریعت میں اصحاب طریقت کی پیروی کو ضروری اور لازمی سمجھتے تھے اور خالص اسلامی تصوف اور اصحاب معرفت کے معتقد و معترف بلکہ مُرید تھے۔

آثارالصنادید کی طبع ثانی کی طرح اس کی طبع اول بھی آج ناپید ہے۔ اور اس وقت صرف اس کی نقل مطبوعہ نولکشور پریس دستیاب ہوتی ہے چنانچہ اس تذکرے کا متن اسی سے نقل کیا گیا ہے۔ اس میں کتابت اور طباعت کی کئی غلطیاں پائی جاتی ہیں اُن کی تصحیح کی گئی ہے۔ اسماء و اعلام سے متعلق مزید معلومات کے لئے دوسری مستند کتابوں کے حوالے ذیلی حواشی میں دیے گئے ہیں تاکہ تفصیلی حالات معلوم کرنے میں آسانی ہو۔ علاوہ ازیں عربی نثر کی عبارتوں اور عربی فارسی اشعار غلط سلط چھپے ہوئے ہیں اُن کی تصحیح کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے۔ اور بعض عربی عبارتوں اور اشعار کا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔ اس باب میں اردو زبان کا بیان پہلے اڈیشن میں بہت مختصر

Marfat.com

ہے۔ سرسیدؒ نے آثار الصنادید کی طبع ثانی میں سے جہاں چوتھے باب کو خارج کردیا ہے وہاں زبان اردو کا بیان کسی قدر تفصیل سے لکھا ہے جو پہلے اڈیشن سے مختلف ہے۔ یہ بیان آثار کے تیسرے اڈیشن مرتبہ منشی رحمت اللہ رعد میں موجود ہے جس کو یہاں نقل کردیا گیا ہے آخر میں ایک اشاریہ بھی لگادیا گیا ہے۔

یقین ہے کہ اس کی جداگانہ اشاعت سرسید کا ایک اہم علمی و تاریخی کارنامہ ہونے کے لحاظ سے مشائخ علما اور شعرار کے تذکروں میں ممتاز جگہ پائے گی اور پہلے سے زیادہ اس کی قدر و قیمت میں اضافہ ہو جائے گا۔

Marfat.com

اُردو زبان کے بیان میں[1]

۱۔ ھندوؤں کے راج میں تو یہاں ہندی بھاشا بولنے، چالنے، سیکھنے
پڑھنے میں آتی تھی ۵۸۷ھ مطابق ۱۱۹۱ء موافق ۱۲۴۸ سمت بکرماجیت
کے، جب مسلمانوں کی سلطنت نے یہاں قیام پکڑا تو بادشاہی دفتر

---

[1] منقول از آثار الصنادید طبع رحمت اللہ عد ۱۹۰۴ء مطبوعہ مطبع نامی جسفحہ ۱۰۲ تا صفحہ ۱۰۸۔
ہلے اڈیشن میں "زبان کا بیان" حسب ذیل ہے:۔

زبان کا بیان یہاں جو اب زبان مروج ہے اور جس میں سب لوگ بولتے ہیں اس کا
نام اُردو ہے اور تحقیق اس کی یوں ہے کہ اُردو فارسی لفظ ہے اور
ں کے معنی بازار کے ہیں اور اردوئے معلی سے مراد اردوئے شاہجہاں ہے اگرچہ دلی بہت قدیم شہر
ہے اور ہندوؤں کے تمام راجہ مہاراجاؤں کا ہمیشہ سے دارالسلطنت رہا ہے (آگے صفحہ ۱۴ پر)

Marfat.com

دفتر فارسی ہو گیا مگر زبان رعایا کی وہی بھاشا رہی سنہ ۸۹۴ھ مطابق سنہ ۱۴۸۸ء تک بجز بادشاہ کے رعایا میں فارسی کا رواج نہیں ہوا۔ اس کے چند روز بعد سلطان سکندر لودھی کے عہد میں سب سے پہلے ہندوؤں میں سے کائستوں نے جو ہمیشہ سے امورات ملکی اور ترتیب دفتر میں مہارت رکھتے تھے، فارسی لکھنا پڑھنا شروع کر لیا اور فارسی لکھنے پڑھنے کا ہندوؤں میں بھی رواج ہو گیا۔

۲۔ اگرچہ بابر اور جہانگیر کے عہد تک ہندی بھاشا میں کچھ تغیّر و تبدل نہیں ہوئی تھی۔ مسلمان اپنی گفتگو فارسی زبان میں اور ہندو اپنی گفتگو بھاشا میں کیا کرتے تھے۔ پر جب بھی امیر خسرو نے خلجی بادشاہوں ہی کے زمانے سے یعنی حضرت مسیحؑ سے تیرھویں صدی میں فارسی زبان میں

(بقیہ صفحہ ۱۴)

لیکن سب اپنی اپنی بھاشا بولتے تھے، ایک کی دوسرے سے زبان نہیں ملتی تھی۔ جب کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی عمل داری ہوئی اور مسلمان لوگ ان شہروں میں آئے اور بھی مشکل پڑی اور اس نئی زبان کے لوگوں کے آنے سے سودا سلف لینے دینے بیچنے بچانے میں دقت پڑنے لگی۔ اوّل اوّل تو مسلمانوں کی عمل داری میں اختلاف رہا کبھی کسی کی بادشاہت رہی اور کبھی کسی کی۔ کبھی غوری آئے اور کبھی لودھی اور کبھی پٹھان اور کبھی مغل۔ اس سبب سے زبان کا بدستور اختلاف چلا گیا اور کوئی شخص اس کی اصلاح کے پیچھے نہ پڑا۔ جب کہ اکبر بادشاہ ہوا ایک گونہ سلطنت کا قیام ہوا اور سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانے بیٹھے اور علم کا بھی چرچا ہوا لیکن اس زمانے میں فارسی زبان کی ایسی قدر تھی کہ لوگ اور کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ جب کہ شہاب الدین شاہجہان بادشاہ ہوا اور اس نے انتظام سلطنت کا کیا اور سب ملکوں کے وکلاء کے حاضر رہنے کا حکم دیا اور دلّی شہر کو نئے سر سے آباد کیا اور قلعہ بنایا اور (باقی صفحہ ۱۵ پر)

Marfat.com

بھاشا کے لفظ ملانے شروع کیے تھے اور کچھ پہیلیاں اور مکرنیاں اور نسبتیں ایسی زبان میں کہی تھیں جس میں اکثر الفاظ بھاشا کے تھے۔ غالب ہے کہ رفتہ رفتہ بھاشا میں جب ہی سے (فارسی کا) ملاپ شروع ہوا ہو۔ مگر ایسا نہ تھا جس کو جُدا زبان کہا جائے جب کہ شاہجہاں بادشاہ نے سنہ ۱۰۵۸ھ مطابق ۱۶۴۸ء کے شہر شاہجہاں آباد آباد کیا اور ہر ملک کے لوگوں کا مجمع ہوا اُس زمانے میں فارسی زبان اور ہندی بھاشا بہت مِل گئی اور بعضے فارسی لفظوں اور اکثر بھاشا کے لفظوں میں بہ سبب کثرت استعمال کے تغیر و تبدل ہو گئی۔ غرض کہ لشکر بادشاہی اور اردوی معلی میں ان دونوں زبانوں کی ترکیب سے نئی زبان پیدا ہو گئی[1] اور اسی سبب سے زبان اُردو نام ہوا۔ پھر کثرت استعمال سے لفظ زبان کا محذوف ہو کر اس زبان کو اُردو کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ اس زبان

---

[1] زبان اُردو کی پیدائش اور تاریخ سے متعلق گذشتہ چند سال میں کافی تحقیقات ہوئی ہیں۔ سرسید کا یہ مختصر بیان موجودہ لسانی تحقیقات سے بہت بعید ہے۔ اس موضوع پر ملاحظہ ہو (۱) "اُردو کی نشوونما میں صوفیائے کرام کا حصہ" (۲) "اردوئے قدیم" (۳) "پنجاب میں اُردو" وغیرہ وغیرہ۔ کتابیں اور مختلف مقالات جو رسالہ اردو میں چھپتے رہے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۱۴)
شاہجہاں آباد اس کا نام رکھا۔ اس وقت اس شہر میں تمام ملکوں کے لوگوں کا مجمع ہوا۔ ہر ایک کی گفتار و رفتار جدا جدا تھی ہر ایک کا رنگ ڈھنگ نرالا تھا۔ جب آپس میں معاملہ کرتے لاچار ایک لفظ اپنی زبان کا دو لفظ اس کی زبان کے تین لفظ دوسرے کی زبان کے ملا کر بولتے اور سودا سلف لیتے۔ رفتہ رفتہ اس زبان نے ایسی ترکیب پائی کہ یہ خود ایک زبان ہو گئی اور جو کہ یہ زبان خاص بادشاہی بازاروں میں مروج تھی (بقیہ صفحہ ۱۶ پر دیکھئے)

Marfat.com

کی تہذیب اور آراستگی ہوتی گئی یہاں تک کہ تخمیناً ۱۱۰۰ھ مطابق ۱۶۸۸ء کے یعنی اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں شعر کہنا شروع ہوا۔ اگرچہ مشہور ہے کہ سب سے پہلے اس زبان میں ولی نے شعر کہا مگر خود ولی کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے بھی کسی نے اس زبان میں شعر کہا ہے اس کے شعروں میں اور شاعروں کی زبان پر طنز نکلتی ہے۔ مگر اس زمانے کے شعر بہت پھیکے اور نہایت سست بندش کے تھے پھر دن بدن اس کو ترقی ہوتی گئی یہاں تک کہ میر اور سودا نے اس کو کمال پر پہنچا دیا۔

۲۔ میر کی زبان ایسی صاف اور شستہ ہے اور اس کے شعروں میں ایسے اچھے محاورات بے تکلف بندھے ہیں کہ آج تک سب اس کی تعریف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵)
اس واسطے اس کو زبان اردو کہا کرتے تھے اور بادشاہی امیر امرا اسی کو بولا کرتے تھے گویا ہندوستان کے مسلمانوں کی یہی زبان تھی۔ ہوتے ہوتے خود اس زبان کا نام اُردو ہو گیا۔ اس وقت سے اس زبان نے ایک رونق حاصل کی اور دن بدن تراش خراش ہوتی گئی یہاں تک کہ جس زمانے میں میر اور سودا نے آوازہ اپنی خوش زبانی کا بلند کیا اور یہ آوازہ ہر ایک کے کان میں پہنچایا تھا اس وقت یہ زبان بہت درست ہو گئی تھی اور عجب رنگ ڈھنگ نکال لائی تھی۔ اسکے بعد کچھ کچھ اس زبان میں تغیر و تبدیل ہوئی اور اب ایسی منجھ گئی ہے کہ قیامت تک اس سے بہتر ہونی ممکن نہیں۔ اور اس زبان کو شاہجہاں آباد سے ایسی نسبت ہے جیسے فارسی کو شیراز سے یعنی یہاں کے لوگوں کی زبان تمام اردو بولنے والوں کو پسند ہے۔ نہیں تو بقول میر اُن کے اپنی دستار رفتار گفتار کو کوئی برا نہیں جانتا۔ اگر ایک گنوار سے پوچھو تو شہر والے کو نام رکھتا ہے اور اپنے تئیں سب سے بہتر سمجھتا ہے۔ خیر عاقلاں خود میدانند اگرچہ اس زبان میں اکثر فارسی اور عربی اور سنسکرت کے الفاظ مستعمل ہیں اور بعضے بعضوں میں کچھ تغیر و تبدیلی کر لی ہے لیکن اس زمانہ میں اور شہر کے لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ اردو زبان میں یا تو فارسی کے لغت بہت ملا دیتے ہیں اور فارسی کی ترکیب پر لکھنے لگتے ہیں یہ دونوں باتیں اچھی نہیں ان سے اردو پن نہیں رہتا۔ اور ظاہر ہے کہ اس بات کے لیے کہ کس قدر فارسی کی ترکیب دیجائے اور کون کون سے لغت اور زبانوں کے نہ بولے جاویں کوئی قاعدہ مقرر نہیں ہو سکتا۔ یہ بات صرف اہل زبانوں کی صحبت پر منحصر ہے۔

Marfat.com

کرتے ہیں ۔ سودا کی زبان بھی اگرچہ بہت خوب ہے اور مضامین کی تیزی میر پر غالب ہے مگر میر کی زبان کو اس کی زبان نہیں پہنچتی ۔

۴۔ اردو نثر میں میرامن جس نے باغ و بہار لکھا سب پر فوق لے گیا۔ حقیقت میں نظم لکھنے میں جیسا کمال میر کو ہے، نثر لکھنے میں ویسا ہی کمال میرامن کو ہے۔

۵۔ عربی زبان کا اردو میں ترجمہ سب سے پہلے مولوی عبدالقادر صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب نے کیا۔ مولوی عبدالقادر صاحب کا اردو ترجمہ کلام اللہ کا اردو لغات کے لئے ایک بڑی سند ہے اور مولوی رفیع الدین صاحب کا ترجمہ تراکیب نحوی کے لئے ایک بہت عمدہ دستاویز ہے ۔

۶۔ اردو زبان کے شعروں کا بھی طریقہ فارسی شعروں کے قاعدے پر یوں ہی آن پڑا ہے کہ گویا جوان مرد خوبصورت لڑکے کی تعریف میں شعر کہتا ہے ۔

۷۔ ہندی بھاشا میں دستور تھا کہ عورت کی زبان سے مرد کی نسبت شوقیہ شعر پڑھتے تھے لبعض لبعض دفعہ اردو زبان میں اسی طرح پر بھی شعر کہا جاتا ہے اور اس کو ریختی بولتے ہیں ۔ غالب ہے کہ تخمیناً ۱۲۲۰ھ مطابق ۱۸۰۵ء کے انشاء اللہ خاں نے اس کو رواج دیا۔

۸۔ فارسی شعروں کی جو بحریں اور اقسام ہیں وہ سب اردو شعروں میں مروج ہیں الا مکری اور پہیلی کہنے کا وزن بھی اور ہے ۔ زبان بھی ایسی ہے جس میں اکثر بھاشا ملی ہوئی ہو۔

۹۔ نسبتیں جو مشہور ہیں نقرے ہوتے ہیں کہ ان میں دو یا تین چیزیں

Marfat.com

جس میں کچھ بہ اعتبار ظاہر کے مناسبت نہیں معلوم ہوتی ہے بیان کیجاتی ہیں اور مخاطب سے پوچھا جاتا ہے کہ ایسی ایک بات جامع بیان کرے جو سب میں پائی جائے۔

۱۰۔ پہیلی میں کسی چیز کے اوصاف اور خصائص اور پتے بیان کئے جاتے ہیں اور مخاطب سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ چیز کیا ہے؟ بڑی خوبی پہیلی کی یہ ہے کہ اس میں اس چیز کا نام بھی آجائے جس کے اوصاف اور خصائص بیان کئے گئے ہیں پھر بھی مخاطب نہ سمجھے۔

۱۱۔ مکری میں عورت کی زبان سے ذومعنی بات بیان کی جاتی ہے کہ جن میں ایک سے معشوق مراد ہوتا ہے اور دوسری سے اور کچھ۔ قائل اس کا جب چاہے معشوق کی بات سے مکر جائے۔

پہیلیاں

بالا تھا تو سب کو بھایا۔ بڑا ہو کچھ کام نہ آیا
میں لے دیا اس کا ناؤں۔ بوجھے تو بوجھ نہیں چھوڑ دے گاؤں (دیا یعنی چراغ)

فارسی بولی آئی نا۔ ترکی بولی پائی نا
ہندی کہتے عارسی آوے۔ منہ دیکھے جو اسے بتاوے (آئینہ)

مکری

آپ ہلے اور موکو ہلاوے۔ واکا ہلنا موکو بھاوے
ہل ہلا کے بھیا نسکھا۔ اے سکھی ساجن نا سکھی۔ (پنکھا)

Marfat.com

نسبتیں

گوشت کیوں نہ کھایا ۔ ڈوم کیوں نہ گایا۔ گلا نہ تھا
انار کھایا کیوں نہیں ۔ وزیر رکھا کیوں نہیں ۔ دانا نہ تھا
سموسہ کیوں نہ کھایا ۔ جوتا کیوں نہ پہنا ۔ تلا نہ تھا

ریختی

اچھا جو خفا ہم سے ہو تم اے صنم اچھا ۔۔ لو میں بھی نہ بولوں گی خدا کی قسم اچھا

شعر اردو

عشق کرتے ہیں اُس پری رو کو
میر صاحب بھی کیا دوانے ہیں

میر اُن نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اسکی زلفوں میں سب اسیر ہوئے

Marfat.com

شاہ جہاں آباد
کے
لوگوں کا بیان

اگرچہ لوگ یہ خیال کریں کہ میں نے اس شہر کے لوگوں کا حال لکھا ہے وہ بہ نظر حبُ الوطن ہوگا لیکن جن لوگوں کے مزاج میں انصاف ہوگا وہ میری اس ساری کتاب کو دیکھ کر جان لیں گے کہ میں نے جو حال لکھا ہے وہ افراط اور تفریط سے خالی ہے۔ حقیقت میں یہاں کے لوگ ایسے ہیں کہ شاید اور کسی اقلیم کے نہ ہوں گے۔ ہر ایک شخص ہزار ہزار خوبی کا مجموعہ

Marfat.com

اور لاکھ ہنروں کا گلدستہ ہے۔ ہر ایک کو علم و ہنر سے شوق اور دن رات لکھنے پڑھنے کا ذوق ہے۔ ہر ایک کی جبلت میں اخلاق ایسا سمایا ہے کہ اگر ایک ایک بات اُن کی لکھی جائے تو ہزار ہزار اخلاق کی کتاب بن جاوے۔ اس پر حلم ویسا ہی ہے مروت ویسی ہی ہے۔ دوست پرستی کا کچھ بیان نہیں بغض اور حسد کا نشان نہیں۔

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن　　　آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

ہزارہا آدمی ہوں گے جنھوں نے تمام مکروہات ترک کر کر اور خواہش نفسانی کو چھوڑ کر طریقہ سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا۔ پس پھر خیال کرو کہ جو خوبی طریقہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے وہی خوبی یہاں کے آدمیوں میں ہے۔

مردم او جملہ فرشتہ سرشت　　　خوش دل و خوش خوے چو اہل بہشت

ہر ہمہ نزدیک دل و گرم خول　　　رفتہ چو جاں در تن مردم درون

ہر سو مو بر تن ایشاں ہنر　　　دآمدہ ہر موی شگافی بسر

ہر چہ بہ صنعت بہ ہمہ عالم ہست　　　ہست در ایشاں ز زیادت ہم ہست

دز قلمی ہر چہ بر آرد علم　　　واں چہ نہ گنجد بہ زبان قلم

بیش تر از علم و ادب بہرہ مند　　　ز اہل سخن خود کہ شمارد کہ چند

اگرچہ بعض بعض جوان آزاد مزاج آوارہ طبع بھی ہیں اور بقول سعدیؒ کے

”در ایام جوانی چناں کہ افتد دانی“

آوارہ مزاج اور لہو و لعب میں بھی مصروف ہیں اور بجز عشق بازی اور واہیات کے اور کچھ کام نہیں رکھتے لیکن اس پر بھی سب باتیں ایک حیا کے ساتھ ہیں اور ٹٹی کے اوجھل شکار کھیلتے ہیں۔ ایں ہم غنیمت است کہ کچھ تو حیا ہے۔ اور

Marfat.com

ہزاروں جوان سادہ رو نیک خو ایسے ہیں کہ باوصاف جوانی اور عالم شباب کے مطلق واہیات کی طرف متوجہ نہیں۔ اور رہ طریقہ سلامت روی اور نیک طینتی اختیار کیا ہے کہ دیکھنے سے تعلق ہو۔ غزل[1]

اے دہلی واے بتان سادہ — پگ بستہ و ریشہ کج نہادہ
خون خوردن شان بہ آشکار است — گرچہ پنہاں خورند بادہ
فرماں نہ برند زاں کہ ہستند — از غایت ناز خود مرادہ
نزدیک دل آں چناں کہ جاں را — برداشتہ گوشہ نہادہ
جائے کہ برہ کنندہ گل گشت — در کوچہ دمد گل پیادہ
آسیب صبا رسید بر دوش — دستارچہ بر زمیں فتادہ
شاں در رہ عاشقاں بہ جنباں — خون نابہ ز دیدگاں کشادہ
ایشاں ہمہ با دحسن در سر — وینہا ہمہ دل بباد دادہ
خورشید پرست شد مسلمان — زیں کج کلہان شوخ و سادہ
کردند مرا خراب و سرمست — ہندو بچگان ناک زادہ
سر بستہ شاں بموئے مرغول — خسرو چو سگیست در قلادہ

اب میں بزرگان معاصرین علیہ الرحمۃ کا جن کے فیض خدمت سے میں مشرف ہوا ہوں یا اس زمانے میں انکے وجود باجود سے عالم کو رونق تھی، حال لکھتا ہوں۔

ذکر کبار مشائخین رضی اللہ عنہم اجمعین

جناب حضرت شیخ الشیوخ مولانا شاہ غلام علی قدس سرہ[2] میرا کیا مقدور ہے کہ آپکے کمالات ظاہری اور مقامات باطنی کا حال لکھ سکوں کیونکہ حالات آپکے اس سے سوا

---

[1] یہ غزل حضرت خواجہ امیر خسرو کی ہے اور ان کے دیوان میں موجود ہے۔ (باقی ص۲۳ پر)

130519

Marfat.com

ہیں جو بیان ہو سکیں اور مقامات اس سے بہت ہیں جو لکھنے میں آویں۔ سبحان اللہ علم اور عمل اور فضل و کمال اور تجرید اور تجرد اور حلم و کرم اور سخاوت اتم اور ایثار و انکسار آپ کی ذات پر ختم ہے۔ جو کچھ آیا اور جس قدر ہوا سب نام اللہ صرف کیا اور کبھی کل کا غم نہ کیا۔ دن رات اللہ اور اللہ کے رسول کے ذکر میں بسر کی اور دنیا و مافیہا کی خبر نہ رکھی۔ میں آپ کے کس کس کمال کا ذکر کروں علم ایسا تھا کہ جیسا کہ ہونا ہے۔ زہد اور مجاہدہ ایسا کہ بیان اُس کا نہیں ہو سکتا۔ تقویٰ اور ورع اس درجہ پر کہ سوا اس سے ممکن نہیں اور پھر اس پر عجز ویسا ہی، انکسار ویسا ہی۔ اِتباعِ سُنّت اس درجہ پر کہ اچھے اچھے لوگ وہاں قدم نہ رکھ سکیں۔ آپ کی صحبت سے اس قدر فیض حاصل ہوتا کہ بیٹھ کر اٹھنے کو جی نہ چاہتا۔ وطن اصلی آپ کا موضع دنالہ (۱) ہے جو پنجاب کے ملک میں امرتسر کے پاس واقع ہے اور آپ سادات علوی سے ہیں۔ والد ماجد آپ کے بھی بڑے زاہد اور عابد تھے، اور جنگلوں میں جا کر ذکر خیر کیا کرتے تھے اور پھینول بناس پتی پر قناعت فرماتے تھے۔ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے ایک دفعہ آپ کے والد ماجد نے جناب امیر المومنین علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ تمہارے ہاں عنقریب لڑکا پیدا ہونے والا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲)

(۲) شاہ صاحب کے مفصّل حالات انہی کے مُرید اور خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی نے ضمیمہ مقامات مظہری میں لکھے ہیں۔ یہ رسالہ خود شاہ صاحب کی تصنیف مقامات مظہریہ کے آخر میں ضمیمہ کے طور پر چھپا ہے۔ مقامات مظہری میں انھوں نے پیر و مرشد حضرت مرزا جان جاناںؒ کے حالات، ملفوظات اور معمولات لکھے ہیں۔ یہ کتاب مطبع مجتبائی دہلی میں ۱۳۰۹ھ میں چھپی ہے۔ اختر

(۱) حاشیہ صفحہ ۲۲ پر ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

ہے، اس کو میرے ہم نام کرنا۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ نے کسی بزرگ کو دیکھا کہ انھوں نے آپ کا نام عبدالقادر رکھا۔ اور آپ کے عم بزرگوار نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اشارت سراپا بشارت سے عبداللہ آپ کا نام رکھا اور اسی سبب سے آپ کا اصلی نام عبداللہ اور عرف غلام علی تھا۔ ۱۱۵۶ھ[1] میں آپ نے اس عالم میں قدوم فیض توام رکھا[2] اور اپنے جمال جہاں آراسے عالم کو منور کیا۔ بعضے شعرا نے آپ کی ولادت باسعادت کی تاریخیں بھی منظوم کیں جس میں سے ایک یہ بھی ہے۔

چو نجم چرخ ہدیٰ حضرت غلام علی — شدہ ظہور فگن درجہاں، جہاں بشگفت
من ولادت شریفش چو جست لافت دل — سپہر ہدایات شد طلوع گفت ۱۱۵۶ھ

غرض کہ آپ نے سولہ برس کی عمر تک تو اسی نواحی میں بسر کی ۱۱۷۲ھ میں آپ کے والد ماجد نے اس ارادہ سے دہلی میں بلوایا کہ اپنے پیر شاہ ناصر الدین قادری (۳) سے جن کا مزار نئی عیدگاہ کے پیچھے ہے بیعت کرادی جائے۔ آپ کے پہنچنے سے پہلے شاہ ناصر الدین صاحب نے انتقال

صفحہ ۲۳ کا حاشیہ
(۱) ضمیمۂ مقامات مظہری میں "قصبہ پٹیالہ ضلع پنجاب" لکھا ہے۔

[1] ضمیمۂ مقامات مظہری میں پنجاہ وہشت یعنی ۱۱۵۸ھ لکھا ہے۔ ۱۱۵۶ھ ہجری صحیح معلوم ہوتا ہے جیسا کہ تاریخ ولادت کے مصرعۂ چہارم سے ظاہر ہوتا ہے، لیکن شاہ عبدالغنیؒ نے ان کی ولادت کا ایک مادۂ تاریخ "مظہر جود" لکھا ہے جس کے عدد ۱۱۵۸ ہوتے ہیں۔ شاہ صاحب کو چونکہ صاحب تذکرہ سے نسبت تھی اس لئے بہت ممکن ہے کہ ان کی دی ہوئی تاریخ زیادہ صحیح ہو۔ اختر
حواشی [2] و [3] اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو

Marfat.com

کیا، اور جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ کو اور ہی کچھ پردۂ غیب سے ظاہر کرنا تھا، یہ بات نقاب خفا و حیز التوا میں رہی۔ تب آپ کے والد ماجد نے اجازت و اختیار دیا کہ جس سے چاہو بیعت کرو۔ ۱۱۷۸ھ میں بائیس برس کی عمر میں آپ نے جناب مرزا جان جاناں علیہ الرحمۃ سے بیعت کی اور یہ شعر پڑھا۔

ازبرائے سجدۂ عشق آستانے یافتم سر زمینے بود منظور آسمانے یافتم

بعد بیعت کے سالہا سال آپ نے پیر و مرشد اپنے کی خدمت میں اوقات بسر کی اور وہ زہد و مجاہدہ اور ریاضت کی کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ دن بدن عروج کمال اور مشاہدۂ جمال شاہد بے زوال اور مکاشفہ اور ترقیات فائقہ ہوئی، یہاں تک کہ اپنے وقت کے شیخ الشیوخ اور صاحب ارشاد ہوئے اور تلقین و ارشاد کا سلسلہ روبرو اپنے پیر و مرشد کے جاری فرمایا۔ اگرچہ آپ نے بیعت سلسلۂ قادریہ میں کی تھی لیکن ذکر و اذکار و شغل و اشغال طریقۂ علیۂ نقشبندیہ مجددیہ میں جاری کیا اور ہر طریقہ کی اجازت حاصل کی۔ اور اپنے پیر و مرشد کے انتقال کے بعد سجادہ نشین

صفحہ ۲۵ کے حواشی

(۱) ضمیمۂ مقامات مظہری (ص ۲) میں ۱۱۸۰ھ لکھا ہے۔

(۲) ان کے حالات و ملفوظات میں انہی شاہ غلام علی صاحب نے ایک کتاب "لطائف خمسہ" معروف بہ "مقامات مظہری" تصنیف فرمائی ہے جو ۱۳۰۹ھ میں مطبع مجتبائی دہلی میں چھپ چکی ہے۔ حضرت مظہر جان جاناںؒ کے خود نوشت حالات آزاد بلگرامی نے خود ان سے حاصل کیے تھے جن کو لچھمی نرائن شفیق نے تذکرۂ چمنستان شعرا (ص ۲۲۷ - ۲۲۸) میں ان کے تذکرہ میں شامل کر دیا ہے۔

Marfat.com

ہوئے اور حقیقت میں میرے اعتقاد کے بموجب اپنے پیر پر بھی فوق لے گئے۔ سبحان اللہ کیا آزادی تھی کہ مطلق دنیا کا لگاؤ نہ تھا۔ اللہ اللہ کیا اطاعت سنت تھی کہ سر مو بھی فرق نہ تھا۔ توکل اس درجہ پر تھا کہ کبھی کسی طرح کا خیال دل میں نہ آتا۔ امرا اور بادشاہ آرزو رکھتے تھے کہ ہم خانقاہ کے فقرا کے لئے کچھ وظیفہ مقرر کریں، ہرگز آپ منظور نہ فرماتے۔ ایک دفعہ نواب امیرالدولہ امیر محمد خاں والیٔ ٹونک نے بہت التجا سے درخواست تقرر وظیفہ کی اس کے جواب میں آپ نے یہ شعر لکھ بھیجا۔

ما آبروئے فقر و قناعت نمی بریم با میر خاں بگوئے کہ روزی مقرر است

آپ کی ذات فیض آیات سے تمام جہان میں فیض پھیلا اور ملکوں ملکوں کے لوگوں نے آن کے بیعت اختیار کی۔ میں نے حضرتؒ کی خانقاہ میں اپنی آنکھ سے روم اور شام اور بغداد اور مصر اور چین اور حبش کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ حاضر ہو کر بیعت کی اور خدمات خانقاہ کو سعادت ابدی سمجھے۔ اور قریب کے شہروں کا مثل ہندوستان اور پنجاب اور افغانستان کا تو کچھ ذکر ہی نہیں کہ ٹڈی دل کی طرح امڈتے تھے ہے ؎

چو کعبہ قبلۂ حاجت شد از دیار بعید روند خلق بدیدارش از بسی فرسنگ

حضرتؒ کی خانقاہ میں پانچ سو فقیر سے کم نہیں رہتا تھا۔ اور سب کا روٹی کپڑا آپ کے ذمہ تھا۔ اور باوجودیکہ کہیں سے ایک حبہ مقرر نہ تھا اللہ تعالیٰ غیبُ الغیب سے سب کام چلاتا تھا۔ اس پر فیاضی اور سخاوت اس قدر تھی کہ کبھی سائل کو محروم نہیں پھیرا، جو اس نے مانگا وہی دیا۔ جو چیز عمدہ اور تحفہ آپ کے پاس آتی اُس کو بیچ کر فقرا پر صرف کرتے اور جیسا گزی گاڑھا موٹا تمام فقیروں کو میسر ہوتا ویسا ہی آپ بھی پہنتے، اور جو کھانا

Marfat.com

سب کو میسر ہوتا وہی آپ کھاتے۔ بھلا غور کرو کہ بشر کی طاقت ہے کہ ایسی بات کر سکے کہ اگر کوئی عرض کرتا کہ حضرت آپ اپنے لیے تو یہ کپڑا لے لیجئے اور یہ آرام کی چیز بنا لیجئے تو آپ یہ قطعہ پڑھا کرتے۔ قطعہ

خاک نشینی است سلیمانیم — ننگ بود افسر سلطانیم

ہست لبسے سال کہ می پوشمش — کہنہ نہ شد جامۂ عریانیم

اور اگر کبھی کچھ اسباب اور دنیا کا ذکر آتا تو ارشاد فرماتے:۔

حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب جہاں

ہر چہ ما داریم زاں ہم اکثری درکار نیست

آپ کی اوقات شریف نہایت منضبط تھی۔ کلام اللہ آپ کو حفظ تھا اور تحقیق قرأت بھی بہت خوب تھی۔ نماز صبح اول وقت ادا فرما کر دس سپارہ کلام اللہ کے ختم فرماتے اور بعد اس کے حلقۂ مریدین جمع ہوتا اور تا نماز اشراق سلسلہ توجہ اور استغراق جاری رہتا۔ بعد ادا کرنے نماز اشراق کے تدریس حدیث اور تفسیر کی شروع ہوتی۔ جو لوگ اس جلسہ کے بیٹھنے والے ہیں ان سے پوچھا چاہیے کہ اس میں کیا کیفیت ہوتی تھی اور پڑھنے پڑھانے سننے سنانے والوں کا کیا حال ہوتا تھا۔ جہاں نام رسول خدا آتا آپ بیتاب ہو جاتے، اور اس بیتابی میں حاضرین پر عجیب کیفیت طاری ہوتی تھی سبحان اللہ کیا شیخ تھے باقی باللہ اور عاشق رسول اللہ۔ علم حدیث اور تفسیر نہایت مستحضر تھا۔ اگر باعتبار علوم نقلی خاتم المحدثین والمفسرین تعبیر کیا جاوے تو بھی زیبا ہے۔ اور اگر باعتبار علوم عقلی سرآمد فلسفیان متقدمین اور متاخرین لکھا جاوے تو بھی بجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا جمع علوم پیدا کیا تھا کہ ہر ایک علم ظاہری اور باطنی میں درجہ کمال بہ انتہائے کمال حاصل

Marfat.com

تھا۔ بعد اس درس و تدریس کے آپ کچھ تھوڑا سا کھانا کہ عبادت معبود کو کافی ہو، تناول فرما کر بہ اتباع سنت نبوی قیلولہ استراحت میں آرام کرتے۔ تھوڑی دیر بعد اول وقت نماز ظہر ادا فرما کر پھر درس و تدریس حدیث و تفسیر و فقہ اور کتب تصرف میں مشغول ہوتے، اور نماز عصر تا نماز مغرب حلقۂ مریدین جمع ہوتا، اور ہر ایک آپ کی توجہ سے علو مدارج حاصل کرتا۔ ہمیشہ تمام رات آپ شب بیداری فرماتے تھے شاید کہ گھڑی دو گھڑی بمقتضائے بشریت غفلت آجاتی ہو سو وہ بھی جا نماز پر۔ برسوں آپ نے چارپائی پر استراحت نہیں فرمائی۔ اگر نیند کا بہت غلبہ ہوا یونہی اللہ اللہ کرتے پڑ رہے۔ آپ کی خانقاہ میں عجب عالم ہوتا تھا۔ بوریا کا فرش رہتا تھا اور اسی کے سرے پر ایک مصلیٰ کبھی بوریا کا اور کبھی اور کسی چیز کا پڑا رہتا تھا اور وہیں ایک تکیہ چمڑے کا رکھا رہتا تھا۔ آپ دن رات اسی مصلے پر بیٹھے رہتے اور عبادت معبود کیا کرتے، اور سب طالبین گرد اگرد آپ کے حلقہ باندھے بیٹھے رہتے۔ اور ہر ایک کو جدا جدا فیض حاصل ہوتا۔ اگر کبھی کچھ فرش فروش کا ذکر آتا تو آپ ارشاد فرماتے کہ:۔

تنگلکے زیر و بالا ــــــ نہ غم دزد و نے غم کالا
گز کی بوریا و پوستکی ــــــ دل کی پر ز درد دوستکی
این قدر بس بود جمالی را ــــــ عاشق رند لا ابالی را[1]

حق یہ ہے کہ ایسا برشتہ جان شیخ دیکھنے میں نہیں آیا اور میں تو اس بات پہ عاشق ہوں کہ باوجود اتنی آزادی اور خود رفتگی کے سر مو احکام شریعت

---

[1] یہ اشعار مولانا جمالی دہلوی کے ہیں

Marfat.com

سے تجاوز نہ تھا اور جو کام تھا وہ باتباع سنت تھا۔ لقمۂ مشتبہ سے نہایت پرہیز کرتے اور مال مشتبہ ہرگز نہ لیتے۔ جو شخص خلاف شرع اور سنت ہوتا اس سے نہایت خفا ہوتے اور اپنے پاس اس کا آنا گوارا نہ کرتے اور فرماتے قطعہ

یا مرو با یار ارزق پیرہن　　یا بکش بر خانماں انگشت نیل

یا مکن با پیل باناں دوستی　　یا بنا کن خانۂ درخورد پیل (۱)

میرے تمام خاندان کو اور خصوصاً جناب والد ماجد کو آپ سے خاص اعتقاد تھا، اور میرے جناب والد ماجد اور میرے بڑے بھائی جناب احتشام الدولہ سید محمد خاں بہادر مرحوم کو آپ ہی سے بیعت تھی۔ اور آپ کی میرے خاندان پر اس قدر شفقت اور محبت تھی کہ میرے والد ماجد کو اپنے فرزند سے کم نہیں سمجھتے تھے۔ میرے والد ماجد بھی آپ کی صحبت کی برکت سے آزادہ مزاج اور وارستہ طبع تھے، کبھی کبھی بموجب اس مصرع کے:-

کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ

کوئی بات گستاخانہ عرض کرتے یا کوئی حرکت آپ کے خلاف مرضی سرزد ہوتی تو آپ بارہا ارشاد فرماتے کہ اگرچہ میں نے اپنے تئیں غم زن و فرزند سے دور رکھا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہوئی کہ اس شخص کی محبت اپنے فرزندوں سے سوا دے دی۔ جو چاہو سو کہو اور جو چاہو کرو۔ میں ہر روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور آپ اپنی شفقت اور محبت سے مجھ کو اپنے پاس مصلے پر بٹھا لیتے اور نہایت شفقت فرماتے۔ لڑکپن میں کچھ تمیز تو ہوتی نہیں خصوصاً صغر سن میں جو چاہا سو کہا، جو چاہتا سو کرتا، اور حرکات بے تمیزانہ مجھ سے سرزد ہوتیں اور آپ ان سب کو گوارا

۱؎ یہ قطعہ شیخ سعدیؒ کی گلستان میں درج ہے۔

Marfat.com

فرماتے۔ میں نے اپنے دادا کو تو نہیں دیکھا آپ ہی کو دادا حضرت کہا کرتا تھا۔ آپ کے کمالات اور خرق عادات اُس سے زائد کہ بیان میں آویں، اس واسطے اس مختصر میں اُس کی گنجائش نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ایسے شخص کی کرامت کا بیان کرنا اُس کے رتبہ سے کم ہے، کیونکہ فقیری کا رتبہ اس سے آگے ہے۔ غرض کہ سالہا سال تک آپ کی ذات فیض آیات سے یہ عالم منور رہا۔ اور جو کہ ہر ایک کو اس دارالفنا سے دارالبقا کو چلنا ہے، آپ نے بھی ہفتہ کے دن صفر کی بائیسویں ۱۲۴۰ھ میں اس جہان سے انتقال کیا، اور آپ کی خانقاہ میں آپ کے پیر کے پہلو میں[2] دفن کیا، اِنّا للہ وَ اِنّا الیہ راجعون۔ نوّر اللہ مضجعہ۔ آپ کے انتقال کی تاریخ ہے۔ آپ نے وصیّت فرمائی تھی کہ جس طرح خواجہ بزرگ نقشبند[1] علیہ الرحمہ کے جنازہ پہ یہ شعر پڑھے گئے تھے اُسی طرح میرے جنازے پہ بھی پڑھے جاویں اور وہ شعر یہ ہیں۔

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو	شیئاً للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما	آفریں بر دست و بر بازوئے تو

اور آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ دو شعر عربی فارسی بھی میرے جنازہ پر بہ الحان خوش پڑھنا۔ شعر عربی۔

وفدت الی الکریم بغیر زاد	من الحسنات والقلب السّلیم
فان الزاد اقبح من قبیح[3]	اذ کان الوفود الی[4] الکریم

---

[1] خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند سے مراد ہے جن کی وفات ۷۹۱ھ میں ہوئی اور مزار مبارک بخارا میں ہے (رشحات)

[2] "پہلوے" (ضمیمہ مقامات مظہری ص ۱۶)

[3] ضمیمہ مقامات مظہری (ص ۱۶) میں یہ مصرعہ اسطرح منقول ہے: فحمل الزاد اقبح کل شیٔ [4] ملے (ضمیمہ ص ۱۶) (ہ) انکے حالات ان کے فرزند شاہ عبدالغنی صاحب مجددی نے ضمیمۂ مقامات مظہری میں تفصیل سے لکھے ہیں ملاحظہ ہو از صفحہ ۱۷ تا ۲۴

Marfat.com

اشعار فارسی

برسر خاک من بیا نغمہ ز عشق برسرا — کز جذبات عشق تو نعرہ زخاک برزنم
بعد ہزار سال اگر بر لحدم گذر کنی — مشک شود غبار من روح شود ہمہ تنم

جس وقت یہ اشعار پڑھے جاتے ہزارہا آدمی حاضر تھے اور سب لوگ بہ ہائے ہائے روتے تھے اور عجب لطف اور فیض اور کیفیت تھی۔ آپ کے ملفوظات بھی بہت خوب ہیں، اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ فقیری میں چار چیزیں چاہئیں دو ٹوٹے دو ثابت ہاتھ پاؤں تو ٹوٹے اور دین ویقین ثابت۔

جناب حضرت مولانا شاہ ابوسعید نوّر اللہ مضجعہ

آپ شاہ غلام علی صاحب کے خلیفۂ اعظم ہیں اور آپ کے انتقال کے بعد آپ ہی سجادہ نشین ہوئے تھے، لیکن اس بات کو بھی خیال کرلو کہ آپ حضرت مجددؒ کی اولاد میں ہیں جو حضرت شاہ صاحب کے پیرانِ پیر تھے اور واقع میں حضرت شاہ صاحب بھی آپ کو ویسا ہی سمجھتے تھے اور نہایت تعظیم وتکریم فرماتے تھے۔ نسب آپ کا حضرت مجددؒ تک اس طرح پہونچتا ہے کہ شاہ ابوسعید بیٹے حضرت صفی اللہ کے، اور حضرت صفی اللہ بیٹے حضرت عزیز القدر کے، اور حضرت عزیز القدر بیٹے حضرت محمد عیسیٰ کے، اور حضرت محمد عیسیٰ بیٹے حضرت سیف الدین کے، اور حضرت سیف الدین بیٹے حضرت خواجہ محمد معصوم کے، اور حضرت خواجہ محمد معصوم بیٹے حضرت مجدد الف ثانی کے، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ اور حضرت مجدد شیخ فاروقی ہیں یہ شرافت اور علو مرتبہ تو از روئے نسب کے تھا، اور علاوہ

Marfat.com

قطعہ

امام و مرشد ما شاہ بوسعید سعید | بعید فطرت[1] چو شد واصل جناب خدا
دلی شکستہ و مغموم گفت تاریخش | ستون محکم دین نبیؐ فتادہ زپا

جناب حضرت مولانا شاہ احمد سعیدؒ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

شاہ ابوسعیدؒ صاحب کے بڑے بیٹے اور جانشین ہیں۔ کمالات آپکے اس سے سوا ہیں جو بیان میں آویں اور صفات آپکی اس سے بہت ہیں جو کہی جاویں۔ حافظ کلام اللہ ہیں اور مطیع سنت رسولؐ اللہ۔ اپنے پیروں کی طرح سلسلۂ ارشاد و تلقین اور توجہ اور استغراق جاری ہے۔ اور حق پوچھو تو اب انہیں کی ذات فیض آیات سے خانقاہ کو رونق ہے۔ علم حدیث و فقہ و تفسیر بدرجۂ کمال حاصل ہے۔ دن رات مشغلہ درس و تدریس جاری ہے مسائل دینی آپ کے فیض سے حل ہوتے ہیں اور فتویٰ شرع شریف آپ کی مہر سے مسجل کیے جاتے ہیں۔ قدم بہ قدم اپنے بزرگوں کے طریقے پر چلتے ہیں اور اپنے پیروں کا طریقہ برتتے ہیں۔ نسبت باطنی بہت مستحکم ہے سیکڑوں آدمی آپ کے فیض توجہ سے مقامات مشکلہ سے نکلتے ہیں اور مدارج اعلا کو پہونچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بزرگ کو سلامت رکھے جس سے خاندان مجددیہ قائم ہے۔ آمین ثم آمین۔ ولادت آپ کی ۱۲۱۷ھ میں ہوئی ہے اور مظہر یزدانی[2] آپ کی ولادت کی تاریخ ہے۔ اگرچہ عمر شریف چھیالیس

---

[1] "بمرود عید" (ضمیمۂ مقامات مظہری صفحہ ۲۴)

[2] اس قطعہ کے مصنف مولوی خلیل احمد صاحب ہیں جو حضرت کے مرید تھے (ضمیمہ صفحہ ۲۴

مرحلہ سنین طے فرمائے ہیں۔ لیکن مدارج کمال کے ہزار در ہزار طے ہوئے ہیں۔ آپ نے بھی جناب حضرت شاہ غلام علی صاحب سے بیعت کی ہے اور انھیں سے خلافت پائی ہے لیکن آپ نے جناب والد سے بہت سا فیض حاصل کیا ترقی در ترقی پائی اور ان سے بھی خلافت حاصل کی۔ اب اُن کے انتقال کے بعد آپ ہی سجادہ نشین ہیں اور ارشاد و تلقین میں مصروف اَللّٰھم متّع المسلمین بطول حیاتہ وضاعف مدارج المومنین بطول بقائہ۔

جناب حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب سلمہ اللہ تعالٰی

آپ بھی جناب شاہ ابوسعید صاحب کے فرزند ارجمند ہیں اور حقیقت میں فخرِ خاندان ہیں آپ کا طور ہی جدا ہے اور رنگ ڈھنگ ہی نرالا ہے۔ آپ بھی حافظ کلام اللہ ہیں اور عالم احادیث رسول اللہ۔ ولادت آپ کی شعبان ۱۲۳۴ھ میں ہفتہ کے دن عشا کے وقت ہوئی ہے خورد سالی ہی میں جناب حضرت شاہ غلام علی صاحب آپ کو توجہ دیا کرتے تھے۔ جب بڑے ہوئے اپنے والد ماجد سے بیعت کی اور طرح طرح کا فیض حاصل کیا بعد اُن کے انتقال کے جناب مرزا شاہ غفور بیگ صاحب سے کہ بڑے خلفائے حضرت شاہ غلام علی صاحب سے تھے اور قوۃ نسبت بدرجہ کمال رکھتے تھے ہزار در ہزار فیض حاصل کیے۔ اوقات آپ کی ایسی خوب ہے کہ اگلے زمانے کے اچھے اچھے دین دار لوگوں کی بھی شاید ایسی ہوئی ہو گی۔ مسجد میں بیٹھے رہنا اور طریقہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو برتنا دن رات آپ کا کام ہے۔ خوشا حال اس شخص کا کہ جو اپنے نبیؐ کے طریقہ کو برتے اور دنیا و مافیہا سے خبر نہ رکھے۔ اس قدر اتباع سنت اختیار کیا ہے

Marfat.com

اگر آپ کو آسمان و زمین کے رہنے والے محی السنۃ وقامع البدعۃ کہہ کر پکاریں تو بجا ہے۔ اُن کے نزدیک سوائے انحراف کم تر حکم شریعت کے سخت سے سخت کوئی مصیبت نہیں۔ ارتکاب اس امر خلاف سنت کا جس کو ہم کم بخت لوگ بال سے کم جانتے ہیں اُن کے نزدیک امر محال ہے۔ اس تقویٰ اور ورع کو خیال کرو کہ صرف اس خیال سے کہ ہندوستان میں جو طریق بیع و شرا بعض بعض فواکہہ وغیرہ کا جاری ہے وہ ازروئے شرع شریف کے درست نہیں۔ اُن چیزوں کے مزہ سے واقف نہیں۔ جب کوئی ایسا کرے تو معلوم ہو میری زبان نہیں جو میں آپ کی ادنیٰ سے ادنیٰ صفت کی تعریف کر سکوں۔ صرف اتباع سنت کے لئے ہزار ہا نعمت دنیائے دوں پر لات ماری ہے اور گوشہ نشینی اختیار کی ہے۔ ملاقات اور مکالمات میں ہرگز پیروی سنت نہیں چھوڑتے اور ادنیٰ سنت کے ترک سے کسی چیز کو بہا نہیں جانتے۔ فنائی السنت اور محوفی الشریعت اور شہسوار میدان طریقت۔ اگر پوچھو تو آپ کی ذات فیض آیات ہے۔ پس جس شخص کا ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں یہ حال ہو تو پھر خیال کرو کہ بڑی بڑی باتوں میں کیا درجہ احتیاط اور کیا رتبہ اتقا ہوگا۔ اَللّٰھم بارک فی عمرہ وارفع درجتہ فی الدارین۔ آمین۔ یارب العٰلمین۔

شاہ محمد آفاق صاحب شاہ[1] آپ کے کمالات اور مجاہدہ اور زہد اور مکاشفہ تمام عالم میں مشہور ہیں۔ آپ بھی

---

[1] شاہ صاحب کے حالات اور کسی کتاب میں نہیں ملے۔ تاریخ دہلی مؤلفہ سید احمد ولی اللٰہی (ص ۱۳۰) میں آپ کا ذکر کسی قدر تفصیل کے ساتھ پایا جاتا ہے۔

Marfat.com

اس زمانے کے بڑے وَلی اَللّٰہوں میں سے تھے۔ نسبت باطنی اس قدر قوی تھی کہ بڑے بڑے صاحب نسبت اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ مقامات فقیری بہت صاف تھے۔ نسبت الی اللہ بہت درست تھی۔ پیروی سنت رسولؐ مقبول نہایت مدنظر رکھتے تھے۔ مسکینی اور شکستگی بدرجۂ کمال حاصل تھی۔ اپنے تیئں بھی مثل او ر نقش و نگار دیوار تصور فرمایا کرتے تھے۔ نسب آپ کا بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ تک پہونچتا ہے' اور آپ بھی حضرت مجددؒ کی اولاد میں ہیں۔ حضرت خواجہ ضیار الدین صاحبؒ سے کہ بڑے زبردست فقیر تھے۔ سلسلۂ مجددیہ میں آپ نے بیعت کی تھی اور کمال مدارج حاصل کر کے اجازت پیری و مریدی کی حاصل کی تھی اور اپنے پیر کے انتقال کے بعد اُن کے سجادہ نشین ہوئے اور اُن کے اشعار سے آپ کا سلسلہ بخوبی معلوم ہوگا۔ اشعار

هادئ آفاق والنفس مثل اصحاب نبیؐ
آں ضیار اللہ زبیر و نقشبند متقی

خواجہ معصوم است احمد خواجہ باقی خواجگی
خواجہ درویش و محمد زاہد امرار وَ لی

خواجہ یعقوب بہار الدین دگر پیر کلال
خواجہ بابا دان دگر میر علی رامتینی

خواجہ محمود است عارف خواجہ عبدالخالق است
خواجہ یوسف بعد شیخ فارمدآں بوعلی

بوالحسن پس بایزید جعفر صادق بُوَد
قاسم و سلمان ابوبکر و رسول ہاشمیؐ

اور علاوہ اس کے آپ کو سب سلسلوں میں اجازت پیری اور مریدی کی حاصل تھی آخر کو۔ یہی مضمون صادق آیا کہ:-

ع نفس فنا تھا سو فنا ہو گیا۔

یعنی محرم ۱۳۵۱ھ کی ساتویں کو بدھ کے دن نماز مغرب کے بعد آپ نے اس جہانِ فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون ——

Marfat.com

جمعرات کے دن آپ کو مغل پورہ میں دفن کیا۔ خواجہ بہار الدین احمد صاحب نے جو بڑے بیٹے خواجہ علاء الدین احمد صاحب کے ہیں یہ شعر تاریخ وفات میں نظم کیا۔

شاہ آفاق رفت از دنیا　　　　از سر یاس گفت اہل جہاں

حاجی علاء الدین احمد سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ شاہ آفاق صاحب کے خلیفہ اور سجادہ نشین ہیں

حقیقت میں اپنے پیر کی نشانی ہیں اس زمانے میں ایسے لوگوں کا ہونا مغتنمات سے ہے۔ ایسے لوگ کاہے کو پیدا ہوتے ہیں۔ تمام عمر فقیری میں صرف کی اور دنیا و مافیہا سے خبر نہ رکھی۔ سچ ہے کہ السعید من سعد فی بطن امہ۔ چھٹ پن سے آپ کو فقیری کا شوق تھا۔ سولہ برس کی عمر میں بیعت کی اور طرح طرح کے زہد اور مجاہدہ کیے اور اپنے پیر کی خدمت میں ہمیشہ سفر اور حضر میں حاضر رہے۔ آپ کا نسب حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے ملتا ہے۔ توکل علی اللہ اور عشق رسول اللہ ہر وقت آپکے برتاؤ میں ہے۔ عالم جوانی میں حج خانہ کعبہ ادا کیا اور زیارت روضہ منور رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو نصیب کرے۔ آمین یارب العالمین۔ اب سن شریف آپ کا نوے برس کے قریب ہے، آنکھوں سے معذور ہیں، اور پاؤں سے اٹھ نہیں سکتے۔ طاقت طاق ہے مگر ہر دم شغل جاری ہے، اور صوم وصلوٰۃ قائم۔ سبحان اللہ کیا لوگ ہیں کہ کسی حالت میں اپنے معبود کی یاد سے غافل نہیں غور کرو کہ جس شخص نے اپنا لڑکپن اور جوانی اور بڑھاپا صرف اللہ کی یاد میں صرف کیا ہو اس کو کیا علو مدارج حاصل ہوئے ہونگے اللہ تعالیٰ ایسے

Marfat.com

لوگوں کو سلامت رکھے۔

فخر الملت والدین مولانا محمد فخر الدین علیہ الرحمۃ[1]

سلالۂ عظام زبدۂ کرام، سرگردہ مقبولان بارگاہ صمدیت، پیش رو تیز قدمان سالک عرفان احدیت، قدوۂ شمار عالمان شرع مبین مولانا محمد فخر الملت والدین۔ آں حضرت بابرکت کے مقامات اور خوارق اور کرامات لاتعد ولاتحصیٰ ہیں۔ خامۂ خام رقم طاقت نہیں رکھتا کہ ان کے شمار میں تکلیف مالا یطاق کو اپنے اوپر گوارا کرے۔ خلاصہ احوال ابتدا مآل ان سرگروہ اہل قال اور پیشوائے ارباب حال کا یہ ہے کہ آپ کے والد بزرگوار مولانا نظام الحق والملۃ والدین ساکن موضع کاکوری ہیں جو مضافات لکھنؤ سے ہے۔ نسب آپ کا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تک پہونچتا ہے۔ اور والدہ ماجدہ آپ کی زبدۂ اولاد حضرت مخدوم سید محمد گیسو دراز سے ہیں۔ اگرچہ مولد جناب موصوف کا اورنگ آباد ہے۔ لیکن کمین قدردو مہینت لزوم سے خاک دار الخلافہ شاہجہاں آباد حرسہا اللہ عن الفساد کی حضرت کے نغش و اپسین تک کنار عزت میں پناہ گزیں رہی۔ والد ماجد حضرت مرحوم مغفور کے اوائل حال میں اورنگ آباد سے دلی میں وارد ہوئے۔ اگرچہ اول میں فقط تحصیل علوم رسمی منظور تھی لیکن چونکہ خواستہ تقدیر اور مشیت کردگار قدیر یہ تھی کہ ان کو خلعت ارشاد حقائق معارف کے ساتھ موصوف کرے حضرت نے بانی قدس اللہ سرہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں اپنے صاحبزادے

---

[1] آپ کے ملفوظات بخوبی عبارت پیرایہ نظام الملک نام محمد جہاں آباد نے کتاب مناقب فخریہ لکھی ہے۔

[2] اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

نصیر الدین[1] چراغ دہلی تک پہونچتا ہے خایز ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ ازبسکہ ذات فائض البرکات اُن کی جامع کمالات صوری و معنوی تھی، تحصیل علوم ظاہری اور باطنی کی انھیں کی خدمت میں کر کر منصب خلافت سے سرفراز ہوئے اور آخر الامر معاودت کی اجازت پاکر اورنگ آباد کو تشریف لے گئے اور سالہا خلق کو فیض باطنی کی طرف ہدایت فرمائی اور ۱۱۴۲ھ میں عالم بقا کو راہی ہوئے۔ حضرت بابرکت جنت مآب مولانا فخر الملتہ قدس سرہٗ نے اپنے پدر والاقتدار کی خدمت میں علوم ظاہری اور باطنی کو تحصیل کر کے مرتبہ خلافت حاصل کیا اور بعد اس کے چند سال نواب نظام الدولہ ناصر جنگ اور رحمت یار خاں کی سرکار میں بسر کی، اور وہاں بھی اُن کے انفاس متبرکہ کی برکت سے بہت گم گشتگان بادیہ ضلالت نے راہ ہدایت حاصل کی۔ ازبسکہ قدیم الایام سے تعلق بہ ترک غالب تھا، وہاں دل برداشتہ ہو کر اجمیر شریف کی طرف تشریف فرما ہوئے اور چندے مزار مبارک قدوۃ واصلان بارگاہ ذوالجلال قطب الاقطاب خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے وسیلہ سے وہاں کا قیام اختیار کیا۔ اور بعد اس کے سنہ احد جلوس احمد شاہی کے مطابق ۱۱۶۰ھ

ص۳۹ کا بقیہ

طریقہ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ کے مشہور شیخ طریقت۔

ولادت ۔۔۔ وفات ۱۱۴۱ھ۔ آپ کے حالات مناقب العارفین میں درج ہیں۔

[1] سلطان الاولیا حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کے اعاظم خلفا میں سے تھے المتوفی ۔۔۔ھ رمضان شریف کی سترھویں کو ہر سال دہلی میں آپ کا عرس ہوتا ہے۔

Marfat.com

نبوی کے تھا۔ شاہجہاں آباد میں تشریف لائے، ان کی ہدایت و ارشاد سے ایک خلق بہرہ مند اور سعادت یاب ہوئی۔ اور یہ عجب کرامت حضرت کی ذات فایض البرکات سے ظاہر ہوئی کہ آپ کے خلفائے باصفا اطراف ہندستان میں باعث نجات سرگشتگان روزگار اور ہادی گمراہان تبہ کار ہوئے چنانچہ اس زمانے میں نواح پاک پٹن میں حضرت شاہ سلیمان صاحب جن کا شہرہ قاف سے قاف تک پہونچا ہے، آپ ہی کے خلفا میں سے ہیں کہ ان کی برکت سے ہزارہا خلق کو ہدایت اور فیض باطن نصیب ہوا۔ اور از بسکہ حضرت ممدوح مقبول خدائے لایزال تھے، خلق اللہ میں بھی ایسا قبول خاطر بہم پہونچا کہ گروہا گروہ حصول نجات اور تحصیل ہدایت کے واسطے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپ کے ارشاد کو مانند حکم وحی کے راست اور درست جانتے۔ جتنے امرائے ذوی الاقتدار اور سلطان عہد تھے آپ کی بیعت سے مشرف ہو کر آپ ہی کی خاک در کو وسیلۂ آبرو اور آپ ہی کے غبار آستاں کو تاج عزت و اعتبار سمجھتے تھے۔ لیکن سبحان اللہ نشان مقبولیت یہ ہے کہ حضرت باوجود اس ہجوم ارباب دنیا کے ہر ادنیٰ کے ساتھ وہ خلق محمدی خرچ کرتے کہ اُن کا بیان خامہ راقم کی مجال نہیں۔ باوجود اس کمالات ظاہری اور باطنی کے کہ ادنیٰ دنیادار کی نظر توجہ کے فیض سے ہزار درویش باکمال پر شرف رکھتا تھا، آپ سادہ وضعی کے ساتھ رہتے اور لباس درویشانہ و جبہ اور عمامہ فقیرانہ کے چنداں مقید نہ ہوتے۔ کیا خوب کہا شیخ شیراز علیہ الرحمۃ والغفران نے۔

درویش صفت باش و کلاہ تتری دار | حاجت بہ کلاہ ترکی داشتنت نیست

کتاب "نظام العقائد" اور "رسالہ مرجیہ" اور "فخر الحسن" حضرت

Marfat.com

تالیفات سے ہے۔ اُن کا دیکھنا[1] آپ کی ممارست علمی پر دلیل قاطع اور برہان ساطع ہے[2]۔ سن شریف تہتر تک پہنچا اور ۱۱۹۹ھ میں عالم بقا کو راہی ہوئے۔ "خورشید دو جہانی"[3] آپ کی رحلت کی تاریخ ہے مزار آپ کا متصل دروازہ چار دیواری مرقد مبارک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی[4] (تغمدہ اللہ بغفرانہ) کے واقع ہے اور اس کا ذکر باب اول[5] میں ہو چکا۔ ہر چند راقم نے یہ مسلک اختیار کیا تھا کہ جن بزرگوں کی خدمت میں خود پہنچا یا اُن کے جمال با کمال سے اپنی نگاہ کو مشرف کیا، اُن کا حال اس تذکرہ میں مندرج کرے اور ان حضرت کے زمانہ سے اس عہد تک بہت فاصلہ ہے، لیکن چونکہ ان کے خاندان کے احوال سے مزین کرنا اس کتاب کا مد نظر تھا اکثرت عقیدت اور ارادت نے نہ چاہا کہ حضرت کے احوال کمالات اشتمال کے ساتھ زبان قلم کو گویا نہ کرے۔

---

[1] غالباً "لکھنا"

[2] آپ کی تصنیف سے ایک کتاب "القول المستحسن فی فخر الحسن البصری ہے" جس کا ایک مخطوطہ اسلامیہ کالج پشاور کے ایک کتب خانہ میں موجود ہے۔

[3] اصل قطعہ تاریخ وفات جو آپ کے مزار پر کندہ ہے حسب ذیل ہے۔

بگذاشت فخر دیں چوں ایں سرائے فانی	بر آستانہ جا داد آں قطب جاودانی
سال وصال آں ما از غیب چوں بجستم	تاریخ گفت ہاتف "خورشید جاودانی"

(تاریخ دہلی از سید احمد ص ۲۳۶)

[4] حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ۔ المتوفی ۶۳۴ھ۔ آپ کے مفصل حالات سیر الاقطاب میں وغیرہ کتابوں میں مرقوم ہیں۔

[5] دیکھو آثار الصنادید، ۷۶، طبع نول کشور ۱۸۷۶ء۔

Marfat.com

جناب مولانا قطب الدین علیہ الرحمۃ حضرت موصوف کے فرزند ارجمند ہیں اور حضرت کی وفات[1] کے بعد مسند خلافت پر متمکن رہے۔ آپ کی تعریف و توصیف لکھنے کی کچھ حاجت نہیں۔ یہی کافی ہے کہ ایسے چمن کے نونہال اور ایسے نونہال کے ثمر تھے

اصل و فرعی را کہ بینی حاصل یک مایۂ اند[1]
آفتاب و پرتوش از ہم جدا نتواں گرفت

سترھویں ماہ محرم الحرام ۱۲۸۵ھ[2] میں عالم فانی سے ملک بقا کی طرف راہی ہوئے اور مزار مبارک خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے جوار میں مدفون۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جناب حاجی حضرت غلام نصیر الدین عرف کالے صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ[3] آپ جناب حضرت مولانا قطب الدین صاحب کے فرزند ارجمند ہیں۔ محامد آپ کے حیز تحریر و احیطۂ تقریر سے باہر ہیں۔ اخلاق اس وسعت سے ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا۔ مسکینی اس درجہ پر ہے کہ اس کا اظہار نہیں کر سکتا۔ اوقات آپ کے بہت خوب اور حرکات آپ کے نہایت محبوب۔ ہر دم و ہر لحظہ وظیفہ سے خالی نہیں رہتے۔ بات کرنی بھی گویا آپ کو مشکل ہوتی ہے۔ جب کوئی پوچھے اس کا جواب لاچار دیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس وقت زبان ظاہر میں شغل سے باز رہتی ہے۔ لیکن دل اسی طرح مشغول حق رہتا ہے۔ اس زمانہ میں ایسا وجود گرامی شیخ نہیں ہے۔ حضور والا[4] اور تمام سلاطین اور جمیع امراء عظام آپ کے

---

[1] "مایۂ" صحیح ہے [2] رسالہ تذکرۃ الفقراء (مصنفہ احمد اختر نبیرۂ ابوظفر بہادر شاہ) ص ۲۰ میں آپ کی تاریخ وفات ۱۸ محرم ۱۲۲۳ھ لکھی ہے اور تذکرۃ الالف ب ص ۱۲ میں ۱۲۰۳ھ
[3] حاشیہ [3] و [4] اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

نہایت معتقد ہیں۔ جس مجلس میں آپ تشریف لاتے ہیں ہر شخص بے اختیار دوڑتا ہے اور قدموں پر گر پڑتا ہے اور اپنی سعادت ابدی سمجھتا ہے۔ تھوڑی مدت ہوئی کہ آپ پر شوق الٰہی غالب ہوا اور اپنے دادا صاحب کے فیض حاصل کرنے کو دل چاہا۔ اگرچہ وہ فیض سینہ بسینہ اپنے والد ماجد مرحوم سے پایا تھا لیکن یہ شوق ایسا ہے اور یہ نعمت وہ ہے کہ طالب اس کا بس نہیں کرتا جتنا دیتے جاؤ اتنا ہی اور مانگتا ہے۔ آپ نے سفر اختیار کیا اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور پاک پٹن میں تشریف لے گئے اور شاہ سلیمان[1] کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہتے ہیں کہ شاہ سلیمان صاحب اس بات کو نہایت غنیمت سمجھے اور ان کے قدوم میمنت لزوم سے ہزار ہا فخر کیے۔ چند کروہ[2] استقبال کو آئے اور باعزاز واکرام لے گئے۔ چند مدت آپ نے وہاں تشریف رکھی اور جو کچھ فیض اور برکات اپنے دادا صاحب کے تھے اُن کو پھر تجدید کیا اور رخصت ہو کر شاہجہاں آباد میں

ص۴۳ کے حواشی

۳ ۱۵ صفر ۱۲۶۲ھ کو آپ نے وفات پائی (تذکرۃ الفقراء ص ۱۲۰ اور تذکرۃ الانساب ص ۱۲)۔

۴ مراد از سراج الدین ابوظفر بادشاہ دہلی۔

---

[1] خواجہ محمد سلیمان چشتی فخری نظامیؒ مرید و خلیفہ حضرت مولانا فخرالدین قدس سرہٗ جنھوں نے تونسہ شریف میں قیام فرمایا اور نہایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے۔ بمقام تونسہ شریف بتاریخ ۷ صفر ۱۲۶۷ھ میں بعمر یک صد سال سفر آخرت اختیار کیا۔ (دیکھو تذکرۃ الفقراء ص ۱۱۴) لیکن برکات الاولیاء (ص ۱۹۹) میں سن وفات ۱۲۶۶ھ (باقی صفحہ ۴۵ پر)

Marfat.com

تشریف لائے کہ اب یہیں رونق افروز ہیں ۔ سن شریف آپ کا پچاس سے متجاوز ہے ۔ صحبت آپ کی غنیمت ہے ۔ اللہ تعالیٰ ایسے بزرگان حق کو سلامت رکھے ۔

خواجہ محمد نصیر رحمۃ اللہ علیہ آپ کے صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اُس سے سوا ہیں جو لکھنے میں آویں اور اُس سے بہت ہیں جو کہے جاویں ۔ آپ نواسہ ہیں خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ[۵۴] کے جو بڑے نامی مشائخ تھے اور ان کا نام تمام عالم میں مشہور ہے ۔ ولادت آپ کی ۱۱۸۹ھ میں ہوئی اور ابتدا سے طالب خدا ہوئے ۔ چھٹپن ہی سے حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر رہتے اور توجہ لیتے، بلکہ اسی زمانہ میں حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ سے بیعت کی تھی جب کہ آپ کا سن شریف دس برس کا ہوا ۔ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ نے وفات پائی اور درد جدائی کا آپ کے نصیب ہوا ۔ آپ ہمیشہ اپنے پیر کی جدائی میں دل شکستہ اور جان خستہ رہا کرتے تھے سچ ہے،

ع یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو ۔

آپ کو اکثر علوم میں خصوصاً ریاضیات میں بہت دخل تھا علم موسیقی خوب جانتے تھے اور تال اور لے سے ایسے واقف تھے کہ بڑے بڑے اُستادان

(بقیہ صفحہ ۴۴) مرقوم ہے اور یہی سن صحیح معلوم ہوتا ہے ۔

۵۳ ایک کوس یا دو میل کی مسافت ۔

۵۴ دہلی کے صوفی بزرگ، فارسی اور اُردو کے مشہور شاعر ۔ میر نے نکات الشعراء (ص ۹ بحوالہ) میں اُن کا تذکرہ لکھا ہے ۔ مخزن نکات (ص ۲۸ تا ۳۲) اور گلشن بیخار (ص ۶۸ - ۶۹) میں بھی ان کا تذکرہ ہے ۔ ۱۱۹۹ھ میں وفات پائی ۔

Marfat.com

کے سامنے کان پکڑتے تھے اور خاک چاٹ کر نام لیتے تھے۔ علم حساب کو اُس سے زائد جانتے تھے اور مسائل حساب میں وہ مہارت بہم پہنچائی تھی کہ مسائل لاینحل بہ آسانی حل فرماتے تھے۔ چنانچہ تال اور حساب میں اُن کی تصنیفات سے رسالے موجود ہیں۔ یہ تو صفات ظاہری تھیں اور کمالات باطنی میں ان سب سے بڑا رتبہ تھا اور وہ مقام ہی اور تھا۔ کمالات باطنی خواجہ میر اثر صاحب[1] سے کہ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے چھوٹے بھائی تھے، حاصل کیے۔ جب کہ خواجہ میر اثر علیہ الرحمۃ کا انتقال ہوا خواجہ صاحب میر علیہ الرحمۃ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند سجادہ نشین ہوئے۔ جب کہ اُن کا بھی انتقال ہوا تو آپ کی ذات فیض آیات سے اس مسند جانشینی کو رونق تازہ حاصل ہوئی۔ ہر مہینہ کی دوسری اور چوبیسویں کو مجلس مین نوازی کی آپ کے روبرو ہوا کرتی۔ آپ کو صبر میں درجۂ کمال حاصل تھا۔ اور دنیا سے مطلق لگاؤ نہ تھا۔ اور آپ بڑے عالی خاندان ہیں۔ نسب خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کا نواب ظفر خاں جہانگیری[2] تک پہنچتا ہے۔ اُن کے پوتے خواجہ محمد ناصر صاحب[3] منصب داران بادشاہی میں سے تھے کہ یکایک خدا طلبی کا شوق ہوا اور شیخ سعد اللہ المعروف بشاہ گلشن صاحب[4] کی خدمت

---

[1] مشہور صوفی بزرگ اور اردو کے شاعر، صاحب مثنوی خواب و خیال (مطبوعہ انجمن ترقی اردو) تذکرہ میر حسن (ص ۱۰) میں ان کے حالات ملتے ہیں۔

[2] خواجہ احسن اللہ پسر خواجہ ابوالحسن تربتی الملقب بہ ظفر خاں، جہانگیر کے مشہور امرا میں تھے۔ ۱۰۷۳ھ میں لاہور میں وفات پائی (مآثر الامراء ۲ ص ۷۵۶-۷۶۳)

[3] خواجہ میر درد کے والد۔ فارسی کے شاعر تھے، عندلیب تخلص تھا۔ آپ کا ضخیم دیوان نالۂ عندلیب کے نام سے چھپ گیا ہے۔

[4] مشہور درویش اور صوفی شاعر المتوفی ۱۱۴۰ھ۔ آپ کے حالات سرو آزاد، بدبیضا، تذکرۂ بے نظیر وغیرہ میں ملتے ہیں۔

Marfat.com

ہیں حاضر ہوئے اور مدت تک فیض حاصل کیا اور اس دنیائے دوں کو چھوڑ چھاڑ کر بموجب ہدایت شاہ گلشن صاحب کے خواجہ محمد زبیر صاحب سے بیعت کی اور بہت جہد اور مجاہدہ کیے اور قطب وقت ہوئے کہ اب تک یہ سلسلہ سلسلہ بسلسلہ چلا آتا ہے۔ والد ماجد آپ کے میر کلو صاحب اکبر آبادی بہت صحیح النسب سادات سے تھے اور نسبت دامادی کی خواجہ میر درد سے رکھتے تھے اور بیعت بھی انھیں سے کی تھی۔ اوصاف حمیدہ آپ کے لاتعد ولاتحصی ہیں، میری طاقت اُن کے بیان کی نہیں۔ آخر کو دوسری شوال ۱۲۶۱ھ کو آپ نے وفات پائی اور داغ مفارقت مخلصان خاص کو دیا۔ کبھی کبھی آپ شعر بھی کہا کرتے تھے اور رنج تخلص[1] کیا کرتے۔ چنانچہ یہ چند اشعار آپ ہی کی طبعزاد سے ہیں۔ اشعار ہندی:

خط دیکھ کر ادھر تو مرا دم الٹ گیا — قاصد ادھر نہ نامہ بیدم الٹ گیا

یقیں ہو گیا دیکھ کر اس کا قامت — کہ بے شک قیامت میں دیدار ہوگا

کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر — کوٹھے چڑھی جو بات کھلی خاص و عام پر

یاد دلوا کے جو ہم بستری یار رلائے — تو وہ تصویر نہالی ہے بغل کا دشمن

دل ہے جن کے لئے پہلو میں تپاں رہتا ہے — یوں سنا ہے کہ انہیں بھی خفقاں رہتا ہے

دیکھی نہیں جاتی یہ خدائی میں کسی کی — ہے طور مرا اپنا جدائی میں کسی کی

مولوی یوسف علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد ناصر علیہ الرحمہ

---

[1] تذکرہ نمونۂ منتخب (ج ۱ ص ۲۲) اور گلشن بے خار (ص ۹۰) میں آپ کا تذکرہ ہے۔ آثار الاذکار تذکرے میں آپ کے یہی چند اشعار منقول ہیں۔

Marfat.com

سکے ہیں، اُن کے اوصاف حمیدہ لاتعد و لاتحصیٰ ہیں۔ خامۂ راقم کو طاقت نہیں
کہ ان کے محامد او ر مناقب کو لکھ سکے۔ حضرت سادات کبار سے ہیں اور
صاحب اخلاق پسندیدہ اور مرتاض۔ ان کی سجادہ نشینی سے اس خاندان
کو زیب و زینت اور رہی ہو گئی ہے۔ سن شریف آپ کا قریب چالیس سال
کے ہے۔ راقم نے اِن حضرت کے جمال باکمال سے اپنی نگاہ کو گلچین نظارہ
اور ان کی اوقات کو بچشم مشاہدہ کیا ہے۔

حضرت شاہ غیاث الدّین قدس سرہٗ

اولاد حضرت خواجہ مودود چشتی علیہ الرحمۃ[1] سے ہیں اور
عرف خواجہ کھہاری والہ۔ بسبب حسن اوقات اور کثرت طاعات کے
مغتنمات روزگار سے تھے۔ خلق مجسم کہنا چاہیے۔ ان کے اوضاع و اطوار
خلق محمدی کے مصداق تھے۔ رات اور دن میں سے ایسا کم وقت ہو گا کہ
عبادت و وظائف سے فارغ رہتے ہوں۔ خور و خواب کو بہ قدر ضرورت
بشری کہ حیات مستعار کی بقا کو کافی ہو، کام میں لاتے و الاطاعت دادار
بے ہمال[2] میں مصروف رہتے۔ مریدان با اخلاص کو آپ کی ذات بابرکات
سے ارشاد راہ ہدایت اور رہبری سبیل سعادت ایسا ہوا کہ کم کسی سے متصور ہے

---

[1] سید قطب الدین معروف بہ خواجہ مودود چشتی المتوفی ۵۲۷ھ۔ مشہور ولی کامل۔
آپ کی اولاد میں سے اکثر ملکاپور (برار)، برھان پور (خاندیس)، حیدر آباد دکن وغیرہ
میں موجود ہیں۔ نواح چشت اور بلخ و بخارا میں آپکے صدہا خلفا ہیں۔ ہرات اور چشت میں
آپ کی اولاد سکونت رکھتی ہے (تذکرۃ الانساب ص ۱۳۲ — ۱۳۳)

[2] "دادار" = اللہ تعالیٰ — بے ہمال = لاشریک، بے مثل۔

Marfat.com

مرجع انام اور مآرب خاص و عام تھے۔ عرصہ اکیس برس کا گذرتا ہے جہان فانی سے راہی عالم باقی ہوئے۔

جناب شاہ صابر بخش صاحب علیہ الرحمتہ

زبدۂ مقبولان بارگاہ الٰہی سید صابر علی معروف بہ سید صابر بخش چشتی۔ سلالۂ سادات عظام اور زبدۂ اہالی خاندان چشت تھے۔ والد ماجد آپ کے شاہ نصیر الدین ابن شاہ غلام سادات چشتی قدس سرہٗ بن شیخ عبد الواحد عرف نواب بشارت خان برادر زادۂ حقیقی قطب العارفین حضرت شیخ محمد چشتی قدس سرہ العزیز تھے۔ ہر چند حضرت مرحوم نے صحبت اکثر مشائخ کبار سے جو آپ کے معاصر تھے کسب فیض باطن کیا، لیکن کمال طریقت و حقیقت اپنے جد امجد شاہ غلام سادات قدس سرہ کی بیعت کے وسیلے سے حاصل کر کے مُرید با اخلاص اور سجادہ نشین با اختصاص ہوئے۔ تفصیل سلسلۂ خاندان ہدایت نشان حضرت موصوف کی یہ ہے کہ شاہ غلام سادات خلیفہ تھے حضرت شاہ محمد نصیر قدس سرہ کے اور وہ حضرت شیخ محمد چشتی کے اور وہ حضرت شیخ ابراہیم رام پوری (قدس سرہ العزیز) کے آپ کو حضرت بابرکت شاہ غلام سادات جد امجد اپنے کی خلافت حاصل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ شاہ نصیر الدین صاحب یعنی والد ماجد ان حضرت کے بسبب اس کے کہ علم عرفان و ایقان میں ساری اولاد حضرت مرحوم و مغفور پر سبقت رکھتے تھے، اپنے پدر بزرگوار کی حیات میں ان کی عین رضا سے مسند خلافت پر متمکن ہو مریدان اخلاص کیش کی ہدایت میں مصروف ہوئے۔ اتفاقاً اپنے والد ماجد کی عین حیات ہی میں سفر آخرت کو اختیار کیا۔ حضرت شاہ غلام

Marfat.com

سادات نے منصب خلافت جو اپنے فرزند ارجمند کو عطا کیا تھا ان کی وفات کے بعد اپنے پوتے سید شاہ صابر علی عرف صابر بخش علیہ الرحمتہ پر مسلم رکھا اور باوجود ہونے اور اولاد کے بسبب قابلیت مادہ کے انھیں کو شرف بیعت سے مشرف فرما کر اپنی سجادہ نشینی کے وسیلہ سے ارشاد ہدایت کا امر ان کو تفویض کیا اور لنگر کا صرف اور انعقاد مجالس عرس اور خدمت مساکین اور خبر گیری صادر و وارد کی اُن کی ذات سے متعلق ہوئی۔ فی الحقیقت آپ کی سخاوت سے حاتم طائی کا نام صفحۂ روزگار سے حک ہو گیا اور طاقت و عبادت کا حال ان بزرگ کا قلم و زبان کی مجال نہیں کہ لکھ سکے۔ ترسٹھ برس کی عمر میں ۱۲۳۰ھ میں چودھویں ربیع الاول کو چار گھڑی رات گئے راہی دار البقا ہو کر درمیان خانقاہ کے جو شہر شاہجہاں آباد میں متصل دریا گنج واقع ہے، اور آپ ہی نے واسطے ورود مساکین کے تعمیر کروائی تھی، مدفون ہوئے۔ ان حضرت کے بعد فرزند خلیفۂ رشید آپ کے سید عبداللہ سلمہ اللہ تعالیٰ مسند خلافت پر متمکن ہو کر اسی طرح خدمت فقرا میں مصروف ہیں۔

جناب میر محمدی صاحب[1] غفر اللہ

آپ کا سلسلہ جناب غفراں مآب مولانا مولوی فخر الملت والدین قدس سرہ العزیز تک پہنچتا ہے۔ مقبولان بارگاہ کبریائے الٰہی سے تھے۔ قبول خاطر خاص و عام بھی یہاں تک حاصل تھا کہ امرا و سلاطین آپ کے دیدار فیض انوار کو نعمت کبریٰ اور آپ کی خدمت میں رہنے کو

---

[1] آپ کا نام سید محمد جلال الدین تھا اور "میر محمدی" عرف تھا۔ (تذکرۃ الفقرا ص ۱۳)

Marfat.com

ایک موہبت عظمیٰ سمجھتے تھے۔ ازبسکہ جذب باطن کی تاثیر سے ساکنین تمام شہر کے خصوصاً صادقین قلعۂ مبارک کے علی الخصوص شاہزادگان جلیل القدر آپ سے بہت رجوع رکھتے تھے، عوام کالا نام عمل تسخیر کا گمان کرتے۔ ہر چند اعمال بھی آپ کے ایسے سریع الاثر تھے کہ آپ کا نفس دم عیسیٰ تھا اور آپ کے ہاتھ کی خاک کی چٹکی اکسیر کا کام رکھتی۔ ایک مدت ہوئی کہ جہان فانی سے عالم باقی کو راہی ہو کر اپنے ہی دیوان خانہ میں جو متصل چتلی قبر کے ہے مدفون ہوئے[1]۔ چند شاہزادے خصوصاً مرزا نجستہ بخت بہادر آپ کی خلافت کا دم بھرتے ہیں[2]۔

جناب میاں شاہ نانو علیہ الرحمۃ اصل وطن آپ کا تھانیسر ہے۔ سلسلہ حضرت کا جناب برکت انتساب سرگروہ اہل اللہ شیخ جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمۃ تک کئی او

---

[1] آپ کی وفات ۱۲۲۳ھ میں ہوئی۔ (تذکرۃ الفقرا، ص ۲۱)

[2] "مرزا سلیم آپ سے نہایت عقیدت کے ساتھ مرید تھے۔ جب صاحب موصوف کا انتقال ہوا تو مرزا سلیم نے اپنے مکان ہی میں آپ کا مزار بنوایا اور وصیت کی کہ بعد انتقال کے میں بھی یہیں دفن کیا جاؤں، چنانچہ ایسا ہی ہوا" (تاریخ دہلی از سید احمد ولی اللہی ص ۸۰)

[3] مرزا احمد اختر خلف مرزا نجستہ بخت اپنے رسالہ [illegible] ص ۱۲ [illegible] "جد فقیر نے بھی حضرت سے اکتساب علم و خدمت کیا [illegible] شاہزادے اور امرائے سلطانی بیعت میں آئے [illegible] بعضوں نے خرقۂ خلافت [illegible] کیا جیسے میرے پیر و مرشد برحق حضرت مرزا روشن بخت قدس سرہ اور میرے والد بزرگوار مرزا نجستہ بخت عم شاہ [illegible] شاہزادہ [illegible] بہادر شاہ" [illegible] ص ۱۲

Marfat.com

واسطوں سے پہنچتا ہے[1] بعد تحصیل کمال اور تحصیل فیوض باطنی کے شہر شاہجہاں آباد میں وارد ہوکر حرم مسجد فتح پوری میں ایک حجرہ واسطے سکونت کے اختیار کیا اور رفتہ رفتہ اُن کی کرامت اور فیض باطن کا شہرہ ایسا پڑا کہ وہ مہ کو اعتقاد آپ کی خدمت میں بہم پہنچا۔ اکثروں کو آپ کے فیض ہدایت سے فوائد کثیرہ حاصل ہوئے۔ اسّی برس کی عمر کے قریب وفات پائی اور اُسی مسجد کے حریم میں مدفون ہوئے۔ عرس آپ کا آج تک بدستور ہوتا ہے[2]۔

جناب شاہ جلال علیہ الرحمۃ

یہ خلیفہ تھے حضرت میراں شاہ نانو صاحب مغفور کے۔ اس اوقات کا آدمی اس خیزوزماں میں بہت کم یاب ہے۔ حضرت میراں شاہ نانو صاحب کے حجرہ میں مسند خلافت پر بیٹھ کر عمر بسر کی اور نفس واپسین تک اہل دنیا کی طرف رجوع نہ کی۔ باوجود نوکلاع کے لنگر شام کے وقت مساکین اور فقرا کو آپ کی طرف سے تقسیم ہوتا تھا۔ یہ حضرت بھی بعد وفات اپنے پیر کی قبر کے قریب مدفون ہوئے[3]

---

[1] حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی (م ۱۱۴۲ھ) کے ہم عصر ہیں۔ آپ کا وطن تھانیسر ہے (تاریخ دہلی ص ۱۵۶)

[2] فاروقی شیخ اور مادرزاد ولی تھے۔ طریقۂ چشتیہ میں شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ۹۲۹ھ میں وفات پائی (برکات الاولیا ص ۸۰)

[3] سید احمد اپنی تاریخ دہلی ص ۱۵۰ میں لکھتے ہیں:۔ " دونوں حضرات کا عرس ربیع الاول کی آٹھویں شب کو اور نویں دن کو ہوتا ہے۔ پچیس روپیہ سالانہ بابت مصارف عرس اور دو روپیہ ماہوار بابت جاروب کشی وغیرہ مزارات محمد عمر نقیب کو آمدنی مسجد فتحپوری سے ملتے ہیں"۔

Marfat.com

جناب مولانا محمد حیات سلمہ اللہ تعالیٰ

وطن اصلی آپ کا ملک پنجاب ہے۔ آسی نواح میں تحصیل علوم رسمی سے فراغ حاصل کر کے چندے اطراف ہندوستان میں بہ لباس طالب علمی بسر کی اور بعدہٗ شہر شاہجہاں آباد میں وارد ہو کر اوائل حال میں شاہ سید صابر علی معروف بہ شاہ صابر بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں فروکش ہو کر درس علوم معقول اور منقول میں مصروف رہے۔ چونکہ علم و فضل کا رشک اقران و امثال تھا، طلبا اطراف و جوانب سے تحصیل علم کے واسطے حاضر خدمت ہو کر آپ کی تعلیم کے فیض سے مرتبۂ فضیلت کو پہنچے اور آپ کے یہاں کا ادنیٰ طالب علم اور جائے کے فضلا سے بہتر گنا جاتا تھا۔ چند تلمیذ آپ کے فیض خدمت سے یکتائے عصر اور یگانۂ دہر ہو گئے، خصوصاً حافظ عبد الرحمٰن کہ آپ کی تعریف اور توصیف علم و فضل کی حیز مقال اور حیطۂ گفتگو سے باہر ہے۔ باوجودیکہ یہ بزرگوار بصارت سے معذور رہیں کوئی علم عقلیہ اور نقلیہ سے ایسا نہیں کہ اس کو محققانہ نہ جانتے ہوں۔ اور طرفہ تر یہ ہے کہ ہیئت اور ہندسہ باوجود بینائی نہ ہونے کے اس طرح بے تکلف پڑھاتے ہیں کہ اور ماہرین اس فن کے اگر ہزار چشم بمطالعہ شب و روز صرف کتاب کریں تو حیثیت خطوط و دوائر کی ویسی آپ نہ سمجھیں اور نہ دل نشیں تلمیذ کے کر سکیں۔ ازبسکہ حضرت موصوف کے مزاج تقدس امتزاج بہ قدیم الایام سے ترک غالب تھا، جب ایسے تلامذۂ باکمال کو فارغ التحصیل اور لائق درس و تدریس کے پایا اپنی طبیعت کو اس طرف سے اٹھا کر ذکر و اشغال کی طرف مصروف کیا اور اکمل فقرا اور عظمائے مشائخ سے فیض باطن کو کسب اور نعمائے معنوی کو حاصل

Marfat.com

کیا اور رنج سفر اپنی ذات موہبت آیات پر گوارا کر کے پاک پٹن میں جا کر حضرت
شاہ سلیمان صاحب کی خدمت سے مشرف ہوئے اور ان کے فیض صحبت
سے قلب اور تزکیۂ نفس کو بکمال پہنچایا اور رخصت انصراف حاصل کر کے
پھر وارد شاہ جہاں آباد ہو گئے۔ ان دنوں میں شاہ عابد بخش صاحبؒ جہان
فانی سے راہی عالم باقی ہو چکے تھے، اُن کی خانقاہ کی بود و باش کو ترک فرما کر
ایک اور مسجد میں کہ قریب قلعۂ مبارک کے واقع ہے، سکونت اختیار کی
اور آج تک وہیں تشریف رکھتے ہیں۔ آپ کی برکت قدوم سے اس مسجد
کی مرمت ہر سال ہوتی رہتی ہے اور ایسی آباد ہو گئی ہے کہ اب اس کو
باعتبار کثرت عبادت اور وفور طاعت خیر المساجد اور افضل المعابد کہنا
چاہیے۔ اب سن شریف آپ کا قریب ستر کے پہنچا ہے۔ خدائے عزوجل
آپ کی عمر کی ترقی کرے کہ طالبان صادق کو آپ کے فیض باطن سے فوائد
کثیرہ اور ہدایت موفورہ حاصل ہوتی ہے۔

حضرت سیّد احمد صاحب قدس سرہ [1]

جناب ہدایت انتساب و زبدۂ واصلان درگاہ سید احمد
صاحب (طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ) سادات عظام از مشائخ کرام
سے تھے۔ وطن اصلی آپ کا بریلی۔ اوائل حال میں شوق طالب علمی میں وطن
سے دار الشاہجہاں آباد ہو کر حضرت بابرکت مولانا عبدالقادر علیہ الرحمۃ
کی خدمت سراسر افادت میں حاضر ہو کر مسجد اکبرآبادی میں فروکش ہوئے۔

---

[1] آپ کے مفصل حالات کے لئے دیکھو سیرۃ سید احمد شہید بریلوی از مولوی ابوالحسن
علی ندوی۔

Marfat.com

اور صرف و نحو میں فی الجملہ سواد حاصل کیا۔ از بس کہ ذوق درویشی اور مسکینی طبیعت میں پڑی ہوئی تھی[1]۔ اکثر خدمت مسجد اور اس مقام کے واردوں خصوصاً درویشان پاک طینت کی جو دور دور دراز سے تحصیل علم باطنی کے شوق میں جناب مولانا عبدالقادر صاحب مغفور موصوف کی خدمت میں حاضر رہتے، خاطرداری اور سرانجام مہام میں ایسے بدل سرگرم ہوتے گویا اس امر کو اہم مہام سمجھے ہوئے تھے۔ اور اس زمانے میں بھی اپنی اوقات کو طاعات و عبادات میں ایسا معروف کیا تھا کہ جو لوگ صرف اس امر کے واسطے کنج نشین اور گوشہ نشین تھے اُن سے بھی اس طرح خاطر مجموع اور حضور قلب سے ظہور میں نہ آتے تھے۔ اکثر مولانائے مغفور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس بزرگ کے احوال سے آثار کمال ظاہر ہوتے ہیں اور مادہ اس سعادت منش کا ترقی مدارج علیا کے قابل نظر آتا ہے۔ اسی اثنا میں سرگروہ علمائے انام، اسوۂ بلغائے عظام، جامع کمالات صوری و معنوی، خادم حدیث شریف نبویؐ، مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ سے بیعت کا ارادہ کیا۔ جب ان کی خدمت میں گئے مولانائے ممدوح جو کہ انکے حالات سے واقف تھے، فرمایا کہ حق جل و علا نے اس صاف باطن کو اختیار طریقۂ رشد و ہدایات کے باب میں واسطے کا محتاج نہیں رکھا اور وسیلہ کا نیازمند نہیں کیا لیکن اہل ظاہر کے نزدیک ہر چیز کے لئے ایک سبب ضروری ہے، رفع حجت کے واسطے کچھ مضائقہ نہیں۔ پھر آپ نے مولانائے موصوف سے بیعت کے بعد چند مدت کے سفر اختیار کیا

---

[1] "ذوق" کو اردو میں مذکر لکھتے ہیں اس لئے "پڑا ہوا تھا" ہونا چاہیے۔

اور اطراف و جوانب میں خدا شناسان پاک باطن سے فیض حاصل کرنے میں سرگرم رہے۔ ازبسکہ مقامات عالی روز بروز کھلتے جاتے تھے اور مراتب علیا آناً فاناً ترقی میں تھے' اس دولت بے زوال سے اہل ظاہر کو آگاہی ہو چکی اور رہر طرف سے لوگوں نے ہجوم کیا اور کسی نے بیعت اور کسی نے روائے حاجات سے سوال کرنا شروع کیا۔ چونکہ اخفائے حال اور ستر احوال منظور تھا خیال میں یہ آیا کہ اگر اہل دنیا کے لباس سے ملبس ہو کر علم باطنی کی تحصیل اور تکمیل کی جاوے تو یہ ہجوم عوام کا جمعیت اوقات میں خلل انداز نہ ہوگا۔ اس خیال سے ٹونک کی طرف تشریف لے گئے اور نواب امیر خاں کی رفاقت میں بسر کی۔ اور ازبسکہ شجاعت اور جواں مردی سادات صحیح النسب کا جوہر ہے' اس اثنا میں ترددات عظیمہ آپ سے ظہور میں آئے اور بایں ہمہ تلاش اہل باطن کی روز و شب پیش نہاد تھی اور اکثروں کو ہدایت کی راہ بھی آپ سے حاصل ہوئی۔ جب اس عرصہ میں جمیع مراتب کی تکمیل ہو گئی آپ ترک دنیا کر کے پھر شاہجہاں آباد میں تشریف لائے اور مسجد اکبر آبادی میں وارد ہو گئے۔ اس اثنا میں مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو چکا تھا اور مولوی محمد اسمٰعیل[1] رحمۃ اللہ علیہ قائم مقام علوم رسمی کے درس و تدریس میں مصروف تھے اور اہل باطن

---

[1] مولوی محمد اسمٰعیل ابن مولوی عبدالغنی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے پوتے' مشہور عالم دین' کئی کتابوں کے مصنف۔ حضرت سید احمد بریلویؒ کے ہمراہ جہاد کرتے ہوئے ۱۲۴۶ھ میں بمقام بالاکوٹ (پنجاب) شہید ہوئے۔ آپ کے حالات میں ایک کتاب "سیرۃ اسمٰعیل شہید" اردو میں لکھی گئی ہے۔

Marfat.com

کی طرف چنداں ملتفت نہ ہوتے تھے ۔ جب اس دفعہ آپ کے تشریف لانے سے مردم شہر میں ایک غلغلہ پڑ گیا تھا اور طالب فیض باطن کے کثرت سے ہجوم کرنے لگے ۔ ایک بار مولوی صاحب موصوف نے بہ اتفاق مولوی عبدالحی[1] رحمۃ اللہ علیہ کے آپ کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ ہم کو نماز حضور قلب سے کبھی میسر نہیں ہوئی اگر آپ کی ہدایت سے یہ امر حاصل ہو جائے تو عین مدعا ہے ۔ حضرت نے کشف باطن سے معلوم کیا کہ یہ بطریق امتحان اس طرح سے کہتے ہیں ۔ تبسم کیا اور فرمایا کہ مولانا آج شب کو اس حجرہ میں تشریف لاؤ شاید یہ بات ظہور میں آجاوے ۔ ان کو زیادہ استعجاب ہوا اور شب کو دونوں صاحب تشریف لے گئے اور آپ نے اپنے ساتھ ان کو نماز میں کھڑا کیا اور جب نماز پڑھوا چکے، فرمایا کہ اب جدا جدا نیت باندھ کر دو دو رکعت علیحدہ پڑھو ۔ یہ جب کھڑے ہوئے تو اس طرح کا استغراق ہوا کہ ان دونوں صاحبوں کو انھیں دو رکعت میں شب بسر ہو گئی ۔ جب یہ فیض باطن مشاہدہ کیا، صبح کو دونوں صاحبوں نے بیعت کی اور یہاں تک آپ کی کفش برداری میں حاضر رہے کہ آپ کی کفش برداری کو فخر سمجھتے تھے ۔ چند روز کے بعد آپ نے فرمایا کہ مولانا مشیت الٰہی میں یہ ہے کہ تم کو تکمیل اس علم کی اور تتمیم ان مراتب کی سفر میں حاصل ہو۔ ان کو ہمراہ لے کر مکہ معظمہ کا سفر کیا اور راہ میں قریب ہزار

---

[1] مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ کے شاگرد اور داماد ۔ فقہ حنفیہ کے بڑے ماہر تھے ۔ ان کی تصنیف سے فتاویٰ اور رسالہ نکاح ایامیٰ دو کتابیں پائی جاتی ہیں ۔ حضرت سید احمد بریلوئیؒ کے ساتھ جہاد میں شریک تھے ۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۱۱۴ ۔ ابجد العلوم ص ۹۱۶ ۔ ۹۱۵) ۔

Marfat.com

آدمی کے اپنے ہمراہ لے کر اور اُن کے مایحتاج کے متکفل ہو کر حج ادا کیا اور عرب سے پھر ہندستان کی طرف تشریف لائے۔ اور آپ جو ترویج رسوم شرعیہ اور امر بالمعروف بہت کرتے، منہیات کا رواج اُن کے قدوم کی برکت سے اکثر اطراف سے اُٹھ گیا۔ طرفہ یہ ہے کہ شہر کلکتہ میں جب تک آپ نے تشریف رکھی شراب مطلق نہ بکنے پائی اور کلال خانہ بند رہا اور اس نواح میں آپ کے مریدوں کی کثرت لکوک[1] سے گذر گئی اور آپ کے اکثر خلفا کو قطب اور اوتاد کا مرتبہ حاصل ہوا۔ اور جو کچھ از روئے کشف باطن کے معلوم ہو گیا تھا کہ آپ کو مع اکثر مومنین پاک اعتقاد کے سعادت شہادت حاصل ہونے والی ہے۔ مولانا اسمٰعیل اور مولانا عبدالحی کو اجازت ہوئی کہ اطراف ہندستان میں وعظ کہو اور بیشتر جہاد اور فضیلت شہادت بیان کرو۔ ہر چند یہ اس کا منشا نہ جانتے تھے اور پے نہ لے گئے کہ اس ارشاد کا سبب کیا ہے۔ لیکن چونکہ مرید با اخلاص تھے سرمو تجاوز نہ کیا اور فرمان بجالائے۔ ان کے وعظ سے لکھوکھا مردم شاہراہ ہدایت پر آئے۔ اور شوق ما ہو الحق دل میں جم گیا اور جہاد کی افضلیت ذہنوں میں بیٹھ گئی اور خود بخود چاہنے لگے کہ اگر جان و مال راہ الٰہی میں صرف ہو تو عین سعادت ہے۔ بعد مدت کے ان بزرگوں کو حضرت نے لکھا کہ اب ہمارے پاس چلے آؤ۔ یہ تو جان نثار تھے بہ مجرد حکم کے مشتاقین وعظ کو نیم جان چھوڑ کر خدمت بابرکات میں راہی ہوئے اور حضرت ان کو ہمراہ لے کر کوہستان چلے گئے اور یہ ہنوز اس کے منشا سے واقف نہیں۔ جب پنجتار میں وارد ہوئے قوم افغان باآں کہ وحوش سے کم

---

[1] "لکوک" لک کی جمع، یعنی لاکھوں۔

Marfat.com

نہیں حضرت کے ایسے معتقد ہوئے کہ آپ کے ہاتھ پر بیعت امامت کی اور عہد کیا کہ اگر حضرت جہاد کریں تو ہم سرفروشی کو حاضر ہیں۔ آپ نے سکھوں کی قوم پر جہاد قائم کیا۔ مردم ہندستان اہل خبر کے سننے سے اطراف وجوانب سے راہی ہوئے اور سوائے قوم افاغنہ کے مردم ہندستان لاکھ آدمی کے قریب جمع ہوئے اور خطبہ آپ کے نام کا پڑھا گیا، دور دورا امام[1] ہو گیا۔ چند منزل تک عشر جو طریقۂ اسلام میں ایک نوع خراج کی ہے آپ کے پاس آنے لگا۔ پشاور اور بعض اور مکان سکھ کی عمل داری سے نکل کر غازیان اسلام کے تصرف میں آگئے۔ سکھوں کے باوجود اس شوکت وشان ظاہری کے آپ کا ایسا رعب دل میں بیٹھ گیا کہ کچھ ملک دینے پر راضی ہوئے سچ ہے۔

ع ہیبت حق است ایں از خلق نیست

لیکن حضرت کو چونکہ ترویج اسلام منظور تھی قبول نہ کیا۔ کئی سال تک یہی سلسلہ یونہیں چلا گیا۔ اور مولانا مولوی عبدالحی علیہ الرحمۃ نے بیماری بدنی سے سفر آخرت اختیار کیا[2]۔ بعد اس کے چونکہ قوم افاغنہ بندۂ زر اور نہایت طامع ہیں سکھوں کے اغوا سے آپ سے منحرف ہو گئے اور عین معرکۂ جنگ میں آپ سے دغا کی۔ از بسکہ مشیت الٰہی میں دولت شہادت آپ کے نصیب میں تھی قریب بالاکوٹ[3] کے حضرت نے مع مولوی محمد اسمٰعیل اور اکثر مومنین صاف اعتقاد کے شہادت پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت کی شہادت کو چودہ برس کا عرصہ گذرتا ہے۔

---

[1] دور دورۂ امام

[2] ۸ شعبان ۱۲۴۳ھ میں بیمار رہ کر آپ نے وفات پائی (تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۱۱۴)

[3] ۲۴ ذی القعدہ ۱۲۴۶ھ میں بمقام بالاکوٹ (پنجاب) آپ کی شہادت واقع ہوئی۔

Marfat.com

رسول شاہیوں کا بیان[1]

اس سلسلہ کا بیان کسی کتاب میں بسوط نہیں اس واسطے مجھ کو معلوم ہوا کہ تھوڑا تھوڑا اس سلسلہ کا حال رسول شاہ صاحب سے لکھ دوں۔ اگرچہ رسول شاہ صاحب جن کے نام سے یہ سلسلہ جاری ہے میرے زمانہ کے بہت پہلے تھے اور میں نے بجز شاہ فدا حسین صاحب کے اور کسی کو نہیں دیکھا تھا، لیکن اول سے حال لکھنے میں بہت اچھی توضیح ہو جاوے گی اور آئندہ کو یادگار رہے گی۔

رسول شاہ صاحب

آپ کا سلسلہ خانوادۂ سہروردیہ میں ہے اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ تک پہنچتا ہے۔ آپ پر جذب بہت غالب تھا اور ہمیشہ کوہستان الور میں پھرا کرتے تھے۔ دوسرے تیسرے دن اگر کوئی ٹکڑا روٹی کا ہاتھ لگ گیا کھا لیا ورنہ کچھ پروا نہیں، اور جس طرح کہ اہل جذب کا دستور ہے اسی طرح اپنے معبود کی عبادت میں مصروف رہنے اور دنیا و ما فیہا سے خبر نہ رکھتے تھے۔ بکثرت

---

[1] یہ طریقہ سید رسول شاہ صاحب الوری سے جاری ہوا۔ اس گروہ کے فقیر چہرہ پر خاک لگاتے ہیں اور چار ابرو کا صفایا رکھتے ہیں اور ایک رومال مثل کلاہ کے سر پر رکھتے ہیں اور رات کا سونا حرام جانتے ہیں۔ اکثر صاحب ورد وغیرہ عضو تحلیل کو اپنی زبان سے چاٹ کر اچھا کرتے ہیں۔ سلسلہ بیعت ان کا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تک پہنچتا ہے (تذکرۃ الفقرا صفحہ ۲۲)۔

Marfat.com

جذب اس قدر تھی کہ تکالیف شرعیہ آن پر سے سب کی سب ساقط ہو گئی تھیں۔ لباس کی کچھ قید نہ تھی۔ کوئی چیتھڑا سر کو باندھا نہ باندھا۔ اور اسی طرح اگر کچھ ہوا تو اس کا لنگوٹ کر لیا ورنہ اس کی بھی کچھ پرواہ نہیں۔ غرض کہ عالم جذب میں رہتے اور صدہا کرامات اور خرق عادات اُسی عالم میں اور اسی حال میں اُن سے صادر ہوتیں۔ آپ سادات بہادر پور مضافات الور سے ہیں اور اصلی نام آپ کا سید عبدالرسول ہے۔ وہاں کے لوگ نہایت معتقد تھے اور روائے حاجات ان کے انفاس متبرکہ سے جانتے راجہ الور لشنو غا اپنی ریاست کا آپ ہی کی ذات فیض آیات سے سمجھتا تھا اور نہایت اعتقاد آپ کی جناب میں رکھتا تھا۔ سلسلہ آپ کا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تک اس طرح پہنچتا ہے کہ رسول شاہ دیکھنے والے نعمت اللہ شاہ کے اور وہ دیکھنے والے شاہ داؤد مصری کے اور وہ دیکھنے والے سخی حبیب کے اور وہ دیکھنے والے شاہ اسمٰعیل کے اور وہ دیکھنے والے شاہ مرتضیٰ اند کے اور وہ دیکھنے والے شاہ رزاق پاک کے اور وہ دیکھنے والے شاہ اللہ داد کے اور وہ شاہ پیرن بزرگ کے اور وہ شاہ سخن گوشہ نشین کے اور وہ شاہ محمد کے اور وہ شاہ حضرت اسحٰق کے اور وہ شاہ داؤد طائی کے اور وہ شاہ راجو قتال کے اور وہ مخدوم جہانیان جہاں گشت کے اور وہ حضرت سید جلال بخاری کے اور وہ حضرت سید احمد کبیر کے اور وہ سید جلال شاہ بزرگ کے اور وہ سید مخدوم شاہ بہاؤالدین کے اور وہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ آپ کو ابتدا سے ایک جذب تھا۔ بارہ برس کی عمر میں شاہ نعمت اللہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

Marfat.com

ایک دم میں جذب الی اللہ حاصل ہوا اور جنگل اور پہاڑوں میں نکل گئے اور دن رات اللہ کی یاد میں بسر کی اور بائیسویں جمادی الثانی ۱۲۰۰ھ ہجری کو انتقال کیا اور سواد الور میں اس مقام میں جہاں تکیہ رسول شاہیوں کا ہے ان کو دفن کیا، پھر بہ سبب ایک سانحہ کے کہ اس کا بیان اس مختصر میں نہیں ہو سکتا آپ کے استخوان کو اکھاڑ کر فیروز پور جھرکہ میں مدفون کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولوی شاہ حنیف صاحب آپ کا اصلی نام مولوی مظفر حسین ہے اور وطن آپ کا قصبہ میرٹھ۔ بڑے عالم زبردست اور امرائے خاندانی ہیں۔ نسب آپ کا نواب خصیرالدین خاں اور فرحت اندیش خاں تک پہنچتا ہے۔ ہمیشہ درس و تدریس میں مصروف رہتے اور مسجد میں بیٹھے رہتے کہ یکایک رسول شاہ صاحب کا ایک فقیر پہنچا اور آپ سے کہا کہ چلو رسول شاہ بلاتے ہیں۔ یہ سنتے ہی آپ سب کچھ چھوڑ چھاڑ ساتھ ہو گئے اور اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہو کر وہی عالم ہو گیا اور اسی طرح عالم جذب میں بسر کی اور صدہا کرامات اور خرق عادات اسی عالم میں ظاہر ہوئیں۔ آخر سترھویں شعبان ۱۲۰۳ھ میں انتقال کیا اور اپنے پیر کی طرح پہلے الور میں اور بعد اس کے فیروز پور جھرکہ میں مدفون ہوئے۔ کبھی کبھی آپ اسی عالم میں اشعار بھی فرماتے تھے اور ایک گیان چو سر طریق تصوف اور ایک شرح گلستان آپ کی یادگار ہے اور یہ چند اشعار آپ کے ہیں۔

دلِ بے خطرہ مظہرِ ذات است　　بحرِ بے موج عین مرآت است

Marfat.com

خدا را چہ جوئی تو خود را بجو   چو خود را بیابی تو ئی جملہ او

تو مبین خود را سر موئے نفس   تا بہ دانی خالق خود ہر نفس
گر نبودی نور مقیم اندر بدن   کے شدی قائم زخود دیوار تن
گر نبودی باغبان در باغ تن   کے شدی رونق بہار ایں چمن

شاہ فدا حسین صاحب[1]

آپ کا اصلی نام خواجہ نجیب الدین احمد ہے اور آپ اولاد حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے ہیں۔ اٹھارہ برس کی عمر سے فقیری اور خاکساری اختیار کی اور اپنے پیر کی خدمت میں فراغت تحصیل علوم سے کی۔ تصوف میں بہت بڑا ملکہ تھا اور فصوص الحکم وغیرہ کتب تصوف کو بہت آسانی سے پڑھاتے تھے۔ دنیا سے تعلق لگاؤ نہ تھا۔ اخلاق و خاکساری بدرجہ کمال تھی۔ گوشہ نشینی اور زہد و پرہیز حد سے سوا تھی۔ صحبت عوام الناس کی بہت ناپسند فرماتے اور ہمیشہ تنہا بیٹھے رہتے۔ تمام عمر خاک بدن سے ملی اور اینٹ سرہانے رکھی اور زمین بچھونا بستر ہوتے۔ اگرچہ آپ کے مزاج میں سلوک جذب پر غالب تھا لیکن کبھی کبھی شان جذب بھی ظہور کرتی تھی۔ تیس برس تک الوہیں اپنے پیر کی خدمت میں رہے اور طرح طرح کی ریاضت کی اور اپنے پیر مولوی محمد صاحب کی وفات کے بعد ان کی جگہ سجادہ نشین ہو گئے اور عمر بھر

---

[1] یہ بزرگوار سرسید کے نانا خواجہ فرید الدین کے برادر حقیقی تھے۔ چنانچہ مولانا حالی نے سرسید کے خاندانی حالات میں ان کا تذکرہ کیا ہے (حیات جاوید حصہ اول ص)

Marfat.com

بعض سوانح کے دلی تشریف لائے اور چالیس برس ایک حجرہ میں بیٹھے رہے۔ بعد اس کے راجہ بےسنگھ الور والے نے نہایت تمنا کی کہ پھر اسی تکیہ میں آن کر رہیں۔ اگرچہ آپ کو اس زمانہ میں لسبب لحوق امراض متعددہ کے حواس ظاہری نہ تھے، لیکن آپ کے مرید اسی حال میں وہاں لے گئے۔ اور چند مدت بعد وہاں جا کر اٹھارویں محرم ۱۲۵۹ھ میں جمعرات کے دن انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کی ذات بھی مغتنمات روزگار سے تھی اور بیسیوں خرق عادات آپ سے ظہور میں آئی ہیں۔ حقیقت میں خاتم سلسلۂ رسول شاہیہ ہوئے اور آپ کی ذات فیض آیات سے اس سلسلہ کو رونق تازہ ہو گئی تھی۔ خلفا آپ کے بلاد دور دراز گئے ہیں چنانچہ تبت اور سراندیپ اور مشہد وغیرہ بلاد میں آپ کے فقیر موجود ہیں۔ کبھی کبھی آپ اپنے پیر کی طرح عالم جذب میں شعر بھی فرماتے تھے اور مثنوی بن سو سر آپ کی طبع زاد سے موجود ہے کہ بعض معتقدین نے جمع کی ہے۔

اشعار فارسی

مرا جز دیدن دیدار وجہ اللہ کاری نیست در دنیا
شفاعت ما بجز ذات رسول اللہ یاری نیست در عقبیٰ

خویشتن را خود عیاں فرمودہ　　صورتے از جسم و جاں بنمودہ
کل نفس او واحد فرمودہ　　واحدٌ فی کل نفسٍ بودہ

اگر بخلوت دل یک زمانہ بنشینی　　درون کعبۂ دل صورت خدا بینی

Marfat.com

نسبت طاعت بخود عصیاں بود | نسبت عصیاں بخود عفراں بود
چوں بہر صورت بہ بینی یار را | خود بخود واقف شوی اسرار را

خویشتن را نیست دانستن وجود حق بود | از وجودش ہست دانستن شہود حق بود

عین ذات تو بود وحدت وجود | اب صفات تو بود وحدت شہود
غیر وحدت نیست کثرت را وجود | غیر کثرت نیست وحدت را شہود

شاہ توکل حسین صاحب آپ کے خلفا میں سے ہیں اور آپ کے انتقال کے بعد آپ کے نسب سے راقم کو اطلاع نہیں ہوئی، مگر اس قدر جانتا ہوں کہ فنا فی الشیخ تھے۔ اپنے پیر کی اطاعت میں ایسے فنا ہوئے کہ بہت مشکل ہے۔ آپ کو اپنے پیر سے بہت فیض حاصل ہوئے۔ آخر کار ۱۲۶۲ھ میں انتقال کیا اور الور ہی میں مدفون ہوئے۔ اب رنگ علی شاہ کو آپ کی جگہ بٹھلایا ہے۔

مجذوبوں کا بیان

سید عسکری یہ حضرت جناب سید حسن رسول نما علیہ الرحمۃ[1] کے نواسوں میں سے ہیں۔ ابتدا میں سپاہی پیشہ تھے اور نوکری چاکری

---

[1] اولیائے کبار میں سے ہیں۔ آپ کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں تقرب حاصل تھا کہ جس کو چاہتے زیارت کرا دیتے۔ اسی لئے لقب "رسول نما" مشہور ہو گیا۔ ۱۱۰۳ھ میں آپ کا وصال ہوا (تاریخ دہلی از سید احمد ولی اللہی ص ۱۸۵)

Marfat.com

کیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کا گذر الور کی طرف ہوا اور
مولوی محمد حنیف صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ شعر پڑھا:
مستم چناں بکن کہ ندانم زبیخودی — در عرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت
یہ شعر سُن کر آپ نے ایک نگاہ بھر کر دیکھا اور کہا کہ جاؤ اپنے نانا کی
قبر پر جا بیٹھو۔ اس وقت سے ایک جذب غالب ہوا اور بالکل مست
الست ہو گئے۔ میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ آپ حضرت سید حسن رسول
نما کے مزار[1] کے پاس زنجیروں سے جکڑے ہوئے بیٹھے رہتے تھے۔ مجال
نہ تھی۔ کہ آپ کی طرف نگاہ بھر کر دیکھ سکے۔ تھوڑے دن ہوئے کہ
اس جہان فانی سے انتقال فرمایا۔

جناب میر قطبی صاحب سادات کہار سے تھے۔ اوایل میں
کسی وقت عبادت سے فارغ نہیں
رہتے تھے اور چونکہ ہمیشہ سے سلوک پر جذب غالب تھا رفتہ رفتہ
نوبت از خود رفتگی کی پہنچی اور ترک لباس کر کر قیود ستر عورت سے
بھی فارغ ہو گئے۔ اکثر اوقات خرق عادات و کرامات جلی آپ سے
سرزد ہوئیں۔ عرصہ گذرتا ہے کہ جہان ناپایدار سے سفر آخرت کیا۔

شاہ عبد النبیؒ کملائے دہر سے تھے اوایل حال میں مکان سکونت
معین نہ رکھتے تھے۔ کبھی کسی گوشہ میں اور کبھی کسی
سایۂ دیوار میں پڑے رہتے۔ جب تک کہ اعلم العلما افضل الفضلا امر آمد
اہل قال، عمدۂ اہل حال، مولانا بالفضل اولانا مولوی عبد القادر

---

[1] درگاہ سید حسن رسول نما دہلی میں واقع ہے ۱۲ شعبان کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ قید حیات میں اور مسجد اکبر آبادی میں ساکن تھے ان کے مادام الحیات لزوم اس امر کا تھا کہ شب کو کسی گوشہ میں بسر کیا اور صبح سے شام تک مسجد مذکور کے سامنے ایک منبع پر کہ نہر پر واقع ہے بیٹھے رہتے۔ سالہا سال اسی طرح سے کٹے اور اکثر اہل حاجت اپنی روائے حاجات کے واسطے وہیں آپ کی خدمت میں پہنچتے اور منتظر دعائے خیر رہتے۔ مولوی صاحب مرحوم بھی طالبان اخلاص کے سامنے اکثر آپ کی تعریف بیان فرماتے، حتیٰ کہ مولوی صاحب بیمار ہوئے اور صاحب فراش ہوئے۔ جب کہ نوبت نفس واپسیں کی پہنچی یہ بزرگ اپنا بستر کندھے پر ڈال کر کسی طرف کو روانہ ہوئے اور چونکہ یہ امر خلاف عادت تھا، لوگ اس حرکت سے بہت متعجب ہوئے۔ جب آپ کے قریب گئے تو کلمات تاسف آپ کی زبان پر جاری تھے اور یہ کہتے تھے کہ "اب قدر دان ہمارا دنیا سے چلا گیا ہم یہاں رہ کر کیا کریں گے"، اور اس طرح سے چلے کہ کسی نے نہ جانا کہ کس طرف راہی ہوئے۔ بعد کتنی دیر کے حضرت مولانا جہان گذران سے ملک بقا کی طرف راہی ہوئے۔ چونکہ وہ بزرگ کبھی مسجد کے اندر نہیں جاتے تھے اور باہر سر راہ بیٹھتے تھے، مولانا کے انتقال پر آگاہ ہو جانا صرف آپ کے کشف سے علاقہ رکھتا ہے۔ بعد چند روز کے یکایک پیدا ہو گئے اور مسجد جامع کے ایک حجرہ میں سکونت اختیار کی۔ کرامتیں آپ کی اکثر مشاہدہ اور معاینہ ہوئیں۔ باوجود غلبۂ جذب کے نماز کی طرف بھی اکثر مصروف رہتے، لیکن پابند اوقات معینہ کے نہ تھے اور اکثر ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے قرآن مجید بخط نسخ لکھا کرتے اور کسی سے بات نہ کرتے۔ نفس واپسیں تک یہی ایک حالت آپ سے مشاہدہ ہوئی۔ اکثر رؤسائے ذی

Marfat.com

مقدور آپ کی خبر گیری سے غافل نہ رہتے تھے۔ خصوصاً بخشی بھوانی شنکر کہ ایک امرائے شاہجہان آباد سے تھا، شب و روز خدمت گذاری میں مصروف رہتا تھا۔ آپ کی خوراک دونوں وقت دہی اور پیڑے تھے اور تعجب یہ ہے کہ کبھی یہ خوراک آپ کو مضرت نہ پہنچاتی تھی اور کبھی بیمار نہ پڑتے تھے۔ باوجودکہ عمر قریب ستر برس کے تھی لیکن رنگ ایسا سرخ و سفید تھا کہ جیسا عالم جوانی میں ہوتا ہے۔ تمام عمر میں ایک دفعہ بیمار ہوئے جو مرض الموت تھا۔ مدت ہوئی ہے کہ سرزمین نورانی سے عالم بقا کی طرف راہی ہوئے۔

میر احمد دلوانہ آپ کے اوائل حال سے کچھ واقفیت نہیں۔ ہمیشہ ازخودرفتگی اور جنون زدگی میں رہتے مگر اس پر بھی اکثر مردم اپنی روائے حاجات کے واسطے آپ کے پاس آتے اور بہت سے لوگوں کو منفعت کلی آپ کے کچھ فرما دینے سے ہوئی۔ شب و روز چینلی قبر کے نواح میں رہتے تھے۔ جس دکان کو خالی دیکھتے اس میں شب کو بسر کرتے۔ باوجود ازخودرفتگی کے کسی نے برہنہ آپ کو نہیں پایا۔ جہان فانی کو چھوڑے ایک عرصہ ہوا۔

دین علی شاہ شب و روز جذب کی حالت میں رہتے ہیں۔ پہلے زمانہ میں موتیا کھان کی طرف پھرا کرتے اور وہیں کہیں گوشہ میں پڑ رہتے۔ اب چند مدت سے قدم شریف کی نواح میں ایک گنبد میں سکونت اختیار کی ہے۔ بہ سبب کمال ازخود رفتگی کے برہنہ مطلق رہتے ہیں اور ہجوم مردم کے وقت کلمات بے صرفہ زبان پر بہت جاری ہوتے ہیں لیکن اہل حاجات جب توجہ کرتے ہیں تو وہ باتیں جو اہل ظاہر کو نزدیک لاطائل اور بے محل ہیں، بعینہ ان سب کے مطالب اور

Marfat.com

حاجات کا جواب ہوتی ہیں، اور طرفہ یہ ہے کہ سوالات مختلف کا جواب انھیں باتوں سے ہر ایک کو حاصل ہو جاتا ہے اکثر اوقات خوارق عادت آپ سے ظاہر ہوتی ہیں۔

خانم صاحب ایک عورت باخدا تھیں، باعتبار صفائی باطن کے ہزار مرد سے بہتر۔ بلیماروں کے محلّے کے قریب شیر افگن خاں کی بارہ دری میں رہتی تھیں۔ ہر چند جذب مزاج پر غالب تھا لیکن نہ اس قدر کہ از خود رفتگی تک نوبت پہنچے۔ بلیشتر لوگ خواص و عوام سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی روائے حاجات کے واسطے سوال کرتے۔ اور بیشتر مشاہدہ ہوا کہ جس امر میں آپ کی زبان سے کچھ نکلا بےکم و کاست وہی ہوا۔ دو چار مہینے کا عرصہ ہوا کہ جہان فانی کو رخصت کیا۔

بائی جی یہ ایک عورت تھیں باکمال شہر شاہجہاں آباد کے باہر قریب عیدگاہ قدیم کے ایک چھپر میں تمام عمر بسر کر دی۔ معلوم نہیں کہ اصلی نام کیا تھا لیکن لوگ بائی جی کے نام سے مشہور کرتے تھے۔ اثنائے کلام میں اکثر آیات قرآنی جاری ہوتی تھیں۔ خصوصاً انّا اعطیناک الکوثر۔ دیکھا گیا کہ جب کوئی اپنے مطلب کے واسطے اُن کے پاس گیا تو سنگ ریزہ ہاں اس مال میں سے جو اُن کے پاس لے جاتا، علاحدہ کر کر ستّرہ دفعہ زمین پر رکھ کے زمین سے اُٹھاتیں اور ہر دفعہ آیت انا اعطینا پڑھتی جاتیں اور جو کچھ دل میں آتا سائل کو کہہ دیتیں۔ لیکن قدرت الٰہی کو تماشا کرنا چاہیے کہ جو اس وقت اُن کی زبان سے نکلتا بعینہ وہی امر بےکم و کاست وقوع میں آتا۔ قریب ایک سال کے ہوا کہ جہان فانی سے رحلت کی۔

Marfat.com

حاجی غلام علی نقیب الاولیاء بادشاہی عہد میں نقیب الاولیائی کا بہت معزز عہدہ تھا اور خبر گیری تمام فقیروں اور گوشہ نشینوں کی اور تقرر وظیفہ ان لوگوں کا اُس سے متعلق تھا۔ اگرچہ اس زمانہ میں وہ بات نہیں رہی مگر نام چلا جاتا ہے۔ غرض کہ خواجہ غلام علی اس زمانہ میں اُس عہدہ پر تھے اور نہایت صاحب کمال آدمی تھے اور واقع میں نقیب الاولیائی کے لائق تھے۔ نسبتِ باطن کے بہت درست، عشق رسول مقبولؐ میں چوُر تھے۔ نماز وظیفہ میں بہت مستعد فیض صحبت درویشوں نے ایسی تاثیر کی تھی کہ ایسا مذاق ان کو حاصل ہوا تھا کہ کاہے کو ہوتا ہے۔ اِسی شوق میں زیارت حرمین شریفین کی اور ہمیشہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی یاد میں رویا کرتے۔ آپ حضرت خواجہ ناصر الدین عبیدُ اللہ احرار کی اولاد میں سے تھے جن کی تعریف میں مولانا جامیؒ فرماتے ہیں ع

چو فقر اندر لباس شاہی آمد بتدبیر عبید اللّٰہی آمد

آپ کے بزرگ محمد شاہ کے وقت میں ہندوستان میں آئے اور پہلے یہ عہدہ خواجہ رفیع الدین صاحب کو ملا۔ اُن کے انتقال کے بعد خواجہ محمد مراد ان کے بھانجے اس منصب پر سرفراز ہوئے۔ ان کے انتقال کے بعد یہ بزرگ صاحب اس منصب کے ہوئے۔ "غلام علی" تاریخ ولادت ہے اور یہ سجع مہر تھا: ع علی امام من است ومنم غلام علی۔ آخر کار پندرھویں تاریخ ذی الحجہ کی ۱۲۶۱ھ میں وفات ہوئی اور ترکمان دروازہ کے باہر چوسٹھ کھمبہ میں مدفون ہوئے۔

خواجہ احمد علی نقیب الاولیا ان کے انتقال کے بعد ان کے بڑے

Marfat.com

بیٹے خواجہ احمد علی صاحب اس منصب پر سرفراز ہوئے، اللہ ان کو سلامت رکھے۔

ذکر علمائے کرام ذوی المجد والاحترام

حکیم احسن اللہ خان

حکمت مآب کمالات اکتساب، جامع نفائس علوم، مبانی فہوم، حاکم محاکم حکم حکیم میجادم، حکیم محمد احسن اللہ خان المخاطب بخطاب استرام الدولہ، عمدۃ الحکما معتمد الملک حاذق الزمان، حکیم محمد احسن اللہ خاں بہادر ثابت جنگ یہ برگزیدہ ارباب کمال شیخ صدیقی اور ہراتی الاصل ہیں۔ سلسلہ ان کے نسب کا حضرت خواجہ زین الدین ہراتی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے کہ عرفائے دہر اور کملائے روزگار سے تھے اور طریقہ پیری مریدی کا ان کے خاندان میں جاری تھا اور مردم روزگاران کی ذات فیض سمات سے استفادہ فیض باطنی اس کثرت سے تھا کہ ملتزمان صحبت پر غوث اور قطب کا احتمال ہوتا تھا۔ آخرالامر والی ہرات کی سو رمزاجی سے عزم غربت مصمم فرماکر کشمیر جنت نظیر میں تشریف لائے اور وہاں قیام اختیار کیا اور وہیں قضائے ربانی کے تقاضا سے گلگشت حدائق کشمیر سے سیر ہوکر سیر گلستان جناں کے واسطے راہی عالم باقی ہوئے۔ ان حضرت کا مزار برکت آثار چشمہ ڈل سے کنارہ پر واقع ہے اور بنام "زمیندار شاہ" موسوم ہے۔ وہاں کے رہنے والے ان کی روح مطہر سے بہ سبب کمال اعتقاد کے امیدوار امداد باطنی اور اعانت معنوی کے رہتے ہیں۔ جب یہ معلوم ہوگیا، اب سُنا چاہیے کہ حکیم صاحب موصوف کے اجداد ہمیشہ روزگار پیشہ رہے اور عمائد

Marfat.com

روزگار کی سرکار میں مناصب عمدہ سے سرفراز۔ والد ماجد ان کے حکیم محمد عزیز اللہ خاں مرحوم، کہ کمالات ان کے حیز تحریر اور حیطۂ تقریر سے خارج ہیں، اپنی ذات سے تحصیل علم طب کی طرف متوجہ ہوئے اور اس فن شریف کو احکم الحکماء حاذق الملک حکیم محمد ذکاء اللہ خاں مرحوم و مغفور سے حاصل کیا اور اطبائے نامی شہر شاہجہاں آباد سے اس فن میں سبقت لے گئے۔ انھوں نے فنونِ حکمت و ہندسہ و ہیئت خدمت فضلائے عصر سے حاصل کر کر فن طبابت کو اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور از بس کہ حافظہ پارۂ لوح محفوظ تھا اور طبیعت خبر و نقد یہ تھی، چند مدت سے مدارج کمال سے کوئی باقی نہ رہا کہ طے نہ کیا ہو، اور شفا مرضا داد الٰہی ہے جس کی زندگی سے مسیحا نے ہاتھ دھوئے۔ ان کے نسخے سے جی گیا۔ اسی واسطے ساکنین شہر اور قاطنین دہر سوائے اس زبدۂ اہل کمال کے اور کسی طرف رجوع نہ کرتے۔ جب کہ شہرۂ فضل و کمال کا گوش فلک تک پہنچا اداہل حال میں خلاصہ روسائے نامدار فخر الدولہ نواب احمد بخش خاں مرحوم والی فیروز پور جھرکہ کی ملازمت میں کمال عزت و توقیر کے ساتھ منصب طبابت پر مامور ہوئے اور ان کی رحلت کے بعد اسلام الدولہ نواب فیض محمد خاں مرحوم والی جھجر کے پاس اسی منصب عمدہ پر مقرر ہوئے۔ از بس کہ مزاج دانی اس صاحب ذہن رسا کے حصے میں ہے، اس سردار ذوی الاقتدار کا اعتقاد ان کی طرف استوار ہو گیا کہ اپنی زیست انھیں کی توجہ سے جانتا تھا۔ اس رئیس کے انتقال کے بعد ترک روزگار کر کے چندے خانہ نشینی اختیار کی۔ لیکن از بس کہ ہر حرف ان کے نسخے کا ھو الشافی ہے اور ان کا نفس نفس عیسیٰ کا خواص رکھتا ہے، حضرت معین الدین محمد اکبر

Marfat.com

شاہ بادشاہ عرش آرام گاہ نے نہ چھوڑا کہ فیض ملازمت سے بہرہ اندوز نہ ہوں اور جسطرح سے ہوسکا اپنے پاس بلاکر عطائے خلعت اور عنایت خطاب عمدۃ الملک حاذق الزمان سے مشرف فرماکر خاص اپنے معالجے کے واسطے معین کیا اور تادم زیست نہ یہ سمجھے کہ اگر یہ سلالۂ کرام ایک دم الگ ہو تو زندگی اس بادشاہ گردون جاہ کی محال ہے۔ اور ان کے انتقال کے بعد بندگان گردون توامان حضرت ظل الٰہی فلک بارگاہی ابوظفر محمد سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ وافاض علی العالمین برہ و احسانہ نے کمال قدر دانی و رتبہ شناسی سے اپنے سن جلوس میں طلب کیا اور سعادت نبض گیری سے مستعد فرماکر احترام الدولہ اور ثابت جنگ خطاب سابق پر زیادہ کیا۔ اور از بس کہ حضور فیض گنجور حضرت ظل اللہ کے مزاج اقدس میں ان کے کمالات جائے گیر ہوئے، روز بروز ترقی مدارج اور ارتفاع مناصب ظہور میں آنے لگا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ یہاں تک بادشاہ جم جاہ کی طبیعت پر تصرف ہوا کہ کوئی امر جزوی و کلی سے بے مشورہ وصلاح اس صاحب تدبیر صائب کے وقوع میں نہیں آسکتا، وہ امر اگرچہ متعلق منصب وزارت ہی ہو۔ لیکن سبحان اللہ اس حوصلہ و ظرف عالی پر ناز کرنا چاہیے کہ ہر چند ترقی مدارج یہاں تک ہے کہ نقیر و نظیر قلعہ مبارک صرف اسی والا درجہ کی ذات پر موقوف اور مدار جمیع امور سرکار بادشاہی کا اسی بلند اقتدار پر منحصر ہے، خلق کو اس مرتبہ پر دسیع کیا ہے کہ ہر ادنیٰ کی کاروائی میں وسعت سے زیادہ مصروف ہونا اور ہر صاحب غرض کے التماس کو بدل متوجہ ہوکر سماعت کرنا اہالی شہر سے کم ہوگا کہ ان کو اپنا محسن نہ سمجھتا ہو۔

Marfat.com

حکیم غلام نجف خان

سلالۂ کرام، نقاوۂ عظام، زبدۂ جہانیان حکیم غلام نجف خان ابن حافظ محمد منیع الدین شیخو پوری ساکن شیخو پور کہ بدایوں کے مضافات سے ہے۔ اصل میں شیخ فاروقی ہیں اور بہ سبب عنایت سرکار شاہی کے خطاب خانی سے سرفراز ہوئے۔ جد نشین ان کے شیخ فرید المخاطب محتشم خان امرائے جلیل الشان عہد جہانگیری شاہجہان سے تھے کہ منصب پنج ہزاری ذات و پانچ ہزاری سوار سے سرفراز تھے۔ بموجب آپ کی استدعا کے حضرت جہانگیر بادشاہ سے چار ہزار بیگھہ اراضی موضع مونیا میں سے آبادی و سکونت کے واسطے مرحمت ہوئی۔ اس سرزمین میں ایک قلعہ کی بنیاد ڈالی اور اس کا نام جہانگیر کے نام پر شیخو پور رکھا، کس واسطے کہ حضرت جہانگیر کا نام ایام شاہزادگی میں مرزا شیخو بہت مشہور تھا اور والد شیخ فرید کے نواب قطب الدین خان نبیرۂ حضرت سلیم چشتی فتح پوری کے، اوّلاً حضرت اکبر بادشاہ کے عہد میں صوبہ داری صوبۂ بہار اور حضرت جہانگیر کے عہد میں پنج ہزاری ذات و سوار و خلعت خاصہ و شمشیر و اسپ خاصہ بازین مرصع اور عنایات شاہانہ سے سرفراز ہو کر دارالملک بنگالہ اور اڑیسہ کی صوبہ داری سے کہ پچاس ہزار سوار کی جا ہے، مامور ہوئے۔ جب اُن کے سب اسلاف کا حال معلوم ہو چکا۔ اب ان کا حال سنا چاہیے کہ شیخو پور سے ہمراہ اپنے خالو عم بزرگوار میر سید علی صاحب کے حکام عہد یعنی صاحبان انگریز بہادر کی خدمت میں عہدۂ جلیلہ تحصیل داری پر مامور رہے، اور آخر کو نواب گورنر بہادر کی خدمت میں عہدۂ میر منشی سے سرفراز ہوئے۔ پانچ برس کی عمر میں شاہجہاں آباد میں وارد ہوئے۔ جب سن تمیز کو پہنچے یہیں کی سکونت اختیار کی، اور ازبسکہ

Marfat.com

فن طب اشرف فنون اور اعزہ علوم ہے، اس فن کی طرف متوجہ ہو کر کتب درسیہ اس فن کی حکیم صادق علیخاں ولد حکم الحکما حکیم شریف خاں سے تحصیل کی اور مشق نسخہ نویسی اور معالجہ مرضا کی حاذق الملک حکیم احسن اللہ خاں کی خدمت میں بہم پہنچائی۔ چونکہ ان کو حاذق الملک موصوف سے قرابت قریبہ بھی تھی، ان کی تعلیم میں کمال کوشش و سعی کو کار فرمایا، یہاں تک کہ یہ حضرت شہر شاہجہاں آباد کے مشاہیر اطبا سے ہوئے اور حضور بادشاہ ظل اللہ سراج الدین بہادر شاہ سے خطاب عضد الدولہ حکیم غلام نجف خاں بہادر پایا اب سرکار کمپنی بہادر سے عمدہ طبابت پر واسطے معالجہ مرضا کے مامور ہیں۔ راقم ان کو بسبب کمال شفقت اور مخلص نوازی کے اپنے مہین برادر سے زیادہ تصور کرتا ہے اور اکثر اوقات بل جمیع حالات میں اپنی نسبت وہ الطاف و مرحمت مشاہدہ کی ہے کہ اگر اس کو قلم بند کروں تو مادہ ایک کتاب کا بہم پہنچے۔ واقعی مروت جبلی اور لطف طبیعی ایک امر خداداد ہے جس کو دیا دیا اور جس کو عطا کیا، کیا۔ ہر کسی کے بانٹے نہیں آیا، اور ان کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ حیزۂ تحریر سے خارج ہیں۔ قدرت الٰہی ہے ایسا دست شفا نہیں دیکھا کہ وہ امراض جن کو لا دوا اور لاعلاج کہتے ہیں، اندک توجہ اور تھوڑے سے التفات میں اس طرح سے زائل ہو گئے کہ پھر تمام عمر اس بیماری کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔ مردم روزگار مردہ پسند ہیں کہ ایسے طبیب حاذق اور حکیم دانا کے ہوتے بقراط اور سقراط کا نام لیتے ہیں۔ وہ بھی اگر اس زمانہ میں ہوتے تو اس حکیم بافرہنگ کے مجربات کو سرمایہ اپنے کمال کا ٹھہراتے اور ان کے قوانین علاج کو اپنا دستور العمل مقرر کرتے۔ ادنیٰ نسخہ نویس ان کے مطب کا علوی خان

Marfat.com

کے نسخے پر حرف رکھ سکتا ہے۔ اُن کے ہاتھ سے خاک کی چٹکی حکم اکسیر کا رکھتی ہے اور ان کی زبان سے لفظ میں خاصیت نفس عیسیٰ کی۔ ہر چند جی چاہتا ہے کہ ان کے محامد و مناقب کو جہاں تک زمانہ مساعد ہو بیان کیے جاؤں لیکن قلم شکستہ زبان کو طاقت نہیں کہ اس کا عشر عشیر بھی لکھ سکے۔

حکیم صادق علی خاں[1] حکیم حذاقت منش، طبیب عیسوی روش، سرگروہ کملائے زماں، حکیم صادق علیخاں ولد سرآمد حکمائے روزگار حکیم شریف خاں۔ آج اس کمالات ظاہری و باطنی کا جامع عرصہ روزگار میں جلوہ گر نہیں۔ علم عمل کے ساتھ اس بزرگ بلند فطرت کی ذات میں جمع ہے۔ ان کے والد ماجد اپنے عصر میں سرآمد حکما اور سر حلقۂ اطبا تھے۔ آج تک ان کے کمالات کا شہرہ گنبد دوار میں ازبس بلند ہے۔ جالینوس و ارسطو کا غلغلہ اس کے سامنے ایسا ہے جیسا طوطی کی آواز نقار خانے میں، اور فی الحقیقت اس روزگار کے اکثر اطبائے نامی انھیں کی نسبت شاگردی سے سرمایہ اعتبار کا رکھتے ہیں۔ جو کہ اچھوں کے اچھے ہی ہوتے ہیں، حضرت ممدوح بھی اپنے زمانے میں یکتا اور بے مثل ہیں۔ نہ ان کے علم کی صفت زبان قلم پر آسکتی ہے اور نہ عمل کی تعریف اندیشہ میں سما سکتی ہے۔ سارے زمانے کے کملا کو جس کے خاندان کی نسبت شاگردی سے فخر ہو اس کی تعریف اسی قدر کافی ہے۔

حکیم امام الدین قطع نظر کمالات طبی سے جامع معقول و منقول حاوی و فروع و اصول درس دیسا ہے نبض شناسی

[1] حکیم اجمل خاں مرحوم کے دادا۔

ویسی ہے، اگر بالفرض انقلاب روزگار سے تمام عالم سے نسخ معتبرہ گاؤ خورد ہو جاویں اور سارے جہان سے کتب سلف دریا برد ہو جاویں، اس سہ گروہ ارباب فضل کی حافظہ کی مدد سے پھر کتب خانہ روزگار کا معمور ہو سکتا ہے۔ حرکت نبض موج سے پیچش گرداب کو معلوم کیا اور رگ ابر نیساں سے استسقائے صدف کو دریافت صنوبر علاج خفقان کے واسطے ان سے رجوع لاتا ہے، اور گل نرگس چارہ یرقان ان سے چاہتا ہے۔ ان کے بزرگان والانژاد کو سرکار بادشاہی سے مناصب ارجمند اور مراتب بلند عطا ہوتے رہے ہیں اور یہ بھی حضرت جہانبانی کی طرف سے عہدۂ طبابت پر مامور ہیں۔

حکیم غلام حیدر خان ارشد تلامذۂ حکیم شریف خاں سے ہیں۔ مقامات کتب طب موافق زعم راقم کے جیسے ان کی خدمت میں حل ہوتے ہیں، غالب یوں ہے کہ اس حزد زماں میں اور کہیں نہ ہوتے ہوں۔ خدمت اساتذۂ کرام مثل مولانا مخدومنا مولوی عبدالعزیز دہلوی اور مولوی رفیع الدین اور مولوی عبدالقادر صاحب رفع اللہ درجاتہم سے سالہا سال استفادہ کیا اور انواع فیوض حاصل کیے۔ شفائے کامل ان کے دست حق پرست میں ودیعت ہے۔ راقم کو حضرت موصوف کی خدمت میں نسبت شاگردی حاصل ہے۔

حکیم نصر اللہ خان علوم متداولہ مثل منطق اور معانی و فلسفہ و ہیئت و ہندسہ کے حضرات ثلاثہ یعنی مولوی عبدالعزیز اور مولوی رفیع الدین اور عبدالقادر صاحب قدس سرہم العزیز کی خدمت سراپا برکت سے حاصل کیے اور علم طب کو احکم الحکمار

Marfat.com

حکیم شریف خاں مرحوم و مغفور سے تحصیل کیا۔ کتاب دانی و حدس صائب اور مرض شناسی میں بے مثل و مانند ہیں۔ رسائل متعددہ بحران اور دریافت مزاج نسخہ مرکب وغیرہ میں تصنیف کیے ہیں، ان رسائل سے ان کے تبحر کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اوائل حال میں نواب فیض محمد خاں رئیس جھجر کی سرکار میں عہدۂ طبابت پر مامور تھے، بعد اس کے اور عمدہ ہائے روزگار کی سرکار میں منسلک رہے۔ اب پھر بنظر قدامت کے نواب عبدالرحمٰن خاں رئیس جھجر کی خدمت میں جو نواب مغفور کا نبیرہ اور جھجر کا مسند نشین ہے، اسی عہدہ سے سرفراز ہیں۔

حکیم فتح اللہ خاں کہین برادر حقیقی حکیم نصراللہ خاں صاحب کے ہیں۔ تحصیل فن طب حکیم صاحب موصوف کی خدمت سے کی ہے اب اس فن میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں مدت مدید سے نواب اکبر علی خاں رئیس پٹودی کی سرکار میں عہدۂ طبابت پر مامور ہیں۔

حکیم پیر بخش صاحب ذہن رسا خدیو فطرت والا حکیم پیر بخش خاں حضرت بادشاہ خلد آرام گاہ محمد اکبر شاہ کی پیش گاہ عنایت سے بخطاب حکیم دوراں مخاطب ہیں۔ سلسلہ نسب کا ان کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے، طرف والد ماجد سے اور حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک طرف والدہ معظمہ سے۔ اگرچہ وطن آبا و اجداد کا شہر تھانیسر ہے، لیکن ان کا مولد و مسکن یہی خاک پاک ہے یعنی حضرت شاہجہاں آباد حرسہا اللہ عن الفساد۔ تحصیل علم طب حکیم نصراللہ خاں سے اور مشق نسخہ نگاری اور معالجۂ مرضیٰ حکیم احسن اللہ خاں کی خدمت میں کی اور اس فن میں دستگاہ کامل بہم پہنچائی۔ راقم کے ساتھ

Marfat.com

رابطۂ محبت کا برادرانہ سلوک رکھتے ہیں۔ نہ ان کے خلق کی صفت بیان میں آسکتی ہے اور نہ کمال کی تعریف لکھی جا سکتی ہے۔ ایک عرصۂ دراز سے نواب بہادر جنگ رئیس بہادر گڑھ کی سرکار میں عہدۂ طبابت پہ مامور ہیں اور اس نواح میں ان کا وجود مغتنم ہے۔ وہاں کے لوگوں کی ذات سے وہ منافع حاصل ہیں جو نفس عیسوی سے بھی متصور نہ ہوں۔

حکیم حسن بخش خاں سرگروہ کملائے شہر بل زبدۂ افاضل دہر اسوۂ دانش مندان زمان حکیم حسن بخش خاں وطن ان کے آبا و اجداد کا شہر تھانیسر اور مولد و مسکن ان کا شہر شاہجہاں آباد جمیع فنون اور علوم میں مثل معقول و منقول و حکمت و ہندسہ و ہیئت کے مہارت تمام رکھتے تھے اور کتب طبیہ بسبب کمال حافظہ کے قانون جیسے قانون شیخ الرئیس تک بلا تشبیہ مثل عبارت قرآن مجید از بر و یاد تھیں۔ علم عقلیہ کی معاونت سے کسی کو معاصرین سے ان کے ساتھ یارائے مناظرہ نہ تھا۔ بارہا مشاہدہ ہوا کہ جس مجلس میں اس زبدۂ ارباب کمال کا ہنگامہ گفتگو گرم ہوا جمیع حضار مجلس مثل تصویر کے ساکت اور صامت رہ گئے۔ اوایل حال میں نواب فیض محمد خاں رئیس جھجر کی سرکار میں منسلک رہے اور اس رئیس کی وفات کے بعد چندے خانہ نشین اور بعد اس کے حضور سراج الدین بہادر شاہ میں صاحب عالم مرزا فخر الدین بہادر کی سرکار میں عہدۂ طبابت پر مامور ہوئے۔ دو تین سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ جہان فانی کو وداع کیا۔

حکیم غلام حسن خاں برادر حقیقی حکیم غلام حیدر خاں موصوف بصفات کمال۔ کتب طبیہ میں مہارت تمام اور علاج

معالجہ میں دست گاہ تمام رکھتے تھے۔ تحصیل فن طب حکیم شریف خاں کی خدمت سے کی تھی اب عرصہ چند سال کا ہے کہ اس جہان سے عالم باقی کی طرف راہی ہوئے۔

حکیم محمد یوسف خان فرزند ارجمند حکیم غلام حسن خان کے کتب درسیہ سے فارغ اور فن طب میں مہارت تمام رکھتے ہیں۔ باوجود اس کمالات کے اخلاق پسندیدہ میں یگانہ روزگار ہیں۔

حکیم عبدالحکیم معروف بہ اللّو خان برادر حقیقی حکیم یوسف خان کے کتب درسیہ کو نہایت تحقیق و تدقیق سے آخون شیر محمد کی خدمت میں اور کتب طب اپنے والد ماجد سے تحصیل کیا۔ معالجہ ان کا اکثر معاصرین پر فایق ہے اور باوجود کمالات ظاہری اور باطنی کے دستگاہ اخلاق کو کس قدر وسیع کیا ہے کہ اس کا کچھ بیان نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دستِ شفا ایسی عنایت کی ہے کہ جن بیماروں کے علاج سے مسیحا بھی عاجز ہو وہ ان کے ہاتھ سے شفا پاتے ہیں۔

ذکر علمائے دین رضی اللہ عنہم اجمعین

جناب مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز[۱] اعلم العلما افضل الفضلا اکمل الکملا عرف العرفا اشرف الافاضل فخر الاماجد والاماثل رشک سلف داغ خلف

---

[۱] حالات کے لیے دیکھو اتحاف النبلاء ص ۲۹۶، ابجد العلوم ص ۹۱۴، کمالات عزیزی از مبارک علی خاں۔

Marfat.com

افضل المحدثین اشرف العلمائے ربانیین مولانا نادر بالفضل اولانا شاہ عبدالعزیز
دہلوی قدس سرہ العزیز۔ ذات فیض سمات ان حضرت بابرکت کی فنون کسبی و
وہبی اور مجموعہ فیض ظاہری و باطنی تھی۔ اگرچہ جمیع علوم مثل منطق حکمت
و ہندسہ و ہئیت کو خادم علوم دینی کا کر کر تمام ہمت و سراسر سعی کو
تحقیق غوامض حدیث نبوی و تفسیر کلام الٰہی اور اعلائے اعلام شریعت
مقدسہ حضرت رسالت پناہی میں مصروف فرماتے تھے۔ اور سوا اس کے
جو کہ جلائے آئینۂ باطن صیقل عرفان و ایقان سے کمال کو پہنچی تھی۔ طالبان
صافی نہاد کی ارشاد و تلقین کی طرف توجہ تمام تھی۔ اس پر بھی علوم عقلیہ
میں سے کون سا علم تھا کہ اس میں یکتائی اور یک فنی نہ تھی۔ علم ان کے خاندان
میں بطناً بعد بطنٍ اور صلباً بعد صلبٍ اس طرح سے چلا آتا ہے جیسے سلطنت
سلاطین تیموریہ کے خاندان میں۔ چودہ پندرہ برس کی عمر میں اپنے والد ماجد
اشرف الاماجد عمدۂ علمائے حقیقت آگاہ شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کی
خدمت میں تحصیل علوم عقلی و نقلی اور تکمیل کمالات باطنی سے فارغ ہوئے
تھے۔ اس کے چند مدت کے بعد حضرت شاہ موصوف نے وفات
پائی اور آپ کی ذات فائض البرکات سے مسند خلافت نے زینت دین
اور وسادۂ ارشاد و ہدایت نے رونق بے منتہا حاصل کی۔ کیوں کہ مولانا
رفیع الدین اور مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہما کہ یہ برادر حقیقی آپ کے ہیں
کا ذکر بعد اس کے بتفصیل آئے گا۔ والد ماجد کے روبرو درس صغیر رکھتے تھے
تمام علوم اور فیوض کو انھیں حضرت کی خدمت میں کسب کیا۔ علم حدیث و
تفسیر بعد آپ کے تمام ہندستان سے مفقود ہو گیا۔ علمائے ہندستان کے
خوشہ چین اسی سرگروہ علما کے خرمن کمال کے ہیں اور جمیع کملا اس دیار کے

Marfat.com

چاشنی گرفتہ اسی زبدۂ ارباب حقیقت کے مائدۂ فضل و افضال کے۔ یہ آفت وجنود زمان میں تمام دیار ہندوستان خصوصاً شاہجہاں آباد حرسہا اللہ عن الشر والفساد میں مثل ہوائے وبائی کے عام ہو گئی ہے کہ ہر عامی اپنے تئیں عالم اور ہر جاہل آپ کو فاضل سمجھتا ہے اور فقط اسی پر کہ چند رسالے مسائل کے اور ترجمہ قرآن مجید کو اور وہ بھی زبان اردو میں کسی نے استاد اور کسی نے اپنے زور طبیعت سے پڑھ لیا ہے اپنے تئیں فقیہ و مفسر سمجھ کر مسائل و وعظ گوئی میں جرأت کر بیٹھا ہے۔ آپ کے ایام حیات تک اس کا اثر نہ تھا بلکہ علمائے متبحر اور فضلائے مقضی المرام باوجود نظر غائر اور احاطۂ جزئیات مسائل کے جب تک اپنا سمجھا ہوا حضرت کی خدمت میں عرض نہ کر لیتے تھے اس کے اظہار میں لب کو وا نہ کرتے تھے اور اس کے بیان میں زبان کو جنبش نہ دیتے تھے۔ حافظہ آپ کا نسخۂ لوح تقدیر تھا بارہا اتفاق ہوا کہ کتب غیر مشہورہ کی اکثر عبارات طویل اپنی یاد کے اعتماد پر طلبا کو لکھوا دیں اور جب اتفاقاً کتابیں دستیاب ہوئیں تو دیکھا گیا کہ جو عبارت آپ نے لکھوا دی تھی اس میں من اور عن کا فرق نہ تھا۔ باوجود اس کے کہ سنین عمر شریف قریب اسی کے پہنچ گئے تھے اور کثرت امراض جسمانی سے طاقت بدن مبارک میں کچھ باقی نہ رہی تھی خصوصاً قلت غذا سے لیکن برکات باطنی اور وحدت قوائے روحانی سے حسب تفصیل مسائل دینی اور تبیین دقائق یقینی پر مستعد ہوتے تو ایک دریائے ذخار موج زن ہوتا تھا اور فرط افادت سے حضار کو حالت استغراق بہم پہنچتی تھی۔ اوائل حال میں فرقہ اثنا عشریہ نے شور و شر کو بلند کیا اور باعث تفرقہ خاطر جہال اہل تسنن کے ہوئے، حضرت نے بسبب التماس طالبین کمال کے کتاب تحفۂ اثنا عشریہ کہ غایت شہرت محتاج

Marfat.com

بیان نہیں بدل توجہ قلیل بصرف اوقات وجیز سے بایں کثرت ضخامت تصنیف کی کہ ہر طالب علم بے مایہ بھی علمائے شیعہ کے ساتھ مباحثہ ومناظرہ میں کافی ہوگیا۔ ثقات بیان کرتے ہیں کہ آپ تصنیف کے وقت عبارت اس کتاب کی اسی طرح سے زبانی ارشاد کرتے جاتے تھے کہ گویا از بر یاد ہے اور حوالہ کتب شیعہ کے جن کو علمائے فرقہ مذکور نے شاید بجز نام کے سُنا نہ ہوگا باعتماد حافظہ بیان ہوتے جاتے تھے اور اس پر متانت عبارت اور لطائف وظرائف جیسے ہیں ناظرین پر ہویدا ہے۔ یہ امور جو آپ سے ظہور میں آتے تھے مجال بشر سے باہر ہیں۔ ہفتہ میں دو بار مجالس وعظ منعقد ہوتی تھیں اور رشد یقین صادق العقیدت وصافی نہاد خواص وعوام سے مور وملخ سے زیادہ جمع ہوتے تھے اور طریقہ ارشد وہدایت کا استفادہ کرتے ۱۲۴۸ھ میں اس جہان فانی سے سفر آخرت کو اختیار کیا۔ بعض موزوں طبیعتان نے دو تین قطعہ تاریخ وفات میں موزوں کیے ہیں ان میں سے ایک قطعہ لکھتا ہوں۔ قطعہ

حجت اللہ ناطق دوکون	شاہ عبد العزیز فخر زمن
روز شنبہ دہفتم شوال	در میان بہشت ساخت وطن
بہر نصف النہار درعرفان	مثل بدر منیر در ہمہ فن
از سر لطف دل سال تاریخش	رضی اللہ عنہ گفت حسن

زبان عربی میں نظم ونثر نہایت فصاحت وبلاغت کے ساتھ ریختہ کلک عدل سلک ان حضرت سے بہت یادگار ہیں اگرچہ وہ نثر عربی جس کو آپ نے دل لگا کے لکھا ہو راقم کو دستیاب نہیں ہوئی مگر دو چار رقعے جو آپ نے قلم برداشتہ نہایت سرسری طور پر لکھ دیئے تھے باقی

Marfat.com

لگے، اِن میں سے ایک رقعہ تیمناً لکھ دیتا ہوں۔ اور اگرچہ نظم آپ کی دفتر دفتر ذخیرہ ذخیرہ ہے، لیکن احترازاً عن الاطناب دو قطعوں پر کہ حضرت شاہجہاں آباد کی تعریف میں اور شیخ عرب[1] کے مناقب حیدریہ[2] کی تقریظ میں لکھے تھے انھیں پر قناعت کرتا ہوں۔

رقعہ عربی

سلام علیکم قد قرأت کتابکم — بقرة عینی فاق فضل خطابکم
اردت صلات النظم لکن نفیسة — والنفس ما عندی دعاء لبابکم
فقلت بقلب خاشع متضرع — یضاعف ربانی لبکم ولبابکم
ویعطیک فی الدارین خیراً اعلیتہ — ولیصرف عنک السوء یا ہبابکم
ویفتح ابواب الکمال جمیعہا — ففیہا یکون ذھابکم وایابکم
ویجعلک الرحمن مثل ولیہ — بخیر الدین والدنیا وحسن مآبکم

وقد راع بشرتنی من بشارة
جزاک اللہ عنی وشیب شبابکم

"وبعد فقد وصل الینا کتابکم مرة بعد اخری وکرة بعد الاولی وکان فیہ

---

[1] شیخ احمد ابن شیخ محمد یمنی شروانی بارھویں صدی ہجری کے اواخر یا تیرھویں صدی کے شروع میں ہندستان آئے، اکثر کلکتہ میں مقیم رہے۔ عربی ادب میں بڑی مہارت تھی۔ ان کی تصنیف سے نفحۃ الیمن، مناقب حیدریہ، شمس الاقبال اور العجب العجاب مشہور ہیں۔ وفات ۱۲۵۸ھ (تذکرہ علمائے ہند)

[2] یہ کتاب انھوں نے غازی الدین حیدر فرماں روائے لکھنؤ کی فرمائش پر لکھی تھی۔

Marfat.com

عدم استقرار الكلى بقرة عينى، فلانه و ہذا مما شوش خواطری ندعو اللہ سبحانہ ان یشفیها عاجلاً کاملاً۔ معلوم ان اخوانکم کلهم فیهم مادة سوء القنیة کانت تقیم فی ایام الصبا، فلما کبروا ازالت عنهم، وما عرضت لاحد منهم الا و ہذا وجبت ان یمشی بین اثنین ویهادی بین الرجلین، یستحلل المادة المنزلیة و نزول لا خلاط المورمة، و ہذا التدبیر کثیراً ما یقع مفیدة و فائدة بینة عاجلة ینبغی ان یداعی ہذا الامر حیثما امکن وانما بتصور و اللہ ہو الشافی۔ و یقرء عنی السلام اخوانکم کلهم و والدتکم الماجدة و خواجہ محمد امین۔ ویقرء الشیخ محمد امیر بعد السلام ان فی قدم والدکم تثبت شوکة تورمت بها القدم و تقیحت حتی احتاجت الی الشق، فشقت ولم تبرء بعد وهو منتظر لقدومک فان امکن فهو الاولی۔"

ستة ابیات فی تقریظ المناقب الحیدریہ للشیخ احمد ابن محمد انصاری الیمنی الشروانی

رایت وریقات تدل بنثرها — علی فضل تحریر البہ لیستند
ونما وصفی ذالک الطرس حیدر — سمی امیر المومنین المؤید
ولا غروان فاد الکرام بمدحه — اذا الفضل محمود و منشیہ احمد
له قدم فی النثر عالی وان ابوا — علیه براہین البراعة تشهد
وفی نظمه لطف وحسن سلاسة — یذل لدیه کل نظم ویحمد
فدام علی مر الدهور حلاوة — یزید علی الاکیاس طراً ویزید

عدة ابیات فی وصف الدہلی

یا من یسائل عن دہلی ورفعتها — علی البلاد وما حازت من شرف
ان البلاد اماء و ہی سیدة — والنہار درة والکل کالصدف

Marfat.com

فاقت بلاد الوریٰ عزاً و منقبۃ	غیر الحجاز و غیر القدس والنجف
سکانہا (ھم) جمال الارض قاطبۃ	خلقاً و خلقاً بلا عجب ولا صلف
بہا مدارس لو طاف البصیر بہا	لم تنفتح عینہ الا علی الصحف
کم مسجد زخرفت فیہا منارۃ	لو قابلتہ شموس الضحو تنکسف
لا عزوان زینت الدنیا بزینتہا	کم من اب قد علا بابن ذوی شرف
و مار جون جری من تحتہا فحکی	انہار خلد جرت فی اسفل الغرف

(ترجمہ) ۱۔ اے وہ شخص جو دہلی کے حالات اور دیگر بلاد پہ
اس کی رفعت اور بزرگی کے متعلق دریافت کرتا ہے

۲۔ (تو سن لے) کہ بیشک دھلی آقا اور سردار ہے اور تمام شہر اس کی باندیاں بنی ہوتی ہے
اور تمام شہر ایسے ہیں جیسے سہیلیاں۔

۳۔ عزت اور منقبت میں تمام شہروں پر دھلی فوقیت رکھتا ہے
سوائے مکہ مدینہ بیت المقدس اور نجف کے

۴۔ اس کے باشندے یقیناً دنیا کی خوب صورتی اور رونق ہیں
اپنی سرشت اور اخلاق دونوں میں، اور تکبر سے بری ہیں

۵۔ اس میں اتنے مدارس ہیں کہ اگر کوئی دیکھنے والا گشت لگائے تو
اس کو ہر جگہ کتابیں ہی کتابیں نظر آئیں گی

۶۔ اس میں کئی مسجدیں ہیں جن کے منارے ایسے بلند اور عظیم الشان ہیں
کہ اگر آفتاب بھی مقابل آئے تو اس کو گہن لگ جائے

۷۔ کوئی تعجب نہیں ہے اگر دھلی کی زینت ہی سے دنیا کی زینت ہے
کیونکہ کئی باپ ایسے ہیں جو بیٹوں کی بزرگی کی وجہ سے بلند رتبہ ہو گئے

(ایضاً صفحہ ۲۰۸ تا ۲۰۹)

Marfat.com

جناب مولانا مولوی محمد صدرالدین خاں بہادر سلمہٗ اللہ تعالیٰ [1]

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

رسم ہے کہ جب مداحان ادب سرشت کو اثنائے سخن میں احتیاج ہوتی ہے کہ اپنے ممدوح کی طرف اشارت کریں، سخن کو اس طرح ہر ادا کرتے ہیں کہ ادا فہمان معنی رس ان کے مطلب پر پے لے جاتے ہیں اور اگر ابھی زیادہ توضیح کے نیاز مند ہوتے ہیں، ایسے چند اوصاف حمیدہ اور محامد گزیدہ یاد کرتے ہیں کہ سامع کا ذہن اس برگزیدۂ انفس و آفاق کی طرف منتقل ہو جاوے اور غرض اس سے یہ ہے کہ جو جاہ بلند اور مرتبہ ارجمند ممدوح کا مانع ہے اس امر سے کہ اس کے نام والا مقام کو زبان پر لاویں، چاہتے ہیں کہ حتی الوسع ترک تصریح کریں۔ اور جو کہ بعض محل کا اقتضا یہی ہوتا ہے کہ اس کے نام نامی و اسم گرامی کو مذکور کرنا چاہیئے، بمقتضائے الاسماء تنزل من السماء کے ایسے اکابر عظام اور ایسے عالی قدر والا مقام کو نام بھی موافق علو شان کے مرحمت ہوتا ہے۔ پس جیسا کہ ان کی رفعت جاہ اور والا دستگاہ اور بلندی قدر و مقدار اور بزرگی شان و اقتدار یہ نام

(بقیہ صفحہ ۸۶)

۸۔ اس کے نیچے دریائے جمنا کا پانی اس طرح بہتا ہے۔
جیسے جنت کی کھڑکیوں کے نیچے سے نہریں۔

---

[1] المتوفی ۱۲۸۵ھ ان کے حالات کے لئے دیکھو تذکرہ علمائے ہند ص ۹۲ و ۹۴، ابجد العلوم ص ۹۰۳ — ۹۰۴، حدائق الحنفیہ ص ۴۸۱ — ۴۸۴ میں ان کے مفصل حالات مرقوم ہیں۔

Marfat.com

دلالت کرے گا، ان صفات سے ایسی کون سی صفت ہے کہ اس کے قائم مقام ہو سکے۔ اسی واسطے حق جلّ و علیٰ بھی کبھی اپنے نام پاک کو مصرح یاد فرماتا ہے۔ غرض بے مقدار اول از راہ ادب کے طریقہ صفات رکھتا ہوتا ہے اور چونکہ سرتا سر اخلاق پسندیدہ کے اوصاف حمیدہ حد تحریر اور اندازۂ تقریر سے متجاوز ہیں، عنان ادب کو ہاتھ سے دے کر دست توسل کو ذیل اسم سامی میں تشبث کرتا ہے کہ ایسے نام کا لینا گویا صفات غیر متناہیہ کا حصر اور دریا کو کوزے میں بند کرنا ہے۔ چہ نامی کہ مولائے نام توام

آغاز مدح

اکمل کملائے روزگار، افضل فضلائے ہر دیار، حاکم محاکم جاہ و جلال، متکی ارائک اقبال، اقلید در دائرہ علم، لوح طلسم حلم، عالم محقق تجرید، مدقق سرجملہ علمائے متالہین، رافع منافشات حکما و متکلمین، مجبول الفضل خصومات العدل بفیصل مقدمات، مجلی آئینہ ناظر صور تقدیر، نخلبند حدائق فضل و افضال، مظہر صفات جلال و جمال، جامع محاسن صوری و معنوی مستجمع کمالات ظاہری و باطنی، کاشف دقائق معقول و منقول، واقف حقائق فروع و اصول، تونگر صورت درویش سیرت انسان پیکر ملک سیرت، مرجع ارباب جہاں و جہانیاں مولانا مخدومنا مفتی محمد صدر الدین خاں بہادر قلم کو کیا طاقت کہ ان کے اوصاف حمیدہ سے ایک حرف لکھے اور زبان کو کیا یارا کہ ان کے محامد پسندیدہ سے ایک لفظ کہے۔ قطع نظر اس سے کہ اس زبدۂ جہان و جہانیاں کی صفات کا احصا محالات سے اور کمالات کا حصر مرتبۂ متعسرات سے ہے، جس وقت قلم چاہتا ہے کہ کوئی صفت صفات میں سے لکھے یا زبان ارادہ کرتی ہے کہ کوئی مدح مدائح میں سے کہے جو کہ ہر صفت قابلیت اول لکھنے کی اور

Marfat.com

مدح لیاقت پہلے بیان کرنے کی رکھتی ہے، مدت تک یہی عقدہ بند زبان تحریر اور گرہ لسان تقریر رہتا ہے کہ کون سی صفت سے آغاز اور کون سی مدح سے ابتدا کرے۔ شعر:۔

مجلس[1] تمام گشت و بپایاں رسید عمر ... ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

بے شائبہ تکلف و بے آمیزش مبالغہ ایسا فاضل و کامل کہ جامع فنون شتیٰ اور مستجمع علوم بے منتہا ہو، اب سوا اس سرگروہ علمائے روزگار کے بساط عالم پر جلوہ گر نہیں۔ ان حضرات کی طبع رسا شکل رابع سے پہلے اس سے نتیجہ حاصل کرتی ہے کہ بدیہی لانتاج ہے۔ ارباب فہم و ذکا در ناخن فکر عقدہ لاینحل کو پہلے اس سے وا کرتا ہے کہ گرہ حباب کو انگشت موج دریا۔ معنی فہمی اس درجہ کہ راست و درست سمجھ لیا کہ زبان سوسن نے کیا کہا اور رمز شناسی اس مرتبہ کہ واقعی معلوم ہو گیا کہ نگاہ نرگس نے کیا اشارہ کیا۔ اگر ان کا حدس صائب مصحف گل پر تصنیف نہ لکھتا، بلبل اتنی نغض رہتی۔ اور اگر ان کا فکر رسا سطر شمشاد کے معنی نہ بیان کرتا، قمری سجع خواں نہ ہوتی۔ ان کی دقت طبع اور حدت فہم کے سامنے لالہ کے داغ دل اور سنبل کی پریشانی اور ارغوان کی جگر خونی کی وجہ (سے) مضمون پیش پا افتادہ ہے۔ اگر ان کی رائے روشن معجز نما ہو نقطہ موہوم کو اشارۂ انگشت سے تقسیم کرے، اور جزو لایتجزی کو دو نیم۔ قلب المومن عرش اللہ گویا انہیں کے دل کی شان میں ہے کہ حامل وحی ان کے انفاس فیض اقتباس کے واسطے گوش بر آواز رہتا ہے اور لی مع اللہ ان پر علی الدوام صادق ہے کیونکہ کوئی وقت ایسا نہیں ہے کہ

---

[1] دفتر۔

Marfat.com

جبرئیل بارگاہ قرب الٰہی پر دیر تک اجازت بار کا منتظر رہے۔ راہ حق بین تیز رو اور مسالک دنیا میں کاہل کوش، لیکن تونگری ظاہری درویشی معنوی کی پردہ پوش ہے :-

کسانیکہ راہ خدا داشتند　　چنیں خرقہ زیر قبا داشتند

اگر مولوی جامیؒ زندہ ہوتے یہ بیت :-

چو فقر اندر لباس شاہی آمد　　بہ تدبیر عبید اللہی آمد

سوا اس برگزیدۂ انفس و آفاق کے اور کسی کی شان میں نہ کہتے۔ جو کہ ارباب معنی پر یہ بات ظاہر ہے کہ لباس فقر میں مصروف اطاعت ہونا اور گوشۂ خلوت کو واسطے فراغ عبادت کے اختیار کرنا موجب شہرت ہے اور صیت بلند بسبب کثرت اہل دنیا کے اس شغل کے اہم سے باز رکھتی ہے، لباس اہل ظاہر کو اختیار کیا اور از بسکہ احقاق حق اور فریاد رسی عباد اور عدل و انصاف افضل عبادات ہے، منصب صدارت کو اپنے ذمہ پر لیا۔ سبحان اللہ کیا طریقہ رداد ہے اور کیا سررشتۂ انصاف ہے کہ نوشیرواں ان کے دیوان عدالت میں عہدہ پیشکاری کے لائق بھی نہیں سمجھا جاتا۔ باقی رہا عادل عمر یہاں بسبب ادب کے کچھ کہا نہیں جاتا۔ شوکت ظاہری سے ان کے دربار میں دارا کو گذار نہیں اور جلالت باطنی سے ان کی خلوت میں فرشتے کو بار نہیں۔ باوجود ان مراتب بلند اور اس منصب ارجمند کے خلق محمدی کو اختیار کیا ہے کہ افادۂ علوم اور افاضت مسائل دین کے وقت برادنیٰ کو اجازت سخن ہے بفحوائے اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُول کے موزونی سخن کی طرف بھی متوجہ ہو کر نظم و نثر میں اوقات شریف کو مصروف فرماتے ہیں[1]۔ زہے اُمت خاتم المرسلینؐ۔

---

[1] ملاحظہ ہو تذکرۂ آزردہ کے لیے گلشن بیخار صفحہ ۱۰ تا صفحہ ۱۱

Marfat.com

اس جگہ بقدر گنجائش کا غذ کچھ نظم اور کچھ نثر آپ کا درج کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو کہ فصاحت و بلاغت کو کیا رتبہ عطا کیا ہے۔

دیباچۂ رسالہ لاتشد الرحال[۵]

الحمد للہ الذی جعل البیت امناً ومثابۃً للناس اجمعین۔ وجعلہ ہدی ومبارکاً للعالمین۔ وفضل المدینۃ علیٰ سائر البلاد، وشرفہا بحلول خیر العباد۔ وجمع لہا بین طریف الفضل والتلید، وھی تنفی الناس کما ینفی الکیر خبث الحدید۔ فیہا روضۃ من ریاض الجنۃ، والنزول فیہا من المائم جنۃ۔ و شرف بیت المقدس وبارک حولہ واشہر بین الناس مجاورہ وطولہ وجعلہ مہبط الوحی ومتعبد الانبیاء، ومستقر عبادۃ الکرمین والصلحاء۔ وفضل المساجد الثلثۃ علی سائر العالم وعظمہا وکرم فضائلہا۔ تجل ان تحد بحد او تعد بعد او تحصر بکلام او تحصی بنظام۔ تشد الرحال الیہا من کل بلدۃ وقریۃ وفلاۃ۔ والصلوٰۃ فیہا بمائۃ الف او الف او خمسمائۃ صلوٰۃ۔ والصلوٰۃ علی سیدنا محمد ن الذی ھو افضل من کل راکع وساجد وعلی آلہ واصحابہ الطاہرین العزالاماجد ماذکر المسجود لہ فی المساجد۔ ورضوان اللہ علی المتقین باٰثارھم الذین بذلوا جہدھم فی استنباط الاحکام وتحقیق عقائد الاسلام۔ اقبلو علی تمہید اصولہا وقوانینہا وتلخیص حججہا وبراھینہا۔ وابرموا قواعد الدین وحہدھا ورفعوا مبانیہا وشیدوھا۔ ورشدوا المسترشدین بایضاح المحجۃ الزموا المعاندین

۵؎ یہ مفتی صاحب کے رسالہ "منتہی المقال فی شرح حدیث لاتشد الرحال" کا دیباچہ ہے جس میں انھوں نے علمائے اہل حدیث کی اس مسئلہ میں تردید کی ہے کہ انبیا اور اولیا کی قبروں اور مزاروں پر سفر کر کے جانا جائز نہیں۔

Marfat.com

باقامة الحجة۔ وحفظوا قواعد الشريعة الحنيفة السمحة البيضاء من ان تزلزلها شبه اهل البدع والاهواء۔ شكر الله سعيهم واعاد الينا نفعهم۔ اما بعد فيقول العبد المستكين محمد صدر الدين وفقه الله للعمل فی يومه لغده قبل ان يخرج الامر من يده ان العلم فی هذا الزمان قد اندرس آثاره وسقط عن القلوب محله ومقداره ونضبت انهاره وقلعت اشجاره وغار ماءه وهواءه، واظلم فضاءه۔ و تغيرت خضرته وتبدلت نظرته وذهبت طراوته وبيت نداوته۔ وغربت شموسه واقماره وولت اصحابه وانصاره۔ وافلت ثوابته وسياره ورحلت اخباره واخياره۔ حتى صار اليوم عيباً فاضحاً ونقصاً فاضحى العلم مغلوباً والجهل مطاوباً۔ والنقص كمالاً والحمق جمالاً والكمال وبالاً والحكمة ضلالاً۔ والعقل فضولاً والهزل مقبولاً والبدعة سُنة والضلالة حكمة وانصرفت اليهم عن تحصيل الحق بالتحقيق زلت الاقدام عن سواء الطريق بحيث لا يوجد راغب فی العلم ولا خاطب للفضيلة وصارت الطباع كانها مجبولة على الجهل والرذيلة۔ وما بقی من العلم الا الاسم ولا من الدين الا الرسم۔ و امام الذين لقبوهم الجهلة بالعلماء وهم فی غير هذ البلدة۔ فاكثرهم كما ترى ما على قلوبهم اكنة فلا يكادون يفقهون حديثاً او يجدون الناس على ما اتهم الله من فضله۔ فاذا جاءهم ما عرفوا من الحق كفروا به واراد وا تلبيساً وتدليساً۔ طائفة منهم يضعون الاعمار ولا ينتفعون بالانوار ويحسبوا انهم يحسنون صنعا۔ هی ما يرتفع اليه نظرهم هو النقل عن الكافی وما الكفاية من غير التفات الى دراية واستبصار فی رواية۔ والقوا شرهم على تصفح الروايات من الفقاء غير المعتمدة۔ والنقل من شخص معين او مجهول من غير ان يخطر ببالهم تحصين فی الادلة والاصول لم يعلموا ان الذاهل عنه كبنيان على غير اساس۔ واذا

Marfat.com

سئل عما هو علیه لم یقدر علی ابراد حجة او قیاس، فیا حسرة علی ابناء الزمان انهم قد اتخذوه ظهریا وصار طلبه عندهم لا شیئا فریا۔ والمختار عند جماعة منهم الاخذ بالقول المرجوع الذی لا تغنی من جوع ولا تنفع من بوح۔ ومنهم من تمسک بروایة فقهیة نادرة فذة زعما منهم ان الکل جدید لذة۔ کل بضاعتهم الطعن فی الائمة المجتهدین وجل صناعتهم القدح فی الاولیاء المقربین۔ الصراط المستقیم والمحلی ماخذهم واساسهم وابن تیمیة وابن حزم رئیسهم ورأسهم۔ لا یهتدون الی طریق الحق بل یترددون فی تیه بلا هاد ودلیل وهم اضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل۔ وفرقة منهم یقلدون آباءهم فهم علی آثارهم مقتدون او لو کان آباؤهم لا یعقلون شیئا ولا یهتدون۔ وبعضهم یستنبطون الاحکام عن الاحادیث والقرآن ولا یعلمون شیئا من العلوم حتی علم اللسان۔ وهم اذا وقعوا فی معضلة عمیاء خبطوا فیها خبط عشواء والذین معهم عابثون عن الاتباع والتقلید۔ ویقولون ان هذا لیس بسواء السبیل۔ واذا دعوا الی فهم انهم ینقلوا قولهم بالاجتهاد والدلیل۔ ولقد من الله سبحانه علی هذه الامة توجه العلماء فی کل عصر الذین عضوا فی العلم نواجذهم ورموا غرض الاصابة بنوافذهم۔ و صرفوا فی تحصیل العلوم اعمارهم واحیوا لکسب الفضل لیلهم ونهارهم۔ فالفوا وانادوا وصنفوا واجادوا۔ فطوبی لمن رجع الیهم ونزل رباعهم ودان فی الحق حقا ورزق اتباعهم صدقا۔ اقوم الذین لا یترددون الیهم ولا یرجعون اما تلیت علیهم قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ ولکنی [illegible] مستندا علی غوایة کبرائهم انهم [illegible] السفر الی [illegible] وقبور الانبیاء والاولیاء متمسکین بحدیث لا تشد الرحال۔ فالبیت [illegible] فی [illegible] ما تخلیهم من الضلال مع تفرق البال وتشتت الحال۔ [illegible]

Marfat.com

جارنا من الحق المبین وللہ سبحانہ ھو المسؤل ان یوفقنا للصدق والصواب ویصون عقولنا عن الزیغ والارتیاب۔ ویجعلنا من شرح بالحق صدرا وشرح فی فتح باب الاشکال فرفع قدراً۔ وھو علی ما یشاء قدیر وبالاجابۃ جدیر

اشعار عربی

وکنا کغصنی بانۃ قد تالفا — علی دوحۃ حتی استطالا وایفعا
یغنیھا صدح الحمایم مرجعا — ویسقیہا کاس السحائب مترعا
سلیمین من خطب الزمان اذا سطا — خلیلین من قول الحسود اذا سعا
ففارقنی من غیر ذنب جنیتہ — والقی بقلبی حرقۃ وتوجعا
عفا اللہ عنہ ما جناہ فاننی — حفظت لہ العہد القدیم وضیعا

نثر فارسی

رہین منت بخت بیدارم کہ من ہیچ در حساب را کہ چون حرف باطل بغلط بر زبان گوہر فشان نمیگذشت از روستائی بے اعتباری آوردہ روشناس شہر ستان صحبت خطاب گردانیدہ واز نشیب گاہ فراموشی بالا دادہ وبرفراز والا پائگی یاد آوری رسانید۔ یاوری طالع راگذری بسر وقت بیدلان افتاد کہ دور گردان بزم دلفروز را کہ چون غبار شکست در کنار آن راہ توانستی یافت از رہ سیری وادی بے آرامشی رہانیدہ از نزدیکی بساط حضور گزیدہ سامانے فراہم دادہ کاروان نسیم مصر در بیت الحزن بار اقامت برکشاد وساربان زمام ناقۂ لیلی را بکف اختیار قیس شکستہ پا داد۔ قطرہ ام دریا مسمم کیمیا۔ خزفم گوہر۔ خارخسکم گل تر۔ شامم روکش روز بامدادم رشک

Marfat.com

نوروز۔ دردم دوا، گردم توتیا، خوشه‌ام خرمنے، سبزه‌ام چمنی، یاسم امید خزانم بهار جاوید گردید۔ پستم را بلندی، طالعم را ارجمندی، تنم را سحر، نفسم را اثر، سر افگندیم را سرفرازی، شکسته خاطر را دلنوازی پدید آمد۔ همانا همایون فال طائر سایهٔ اقبال بگسترد که خطاب سلیمان به مور ناتوان رسانید و زبان حال را بروان پرور کریمه انی اُلقی الی کتاب کریم گویا ساختند۔ سراپای دل را شگرف کشایشی رو آورد و پیشگاه سینه لوالعجب انشراحی فرا گرفت۔ خاطر پریشان را پیرایهٔ افزونی جمعیت و تنایهٔ خرسندی آرایش حاصل شد۔ نسیم التفات قدیم بتازگی وزید و گلشن عاطفت از سر نو شگفت۔ چون از دور افتادگان از یاد رفته و فراموشان از طاق دل افتاده یاد کردن و جوے بسامان بود، خاطر حسرت اندوز بگوناگون کامرانیها برآسود و بدایع انبساطی روزی روزگار اخلاص سرشت گردید۔ بیت:

تنعمی که دل از ذکر این پیام گرفت
نیافت مسیح دم آغوش دو آمیزد نه رست

ازان باز که بار تعمل خصومات را بر گردن گرفته، القاب گرامی را بنابر زاد و دام، نقوش سخن آرائی و نکته سرائی از ساحت ضمیر بیکبارم سترده و تار عنکبوت نسیان بر رو پایه مرادفات آن کشید و آنچه در اوائل متخیلات آن که در خزانهٔ خیال داشت بتاراج اختلاط معنی ازلست نشان سر سست فطرت، که حفظ ضوابط معقول عدالت را عرش المعرفت بالغ خردا و سدرة المنتهای دانش پژوهی شمرده اند، داده، وانفرادی العلی بیرونی شغلهای دیگر تعبیه آمدست و دست آموزگی چندانی بدست نیارستم آورد که لختی آئین سخن طرازی و نکته سنجی را بکار برم مگر چون آهنگ این صناعت را با گوهرم سرشته اند گاه گاه بیچ آن تار و پود نسیج این معانی

Marfat.com

را از ہم میگسلاند۔ و ہر گاہ بہمین ہدیۂ نوآزادگان طبع از حیاے نورانی برفراز اعتبار منزل می گیرد، ہمچو بلبلی کہ بداستان سرائی بلبل دیگر در چمن بخروش آید و آہنگ نالہ ساز دہد، بی اختیار نواے جاں خراش از خاطر بریان برمیزند و بسر جوش شوق بیخودی جوش بی ہنگام ناز از جا میرود۔ ہر چند از آشوب دُرونی و برونی بی راہہ می روم و سخن را بآئینے کہ باید گذاردہ ام و گزین کاری لبسزا بر نخواستہ ام، اما فرو ہیدہ فراہنگان انصاف گوہر و سخن سراپان دیدہ وران را مرسلتہ الصدر روح و روان توانم فہمید۔ اکنون از حال عم بزرگواری نوید شفاے ایشان از نادرۂ حکمت دادار جان آفرین است و مایۂ حیرت دران دو دریانت لبکار ساز حقیقی روی نیاز آوردند، ہلال نعم الٰہی دریافتند، شرح آن بکالبد گفتار در نگنجد۔ فی الجملہ بسر نوشت آسمانی طیلسان صحت بردوش گرفت روبحصار آوردہ اندر در حصار حرا ست علی الاطلاق منزل گرفتہ۔ والسلام حررہ محمد صدر الدین ختم اللہ بالحسنیٰ۔

غزلیاتِ فارسی

آتشِ عشق فلک در دل ددر جانم سوخت
زانکہ از داغ دگرد بدکہ نتوانم سوخت
دِل زخون ناب جگر سوخت و مژگانم سوخت
آخر ایں شعلہ بہ پیدایم و پنہانم سوخت
پنبۂ مرہم اوہم قیامت باشد
عشق آں داغ کہ در سینۂ سوزانم سوخت

Marfat.com

روز ہجران تو می سوخت مرا حسرت وصل
در شب وصل تو اندیشہ و ہجرانم سوخت

ہیچ گہ چرخ جفا پیشہ نمی ساخت بمن
شکر ایزد کہ ز آہ شور افشانم سوخت

زحمت از بہر عذابم مکش ای نار جحیم
کہ سراپای مرا مجلت عصیانم سوخت

شور دو زخ جاں تاب لبی بود بلند
چوں مقابل شدہ با سینۂ سوزانم سوخت

برگ و جمعیت دیوان جزا برہم خورد
جنت از حسن تو دوزخ از افغانم سوخت

باز آن بستر خارست و ہماں بالش سنگ
سر شوریدۂ من ز الوی بارانم سوخت

بزم افروز شبستان لشدم آن شمعم
بخت خوابیدہ سر خاک شہیدانم سوخت

دل پر درد بجوں ناب جگر سوخت مرا
آنکہ یک عمر باو ساختہ ام آنم سوخت

ہر نگہ کاں بت ترسا بچہ در کارم کرد
آتشی بود کہ از خرمن ایمانم سوخت

کو نسیمی کہ ز یثرب در زد و سبز کند
خاست از ہند سموے کہ گلستانم سوخت

کرز آتش سخنی ہیچ کمالم نفزود
لیکن آزردہ از وجان حسودانم سوخت

Marfat.com

وله

حسن کے راه زن کافر و دیندار نبود   آفت سبحه بلای بت و زنار نبود
یاد روزیکه جز او هیچ پدیدار نبود   پردهٔ دیده مرا مانع دیدار نبود
هر دری بر رخم از روضهٔ رضوان وا بود   خواهش بوی گل از رخنهٔ دیوار نبود
این شر و شور نه در صحبت رندان بوده   جمله بد مست دمے حوصله بردار نبود
بود از گردش چشم تو گلستان دل ما   در میان واسطهٔ ثابت و سیار نبود
رب ارنی ز لب مستی من سر می زد   لن ترانی ادب آموز طلب گار نبود
مست در گوشهٔ میخانهٔ وحدت بودیم   کار تا باده کشی بود دگر کار نبود
عشق بے پرده تماشائے جمالش میکرد   همچو بیخود ز می وعدهٔ دیدار نبود
بود سر رشتهٔ کارم بسر زلف سیاه   قصهٔ کشمکش سبحه و زنار نبود
شکر لله چو بطوف حرمم آوردند   روی دل جز طرف خانهٔ خمار نبود
دست تا بند نقابش برسانم مردا   سعی خوش بود مگر بخت مددگار نبود
صحبتی بود عجب دوش میان من و یار   صد شکایت بلب و رخصت اظهار نبود
دل خون گشته مدد کرد وگرنه صد بحر   خرج یکروزهٔ این چشم تلف کار نبود
گرد غم جز دل ناشاد مجلی نگزید   ورنه آئینهٔ ما قابل زنگار نبود
سهل و آسان شده امروز بعهد تو چنین   ورنه دشوار تر از ترک وفا کار نبود
از کساد هنر ست اینکه هیچم نخرند   جنس تا بود گران ناز خریدار نبود
لطف ساقی بنگر دور بمن آخر کرد   چون مرا حوصلهٔ ساغر سرشار نبود
در دلم آن مژه صد خنجر الماس شکست   زهر چشم تو بآن گرچه مددگار نبود
از علاج دل بیمار چرا دست کشید   گر مسیحا بتمنائی تو بیمار نبود

Marfat.com

طرز آتش سخنی طبع من ایجاد نبود   پیش از این این روش و شیوه را شعا نبود
آه از خجلت آن زده ببازار جزا
هیچش از جنس گران مرتبه در بار نبود

ولہ

خواهم دم دعا بدعا نا گریستن   شد بسکه بی اثر بدعا گریستن
سوز دلم نمود دو بالا گریستن   این درد را نگشته مداوا گریستن
دل قطره قطره خون شد از چشم من چکید   تاراج داد مشغله ما گریستن
پیشش بضبط گریه بکوشم ز رشک غیر   بر رحم تا نیاورد او را گریستن
جز چون تو سنگدل نتواند شد از دگر   نگریستن بحال من و نا گریستن
از اشک ریزی مژه خالی نشد دلم   خواهم چو زخم از همه اجزا گریستن
بی عندلیب خوش نبود ناله در چمن   خواهیم در خزان به تمنا گریستن
واعظ اگر بیاد فدی گریه نارواست   باز از چه رو رسد از پی طوبی گریستن
شوید ز دیده لذت خوابی که دیده بود   پیشت از آن گرفت زلیخا گریستن
ای چشم دجله ریز ادب را نگاه دار   اینست در مدینه و بطحا گریستن
رسوا شدن چو برق بود با چشم نم   ای ابر با گریستن ما گریستن
ابر آب شد ز گریه ام و برق خنده زن   آهی کجا که جمع کنم با گریستن
از سوز سینه خوف نداریم کار ماست   از کاو کاو آن مژه دریا گریستن
آوردمش برحم بطرزی مگر نسیم   خوش صرفه برد از لب گویا گریستن
طوفان نوح بود حدیثی شنیده   چشم ترم نمود ز رسوا گریستن
در عیش بیقرارم و در غم به پیچ و تاب   خندیدنم شبیه بود با گریستن

Marfat.com

دل راہمیشہ خندہ من خون کند چو گل — بشگافدم جگر قلم آسا گریستن
موجے بزن کہ ترکنم ابر بہار را — ای دیدہ تا کجا بمدارا گریستن
ای دل غبیں مباش بالفت کہ شمع را — باخندہ ہم عناں بود اینجا گریستن
یارب نگاہ بوالہوسم دہ کہ شد مرا — در بزم او حجاب تماشا گریستن
سیراب تا زمین غزل کرد گریہ ام — بینم کہ می رسد بجا ہا گریستن
ای دل بیا کہ خاک کنم ابر برق را — از تو بخون تپیدن واز ما گریستن
اشعار تر دریں غزل آمد کہ ربط داشت — چوں چشم من قوانی آں با گریستن

آزردہ خیز کامدہ عرفی وطالبا
از تو قصیدہ خواندن وزینہا گریستن

غزل ریختہ

نالوں سے میرے کب تہ و بالا جہاں نہیں
کب آسماں زمین و زمیں آسماں نہیں
مجھ سا بھی کوئی عشق میں ہے بد گماں نہیں
کیا رشک دیکھ کر مجھے رنگ خزاں نہیں
جانے ہے دل فلک کا مری تلخ کامیاں
ان ناتوانیوں کو پہنچتی تواں نہیں
قاتل کی چشم تر نہ ہو بہ ضبط آہ دیکھ
جیوں شمع سر کٹی پہ اٹھا یہاں دھواں نہیں
آنکھوں سے دیکھ کر تجھے سب ماننا پڑا
کہتے تھے جو ہمیشہ جنیں ہے چناں نہیں

Marfat.com

کہتا ہوں اُس سے کچھ ہیں نکلتا ہے منہ سو کچھ
کہنے کو یوں تو ہیگی زباں اور زباں نہیں

اے بلبلان شعلہ دم اک نالہ اور بھی
گم کردہ راہ باغ ہوں یاد آشیاں نہیں

اٹھ کر سحر کو سجدۂ مستانہ کے سوا
طاعت قبول خاطر پیرِ مغاں نہیں

تھکا ہوا ہے بیت حزن دیکھنا کوئی
آیا نسیم مصر کا ہو کارواں نہیں

اس بزم میں نہیں کوئی آگاہ ورنہ کب
واں خندہ زیر لب ادھر اشک نہاں نہیں

افسردہ دل نہ ہو در رحمت نہیں ہو بند
کس دن کھلا ہوا درِ پیرِ مغاں نہیں

لب بند ہو تو روزن سینہ کو کیا کروں
تمنا تو مجھ سے نالۂ آتش عیاں نہیں

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں
اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

اے جذبِ شوق رحم کہ مد نظر ہے یار
جا سکتی واں تلک نگہ ناتواں نہیں

کیا کچھ نہ کر دکھاؤں پر اک دن کے واسطے
ملتا بھی ہم کو منصب ہفت آسماں نہیں

نازو نگہ روش سبھی لاگو ہیں جان کے

Marfat.com

ہے کون ادا وہ تیری کہ جو جانستاں نہیں

شب اُس کو حال دل نے جتایا کچھ اسطرح
ہیں لب تو کیا نگہ بھی ہوئی ترجماں نہیں

وہ شاخ نخل خشک ہوں میں کنج باغ میں
دیکھے ہے بھول کر بھی جسے باغباں نہیں

ملنا ترا یہ غیر سے ہو بہر مصلحت
ہم کو تو سادگی سے تیری یہ گماں نہیں

اچھا ہوا نکل گئی آہ حزیں کے ساتھ
اک قہر تھی بلا تھی قیامت تھی جاں نہیں

لے رفت آئی دیر میں کیا شورشیں کریں
ہم پیر دیر میکدہ بھی نوجواں نہیں

آزردہ نے پڑھی غزل اک میکدہ میں کل
وہ صاف تر کسیلت پیر مغاں نہیں

ولہ

شب جوش گریہ تھا مجھے یاد شراب میں | تھا غرق میں تصور آتش سی آب میں
کیا جانو جو اثر ہے دم شعلہ تاب میں | یہ وہ ہے برق آگ لگا دے نقاب میں
قسمت تو دیکھ کھولی گرہ کچھ تو رہ گئے | ناخن ہمارے ٹوٹ کے بند نقاب میں
یارب وہ خواب حق میں مرے خواب مرگ ہو | آوے وہ مست خواب اگر میرے خواب میں
حال اُس نگہ کا اس کی سراپا میں کیا لکھوں | مور ضعیف پھنس گئی جا شہد ناب میں
ہر وقت آرزو دے عذاب جحیم ہے | ہاتھوں سے تجھ کے ہوں میں کیا کیا عذاب میں

Marfat.com

یارب یہ کس نے چہرے سے الٹا نقاب جو
سو رخنے اب نکلنے لگے آفتاب میں

ذکر وفا وہ سنتے ہی مجلس سے اٹھ گئے
کچھ گفتگو ہی ٹھیک نہ تھی ایسے باب میں

خورشید زار ہوئے زمیں دے جھٹک ذرا
سو آفتاب ہیں تیری گرد نقاب میں

کیا عقل محتسب کی ہے لایا ہے کھینچ کر
سو دارزدوں کو محکمہ احتساب میں

کیا پوچھتے ہو چارۂ از خویش رفتگان
سو جا سے چاک جامہ ہے سوزن خلاب میں

بے اعتدالیاں مری ظرف تنک سے ہیں
تھا نقص کچھ نہ جوہر صہبا کے ناب میں

ہم جان و دل کو دے چکے موہوم امید پر
اب ہو سو ہو ڈبو دی یہ کشتی شراب میں

آواز صور تیرے شہیدوں کی روز حشر
لگتی تھی اک بھنک سی جو کانوں کو خواب میں

اٹھنے میں صبح کے یہ کہاں سرگرانیاں
زلیخا نے کا جلوہ یہ دیکھا ہے خواب میں

کچھ بھی لگی نہ رکھی ڈبو دی رہی سہی
دل کو نہ ڈالنا تھا سوال و جواب میں

جو دیکھنے میں اس سے یہ گذرا کبھو نہیں
یعقوب کے خیال و زلیخا کے خواب میں

تحقیق ہو تو جانو کہ میں کیا ہوں قیس کیا
لکھا ہوا ہے یوں تو سبھی کتاب میں

الفت میں ان کی اب تو ہے جانوں کی پڑ گئی
دل کس شمار میں ہے جگر کس حساب میں

ہر ہر روئیں سے خرقہ کی میرے ہوئے چکا
غوطے تو سو دیے اسے زمزم کے آب میں

مے اور ذوق بادہ کشی لے گئی مجھے
یہ کم لگا بیاں تری بزم شراب میں

تھی[1] جہاں میں روز ازل جائے درد کی
آیا پسند دل مرا اس انتخاب میں

اس چشم اشکبار کے کیوں کر ہو سامنے
رونے کا مادہ ہی نہیں ہے سحاب میں

امداد چشم کیا ہو لگی دل کو آگ جب
جلنے کے بعد خوں نہیں رہتا کباب میں

ہیں دونوں مثل شیشہ پہ سامان صد شکست
جیسا ہے میرے دل میں نہیں ہے حباب میں

---

(۱) یہاں کوئی لفظ مثلاً "جو" یا "وہ" رہ گیا ہے۔

Marfat.com

انوار فکر سے نہ ہوا کچھ بھی انکشاف جتنا بڑھے ہم اور پڑے حجاب میں
یہ عمر اور عشق ہے آزردہ جائے شرم
حضرت یہ باتیں پھبتی ہیں عہدِ شباب میں

ولہ

حُسن کی شان سے ہے یہ رہے مستور نہیں
ورنہ ہوتا کبھو یوں جلوہ سرِ طور نہیں
عذر کرتے ہی بنی اُن کو تجھے جب دیکھا
جو کہا کرتے تھے رسوا ترا معذور نہیں
ہیں تو ہم جنس فراہم نہ ہو سامان طرب
بزم ماتم سہی گو انجمنِ سور نہیں
لاکھ ہنگامۂ منصور دکھادیں دم میں
پر ہم افشائے سرائر میں ہیں مامور نہیں
خانۂ غیر تجلّی کدہ ہو اور نصیب
ہم کو جز روئے سیاہ و شب دیجور نہیں
مژدہ اے چرخ کہ اَب میری طرح سو رکھتا
طاقت اُٹھنے کی ذرا نالۂ رنجور نہیں
چارہ اب کیا ہو جو ہو نشتر و مرہم یکساں
کون سا داغ ہے سینے میں جو ناسور نہیں
دل پُر رخنہ ہی کو آگ لگادی ہم نے
چارہ جز شعلہ پۓ خانۂ زنبور نہیں

Marfat.com

محتسب کو کیا بیکار تری آنکھوں نے
ایک میخانہ بھی اس دور میں معمور نہیں

پرزے پرزے نہ کرو نامہ مرا بن دیکھے
یہ بھی چھاتی سے لپٹنا ہے کہ منظور نہیں

ہے نیا قاعدہ یہاں ذبح کا قاتل کی طرف
دیکھنا بھر کے کنکھیوں سے بھی دستور نہیں

دامن اُس کا تو بھلا دور ہے یہاں دست جنوں
کیوں ہے بیکار گریباں تو مرا دُور نہیں

رخیتہ یہ ہے کہ جیوں آیت محکم ہے صاف
معنئ دُور نہیں لفظ بھی مہجور نہیں

میں ہوں اور گوشۂ یثرب یہ تمنا ہے اب
خواہش سلطنتِ قیصر و فغفور نہیں

مدد اے پرتوِ لطفِ نبوی کوئی عمل
شمع تنہائی ظلمت کدۂ گور نہیں

آستاں ہے ترے در کا وہ تجلی پرتو
پہنچے پاسنگ کو جس کی جبل طور نہیں

کون سا دن ہے کہ خورشیدِ جہاں تابِ سحر
خاک در سے ترے دریوزہ گرِ نور نہیں

پایۂ عرش بڑھا نا تھا اگر نہ یہ نام
لوح پر عرش کی ہونا کبھو مسطور نہیں

ہوں ادا نظم میں کس طرح مناقب تیرے

Marfat.com

سلسلہ یہ منتاہی ہے وہ محصور نہیں
ترکِ رُوئے خوشِ آزردہ محالات سے ہو
یوں خدا کی تو خدائی سے ہے کچھ دُور نہیں

جنابِ مولوی رشید الدین خاں رحمۃ اللہ علیہ[له]

جامع معقول و منقول، حاوی فروع و اصول یگانہ روزگار ہیں نتیجہ قرون واداوار یکتائے زماں قدوہ دوراں، مولوی محمد رشید الدین خاں، طاب ثراہ وجعل اللہ الجنۃ مثواہ۔ شاگرد رشید اور مخلص خالص العقیدت جنابِ جنت مآب زبدۂ اکابر روزگار مولانا رفیع الدین رضوان اللہ علیہ کے تھے اور ان کی خدمت میں ایسا اخلاص وافر رکھتے تھے کہ حضرت موصوف آپ کی تربیت میں مادام الحیات ایسے مصروف تھے جیسے کہ باپ فرزند کی تربیت میں۔ اگرچہ کسب و کمال ان حضرت کے دونوں بھائی یعنی مولانا عبد العزیز اور مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہما کی خدمت سے بھی کیا تھا، لیکن تکمیل جمیع فنون انھیں کی خدمت میں انصرام کو پہنچائی۔ ہر چند سب علوم متداولہ میں یک فنی تھے، لیکن علم ہیئت اور ہندسہ میں علم یکتائی بلند کیا تھا۔ مدت العمر فرقۂ امامیہ سے مباحثہ و مناظرہ کیا اور یا ہم تحریر رہی، اس بحث میں رسالہ ہائے متعددہ فراہم ہو گئے۔ طریق مناظرہ کا یہ دیکھا گیا کہ تقریر یا تحریر میں خصم کو بجز اعتراف عجز کے چارہ نہ تھا۔ تقویٰ اور زہادت

له حالات کے لئے دیکھو تذکرۂ علمائے ہند ص ۶۳ ابجد العلوم ص ۹۱۰۔

Marfat.com

اور تشریع اور عبادت کا بیان خامۂ بریدہ کی زبان کی مجال نہیں کہ ایک شمہ اس کا لکھ سکے۔ ہر چند حکام وقت چاہتے تھے کہ ان کو عہدۂ قضا سپرد کر دیں تاکہ ان کی نیک نیتی اور عدل و انصاف سے عباد اللہ کی حق رسانی ہوتی ہے لیکن ازبس کہ اوقات کو بیشتر تربیت مستفیضان کمال میں مصروف رکھتے تھے، قبول نہ کیا۔ جب تقاضائے موفور احیان مختلفہ میں حکام کی طرف سے وقوع میں آیا اور رنجیدہ ہوئے، بسبب کمال قناعت کے ایک امر جزوی پر قانع ہو کر عہدہ مدرسی مدرسہ شاہجہان آباد قبول فرمایا۔ ازبسکہ ایثار و کرم جبلی تھا۔ سو روپیہ کی تنخواہ ان کو ہرگز کفایت نہ کرتی تھی اور خدمت فقرا اور مساکین سے کبھی وقت اپنے تئیں معذور نہ رکھتے تھے، بقدمے و درمے و سخنے۔ میرزا بیدل علیہ الرحمۃ نے خوب کہا ہے۔ رباعی

بیدل وارد نہ طبع اہل ہمت ۔۔۔ آثار سخا جلوہ دہد بیں صورت
با بے خردان نہ بہ محتاجان نیم ۔۔۔ با خوردان لطف و با بزرگان خدمت

عمر آپ کی قریب ستر برس کی تھی اور آخر میں ارادہ بیت اللہ کا کیا۔ چونکہ ہر ارادہ پر ارادت اللہ غالب ہے، مرض صعب میں مبتلا ہوئے اور احرام کعبہ معنوی یعنی دیدار فیض انوار شاہد حقیقی باندھ کر دار آخرت کو راہی ہوئے۔ آپ کی وفات کو تیرہ چودہ برس کا عرصہ گذرتا ہے[1]۔ بسبب کثرت توغل علوم دینیہ اور مباحثات علمی کے انشائے الفاظ کی طرف کبھو متوجہ نہ ہوتے تھے مگر تکلیف خطاب اور بہانہ جواب سے گاہ گاہ نثر عربی کا اتفاق ہوتا تھا، ازاں جملہ یہ رقعہ دستیاب ہوا کہ لکھا

---

[1] ۱۲۴۹ھ مطابق ۱۸۳۳ء میں وفات پائی۔

Marfat.com

رقعہ عربی[1]

اسرب القطا هل من یعیر جناحه   لعلی الی من قد هویت أطیر

من جوی اد البعد و شجی الکمدة الوجد الی جانب الحبیب الذی تنزه قدحه المعلی عن القدح والنسیب الذی استوعب نسبته صنوف المدح الذی اذا نظم خجل قلائد القلائد، واذا نثر غبط فرائد الفرائد ذو خلق عظیم وطبع کریم، وسجیة سریة وہمة علیة ـ ما من علم الا اصاب مشکلا وما من فن الا غاص فی بحار تحقیقاته ـ اما الادب فقد شید ارکانه، واما الفقه فقد ابرم بنیانه واما المعقول فمنادالیه ومعول ابناء الصناعة علیه ـ ذخر الفضائل فخر الاماثل صدر الافاضل زین المحافل مولانا المولوی محمد صدر الدین لا زال ظل افاضته علی رؤس المستفیدین ـ اما بعدا هدار هدایا السلام وادام مناسک الاحترام والاعظام، فیحنی ورود مشرقه دمشرفه صبت عند فتحها النسائم مصریه، و وتجلت کلمات بیض الوجود الا انها دریة ـ فقبلتها مرارًا وقابلتها بالاجلال اکثارا، واستنشقت (؟) منها روائح سحیق الصندل، ونظرت الی معانیها فاذا ہی لآلی رطبة وما سواها من المعانی جندل ـ واما ما فیها من الالفاظ فهو انمق من غمرات الالحاظ هذا ثم ما أصعب من الزمان

---

[1] ان کے عربی خطوط کا ایک مختصر مجموعہ ۱۳۳۵ھ میں المکاتیب کے نام سے مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہوچکا ہے ـ ریاض الفردوس ص ۱۶۴ میں ان کا نظم ونثر کا نمونہ دیا گیا ہے

Marfat.com

مذا صطلیت نیران الہجران ۔ فوالذی حبانا بمحبتک وجعلنا من صفوۃ احبتک، انی مذ فارقتک، ما اطبقت مقلتی بالنوم و مالاقت لیلتی عن الیوم یسّرلنا اللہ لقاک و یسّرک للحسنیٰ فی آخرتک و دنیاک۔ ثم السلام بالوف الاکرام۔

جناب مولانا شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ والغفران[1]

مولیٰ الکرام مخدوم الانام، عالم باعمل فاضل اجل اسوۃ افاضل عرب وعجم، زبدۂ ارباب ہمم، سند اکابر روزگار فخر کملائے شہر و دیار، محی الشرع والسنۃ ماحی ہوی و بدعۃ، مؤسس اساس دین مبین، ہادی و مولانا حضرت شاہ رفیع الدین قدس سرہ العزیز۔ یہ حضرت خلف الصدق حضرت شاہ ولی اللہ غفر اللہ کے اور چھوٹے بھائی مولانا و مخدومنا حضرت شاہ عبدالعزیز دھلوی کے۔ تحصیل علوم عموماً اور سند حدیث نبوی کی خصوصاً اپنے والد ماجد کی خدمت میں لی۔ علوم و فنون میں مستند الیار باب استعداد تھے۔ چونکہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم و مغفور بسبب کبر سن اور ضعف مزاج و کثرت امراض کے دماغ تعلیم و تدریس طلبانہ رکھتے تھے، سلسلہ تدریس کا حضرت کی ذات بابرکات سے جاری تھا۔ فضلائے نامی ہر دیار کے کہ ارباب کمال سے منشور یکتائی حاصل کر چکے تھے جب آپ کی خدمت میں پہنچے اپنے تئیں طفل ابجد خوان اور مبتدی محض سمجھ کر ابتدا سے انتہا تک پھر تحصیل علم پر کمر باندھتے۔ اسی

---

[1] ولادت ۱۱۶۳ھ وفات ۱۲۳۳ھ۔ حالات کے لیے دیکھو ابجد العلوم ص ۹۱۲، حدائق الحنفیہ ص ۴۶۹، تذکرہ علماء ص ۶۷، انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۳ ص ۱۰۹۰۔

Marfat.com

واسطے دیارِ ہندوستان کے جمیع فضلائے نامی انہیں حضرت فیض موہبت کے مستفیضوں میں سے ہیں۔ ہر فن کے ساتھ اس طرح کی مناسبت تھی کہ ایک وقت میں فنون متبائنہ اور علوم مختلفہ درس فرماتے تھے۔ جب ایک کی تعلیم سے دوسرے کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوتے حضار خدمت کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسی فن میں جامۂ یکتائی ان کے قامت استعداد پر قطع ہوا ہے۔ باوجود ان کے کمالات کے افاضۂ فیض باطن کا یہ حال تھا کہ جنید بغدادی اور حسن بصری کہ اگر ان کے وقت میں ہوتو بیشک وریب اس میں اپنے تئیں کمترین مستفیدان تصور کرتے۔ اور سخاو کرم کا یہ حال تھا کہ زر و رد اور گل درمنہ کو گلدستہ میں محبوس مشاہدہ کرنا سخت ناگوار ہوتا تھا۔ الغرض ملک تھے صورت بشر میں۔ کوئی زبدۂ کملائے دہر کے اوصاف میں کہاں تک زبان قلم کو فرسودہ کرے کہ اگر بالفرض ایک حرف اس دفتر سے لکھا جاوے ایک کتب خانہ تیار ہو سکتا ہے۔ حضرت کے نظم و نثر زبان عربی میں بہت ہیں، مگر چند اشعار پہ قناعت کرتا ہوں۔

ہذہ ابیات فی بیان معراج النبی علیہ الصلوٰۃ السلام

یا احمد المختار یا زین الوریٰ ۔۔۔ یا خاتم الرسل ما اعلاکا
یا کاشف الذراء عن مستنجد ۔۔۔ یا منجی فی الحشر من والاکا
ہل کان غیرک فی الانام من استویٰ ۔۔۔ فوق البراق وجاوز الافلاکا
واستمسک الروح الامین رکابہ ۔۔۔ فی سیرہ واستخدم الاملاکا
عرضت لک الدنیا وفاعوالمہ ۔۔۔ نسخت ببعثک طامعین رواکا

Marfat.com

فردتهم في خيبة عن قصدهم — الله صانك عنهم ووقاكا
واخترت من لبين وخمر فطرة — الاسلام بالهدى اليه هداكا
قعدت لك الرسل العظام ترقبا — فعلوت مغبوطا لهم سراكا
وامتهم في القدس بعد تجاوز — منهم بامر الله اذ ولاكا
وبكى الكليم لما راك علوته — ومنافسوك يحق فيهم ذاكا
وتزينت حور الجنان لبشاشة — بك سيدي شوقا الى لقياكا
وتبشبش العرش المعظم لاثما — رجليك نال الفضل اذ آواكا
وتخلفت روح القدس عند السدرة — القصوى يخاف من الجلال هلاكا
ادناك ربك في منازل قربه — جلى لك الاكوان ثم هداكا
واتم نعمته عليك فلم تسل — ان تو نز الانفاق والاملاكا
القى اليك كنوز اسرار سمت — عن حيطة الافهام اذ ناجاكا
وسألت فينا العفو منه شفاعة — فاجاب ربك قد وهبت مناكا
حتى اذا تم الدنو تسترت — منك الهوية في سنا مولاكا
فرأيته جهرا بعيني نوره — ما كان الا الله في مجلاكا
فكساك نورا من اشعة ذاته — افناك عنك اذا به القاكا
فلك المناصب السيادة للورى — وخلافة الرحمن يا بشراكا
جعلت لك الاقدار والانوار — الجنات والنيران في مرآكا
اعطاك تخفيفا وتيسيرا الى — دين قويم محكم نقراه
وسواه من نعم جسام البها — عدّ قرر يمهى اولاكا
فرجعت مسرورا بها في امته — وجميع خلق الله قد حياكا
اجريت دين الله بعد نضوبه — ومحوت راس الجهل والاشراكا

Marfat.com

فلقد اتیتک سیدی سنجیاً   من سیبک المدرار حسن ولا کا
یا لیتنی قد فزت منک بنظرۃٍ
فی بدر وجہہ نوّرا لا رحلا کا

جناب مولوی مخصوص اللہ سلمہم اللہ تعالیٰ

عالم باعمل مبرّا از حرص و امل، زبدۂ فقہائے زمان اسوۂ صلحائے جہان، معارف دستگاہ مولوی مخصوص اللہ، فرزند رشید مولانا رفیع الدین مرحوم و مغفور ہیں جن کا ذکر سابق میں ہو چکا ہے۔ علم و فضل میں گوی سبقت اقران و امثال سے لے گئے ہیں۔ ایک مدت دراز تک تدریس و تعلیم طالبان کمال میں مصروف تھے اور علوم دینی اور یقینی کے مشاغل میں شب و روز اوقات گرامی کو خرچ کرتے چونکہ بیس پچیس برس تک مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز کی خدمت میں روز روز وعظ و قرأت کلام الٰہی و حدیث رسالت پناہی کے کرتے تھے اور تقاریر سراسر افادت مولانائے موصوف کو ذخیرۂ گوش ہوش فرماتے تھے، حدیث و تفسیر میں ایسا مایۂ کمال بہم پہنچایا کہ اس دونوں فن کے نکات جو ان حضرت کے سینۂ بے کینہ میں ہیں اور کہیں نہیں۔ لیکن از بس کہ طبیعت عبادت دوست اور مزاج زہادت پرست واقع ہوا ہے، ایک عرصہ ہوا کہ سر رشتۂ تدریس کو ہاتھ سے دے کر گوشہ نشین ہیں[1] اور اوقات آپ کی ایسی مجموع ہے کہ شاید سلف میں اولیائے کرام کی اوقات

---

[1] ۱۲۷۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ (تذکرۂ علمائے ہند ص ۲۲۳)۔

Marfat.com

ایسی ہی ہوئی۔ از بسکہ توجہ عبادت اور تقویٰ شعاری کی طرف مصروف تھی
نظم عربی اور انشائے تازی کی طرف میل نہیں اس واسطے کچھ کلام آپ کا اس
کتاب میں مندرج نہیں ہوا۔

جناب جنت مآب مولوی عبدالقادر قدس سرہٗ

حضرت بابرکت کثیر الفیوض والبرکات جناب غفران مآب کامل واصل زبدۂ علمائے
متألہین اسوۂ کملائے زمانین محقق مسائل دین متوسل معانی شرع مبین
ہادی شریعت پیر طریقت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب عطر اللہ مرقدہ۔ آپ
خلف الرشید دہلی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے اور کہیں برادر مولوی
شاہ عبدالعزیز اور مولوی شاہ رفیع الدین قدس سرہما کے۔ آپ کے
علم و فضل کا بیان کرنا ایسا ہے کہ کوئی آفتاب کی تعریف فروغ اور فلک
کی مدح بلندی کے ساتھ کرے۔ زبان کو کیا طاقت کہ ایک حرف حضرت
کی صفات سے لکھ سکے۔ اور قلم کی کیا مجال کہ آپ کی مدائح سے ایک
ذرہ لکھ سکے۔ کسب فیض باطن سوائے والد ماجد کے اور بزرگوار کی خدمت
سے بھی اتفاق ہوا۔ اب اس عجز و زبان میں ایسا [illegible] کم کسی اہل
کمال سے اتفاق ہوا ہے۔ بار بار ثقات کی زبان سے سنا گیا [illegible]
فرمایا ویسا ہی بے کم و کاست ظہور میں آیا۔ باوجود اس کے [illegible]
اخلاق کے کسی کے حق میں کچھ ارشاد نہ کرتے اور کسی سے زیادہ [illegible]
بیٹھ یا اُدھر لیکن من جانب اللہ لوگوں کے دل میں آپ کا ایسا رعب
چھایا ہوا تھا کہ رؤسائے شہر جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے
بسبب ادب کے دور دور خاموش بیٹھتے اور بدون آپ کی تحریک کے

Marfat.com

مجال سخن نہ پاتے اور ایک دو بات کے سوا یارانہ دیکھتے کہ کچھ اور کلام کریں۔ کرامت حضرت بحد تواتر پہنچ گئی ہے اگر ان کا بیان کیا جاوے کتاب میں گنجائش نہیں ۔ بیت

مردان خدا خدا نباشند لیکن زخدا جدا نباشند

ازبسکہ ترک حضرت کے مزاج میں بہت تھا، تمام عمر اکبر آبادی مسجد کے ایک حجرے میں بسر کی ۔ آپ کا کچھ کلام نظم و نثر سے راقم کو دست یاب نہیں ہوا[1] غالب یہ ہے کہ جو آپ کی اوقات منزہ تھی اس سے کہ اپنی طبع اقدس کو ان امور کی طرف متوجہ فرماتے ادھر ملتفت نہیں ہوے ہوں گے ۔ تیس پینتیس برس سے زیادہ گذرتے ہیں کہ حضرت نے جہان فانی سے رخصت سفر عالم نورانی جاودانی کی طرف باندھ کر جوار رحمت الہٰی میں آسایش کی[2]۔

جناب مولانا عبدالحی غفراللہ لہ[3] افضل الفضلا اکمل الکملا قامع بنیان بدع و اہوا، بانی زہد و تقوی، خضائل دستگاہ فواضل پناہ، جامع صفات جلال و جمال قامع اساس کفر و ضلال، مولانا عبدالحی صاحب غفراللہ لہ ۔ مولانا

---

[1] موضع القرآن کے نام سے قرآن مجید کا پہلا اردو ترجمہ انھوں نے کیا ہے ۔

[2] ۹ رجب ۱۲۴۲ھ میں انھوں نے رحلت فرمائی ۔

[3] حالات کے لئے دیکھو ابجد العلوم ص ۹۱۵ ۔

Marfat.com

عبدالعزیز قدس سرہ کی خدمت میں نسبت دامادی اور شاگردی کی رکھتے تھے۔ ہر فن کے ساتھ نسبت خداداد تھی کہ جس فن میں جس نے آپ سے بحث و مناظرہ چاہا اسی فن کو جانا کہ شاید دوسرا ان کا نظیر نہیں پیدا ہوا۔ ایک مدت درس و تدریس علوم میں صرف ہمت کی۔ اواخر میں زبدۂ سادات کرام اسوۂ اولیائے عظام سید احمد مغفور مبرور کی خدمت میں جن کا ذکر اس سے پہلے ذیل اولیاء و صلحا میں ہو چکا ہے، پہنچ کر بیعت کی اور تا دم زیست ان کے سایۂ عاطفت سے کبھی علاحدہ نہ ہوئے۔ سفر و حضر میں مثل سایہ کے ان کی تبعیت میں حاضر رہتے۔ انھیں کی خدمت میں سفر بیت اللہ کو اختیار فرما کر فرض حج ادا کیا اور وہاں سے مراجعت فرما کر چندے بموجب ارشاد پیر طریقت کے وعظ گوئی میں اوقات شریف کو بسر کیا اور لوگوں کو نہایت ہدایت حاصل ہوئی اور باتفاق مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے جن کا ذکر بعد اس کے بہ تفصیل آتا ہے، ترغیب جہاد فی سبیل اللہ میں سرگرم رہے۔ جب سید صاحب مغفور اس ارادے پر کوہستان کی طرف تشریف فرما ہوئے اسی نواح میں چند سال تک رفیق رہے اور پھر مرض بواسیر کی شدت سے سفر ناگزیر اختیار کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محی السنۃ قامع البدعۃ مولانا مولوی محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ[1]

علم برکش ای آفتاب بلند
خرامان شوی ابر مشکین پرند
بنال ای دل رعد چون کوس شاہ
بخندای لب برق چون صبح گاہ

---

[1] حالات کے لئے دیکھو اتحاف النبلاص ۴۱۶، ابجد العلوم ص ۹۱۶ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۰۹، الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۱۰۳ تا ۱۱۵۔

Marfat.com

بیار لئے بوا قطرہ ناب را — بگیرای صدف در کن ابی آبدار
بر آئے ز راز قصر دریای خویش — بتاج سر شاہ کن حبای خویش[1]

یعنی شاہ کشور شریعت گستری ملک الملوک دیار سنن پروری تامع تابیان شرک و طغیان حاوی موجبات علم و ایقان موسس اساس کمال مہذب اوضاع حال و قال سالک مسالک ہدایت و ارشاد مجلی آئینہ صافی اعتقاد، مرکز دائرہ علوم منطقۂ آسمان فہوم مرتقی مدارج درجات عالی پیشوای ادانی و اعالی مرجع مآب فضائل کامروا سے طبائع فاضل، رموز فہم سرائر تفسیر قرآنی و تبعہ یاب معالم تقدیرات ربانی، جامع کمالات صوری و معنوی نکتہ سنج کلام الٰہی و حدیث نبوی، قدرۂ اعالی بیش گاہ قبول جلال غوامض معقول و منقول، بانی مبانی فضل و افضال مہد قواعد تکمیل و اکمال، جابد حق و یقین مثبت دلائل دین، مولائی مخدومی مخدوم الانامی مولوی محمد اسمٰعیل قدس سرہ آپ کو حضرات ثالثہ یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی اور مولانا شاہ رفیع الدین اور مولانا شاہ عبدالقادر غفر اللہ لہم کے ساتھ نسبت برادر زادگی کی تھی اور بسبب اس کے کہ جناب جنت مآب مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے بعد انتقال والد ماجد اُن کے بجائے فرزند ول کے پرورش کیا تھا اور حضرت مہر و مغفور کی نواسی بھی ان کے ساتھ منسوب تھیں ان کی تربیت اپنے ذمہ پر لے کر روز و شب حضرت کی تکمیل میں ساعی تھے۔ از بسکہ جوہر قابل محتاج تربیت اور نیاز مند تعلیم نہیں ہوتا آپ کے آئینہ خاطر مصقلہ تائید الٰہی سے ایسی صفا اور جلا حاصل کی تھی کہ اسرار ازل بے حجاب آپ

---

[1] اشعار نظامی در سکندر نامہ

Marfat.com

پر منکشف تھے۔ اسی واسطے اوائل حال میں مطالعہ کتب کی طرف چنداں التفات نہ فرماتے تھے' اور حال یہ تھا کہ حضرت مبرور کی خدمت میں زانوئے سبق خوانی نہ کر بیٹھتے۔ ازبسکہ بہ سبب استغنا کے یہ محفوظ نہ رہتا تھا کہ سبق کس جا سے شروع ہوگا' کبھی اس کے بعد کی عبارت سے شروع کر دیتے۔ جب حضرت مغفور وہاں سے امتناع فرماتے تو آپ فرماتے کہ اس مطلب کو آسان سمجھ کر نہیں پڑھا اور فی الواقع اگرچہ مطلب عقدہ لاینحل ہوتا۔ اس طرح اس کی تقریر کرتے کہ موجب حیرت اعالی و ادانی ہوتا اور کبھی اس کے ماقبل سے آغاز کرتے۔ جب حضرت اس سے متنبہ فرماتے تو آپ اس میں کچھ شبہ کر دیتے' اور وہ شبہ ایسا ہوتا کہ حضرت استاد کو اس کے دفع میں بہت متوجہ ہونے کی حاجت ہوتی۔ اس استعداد خداداد کی اعانت سے پندرہ سولہ برس کی عمر میں تحصیل معقول و منقول سے فراغت حاصل ہو گئی۔ جو کہ آپ کی ذہانت کی دھوم تمام شہر میں تھی' اکثر فضلائے اہل کہ دعوی کتاب دانی و دقیقہ شناسی کا رکھتے تھے' وہ مقامات باریک کہ جن کے صاف کرنے میں روزگار دراز فکر کرتے تھے آپ سے براہ ملاقی ہو کر باعتبار ظاہر کے بطور مناظرہ کے اس کا استفسار کرتے' اس لحاظ اگر ان کے مکان پر جا دیں گے تو شاید مطالعہ کتاب بہ اعانت شروح اور حواشی سے اس کو بیان کریں۔ اور آپ بلا تامل اس کو اس طرح سے تقریر فرماتے کہ ان کو اس جرات سے کمال خجالت حاصل ہوتی۔ ذکر اس زبدۂ ارباب کمال کا داعی ہے کہ ہزار ہزار محامد پسندیدہ کو زبان پر لا کر اندھ کے آتش شوق کو تسکین دے۔ بیت۔

گہر شمار کند بر سر زباں چشمم | مرا چو نام شریف تو بر زباں آید

Marfat.com

لیکن کیا کرے کہ نہ زبان کو طاقت تقریر ہے اور نہ قلم کو یارائے تحریر۔ معقولات میں آپ کا نتیجہ وہم مثل یقینیات اور منقولات میں آپ کی تنہا نقل مانند متواترات۔ فقہ کا یہ حال تھا کہ ہر مسئلہ کو آیات و حدیث کے ساتھ مسند فرماتے تھے۔ بیشتر کتب علم معقول پر حواشی تحریر کیے، اور ازبس کہ طبیعت وقاد حدت دثار کی طرف مائل تھی، ایک رسالہ منطق میں لکھا اور اس میں شکل اوّل کے بعد الطبائع اور شکل رابع کی ابدہ البدیہات ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے دلائل اس قوت و استحکام کے ساتھ مذکور فرمائے کہ اگر معلم اول موجود ہوتا، اپنی براہین کو تار عنکبوت سے سست تر سمجھتا۔ اور ایک رسالہ اثبات رفع یدین میں مسمیٰ "بقرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین،، تالیف کیا اور حدیثیں اشہر اور نہایت قوی سے اس کا استدلال کیا ہے اور دلائل فقہائے سابق جو اس کے مقابل میں ہیں، اپنے سوالات سے اس طرح پر اٹھایا ہے کہ مصنف غیر متعصب کو سوائے تسلیم کے اور چارہ نظر نہیں آتا۔ اور رسائل کثیرہ فنون شتیٰ میں آپ سے یادگار ہیں۔ جی چاہتا ہے کہ آپ کے حال ہدایت اشتمال میں سے قدرے ہدیۂ ارباب کمال کیا جاوے تاکہ خالق ہونا ایسے فرد کامل کا نمونۂ قدرت رب ذوالجلال سمجھا جاوے۔ اوائل حال میں ازبس کہ کسب فیض باطن کا بہت اچھا تھا، جناب غفران مآب زبدۂ اولاد حضرت خیر الانام سمی جد امجد علیہ السّلام میر احمد قدس سرہ العزیز کی خدمت میں اعتقاد بہم پہنچایا اور ان سے فیض باطن کو کسب کیا اور پیر کی رفاقت میں سفر حجاز اختیار کر کے مناسک حج کو ادا کیا اور وہاں سے ہندستان کو مراجعت کر کے حضرت کی خدمت میں اطراف

Marfat.com

وجو انب میں بسر کی اور ہدایت وارشاد عباد اللہ کو راہ راست دکھائی۔ اس اثنا کے احوال تو اس قدر ہیں کہ زبان قلم اس کے تصور سے شق ہوتی ہے مگر اواخر میں بارشاد سید الطائفہ پیر طریقت کے احوال مردم شاہجہاں آباد کی طرف ملتفت ہوکر راہ رشد و ہدایت کو وا کیا اور وعظ و نصائح سے اہل غفلت کے کان کھول دیے۔ جو جو مسائل کہ ان پر مواظبت کرنی ضروریات دین سے تھی اور بسبب سستی اور کاہلی کوتی علمائے وقت کے، عوام روزگار کا کیا بل خواص کے گوش وہم تک بھی نہ پہنچے تھے۔ آپ کی سعی جدوجہد سے سب پر کھل گئے، اور آوازۂ اعلام سنت اور ہدم بنیان شرک و بدعت کا وضیع و شریف کے کان تک پہنچ گیا۔ باوجود یکہ ارباب مشیخت اور صاحبان تشخیص کہ سلسلۂ اعتقاد و سررشتۂ ارادت خاص و عام کا ان کے ساتھ مستحکم تھا اور کسی کو ان کی مداہنت کا گمان نہ ہوتا تھا اس گمان سے کہ اگر مسائل حقہ کو تلے، مردم روزگار تک پہنچا تو ہمارے حق میں موجب ضعف اعتقاد کا ہو جائے گا، علم منازعت اور لوائے مخالفت بلند کر کے درپے اذیت و اہانت ہوتے لیکن چونکہ موید بتائید اللہ تھے، اس ہدایت و ارشاد سے باز نہ آئے اور خلق کو یہاں تک توفیق اختیار سنت نبوی اور ترک بدعات و احداث کی ہوئی کہ ایک اور ہی طرح کا نور ہر ایک کی پیشانی احوال سے چمکنے لگا اور ان مفسدان مسئل کا بازار کاسد ہو گیا اور لوگوں نے جان لیا کہ یہ نرے لطمع اخفائے امور حق کو آج تک چھپاتے رہے اور جیتے ہم خود دیکھا کہ ذمیع و شریف کو توفیق نماز کی ایسی ہوئی کہ مسجد جامع میں نماز جمعہ کے واسطے ایسی کثرت ہونے لگی، جیسے عیدگاہ میں نماز عیدین کے واسطے ہوا کرتی ہے۔

Marfat.com

اور تائیدِ الٰہی اور ان کے صدقِ نیت اور خلوصِ طریقت کی برکت سے الی الآن وہی حال چلا جاتا ہے اور یہ ثواب انھیں حضرت کے جریدۂ اعمال میں لکھا گیا اور آج تک ان کا اجر ان کی رُوحِ پرفتوح کو پہنچتا جاتا ہے۔ الحمدللہ ذلک فالحمدللہ علیٰ ذلک

آپ کی عادت یوں تھی کہ روز جمعہ اور روز سہ شنبہ کو مسجد جامع میں مجلس وعظ کو مرتب فرماتے تھے طرفہ تریہ ہے کہ سامعین کو کہ ہزار سے متجاوز ہوتے تھے اس چار روز کے عرصے میں بہ سبب اغوائے مغویان ضلالت نہاد کے یا بہ سبب انحراف نفس امّارہ کے اگر شبہ پیدا ہوتے اور ارادہ کرتے کہ اپنے وعظ میں آپ کی حسن تقریر سے اس کو دفع کریں گے جب درس کی مجلس میں آن کر حاضر ہوتے تو حضرت ابتدا وعظ میں کلمات چند بطریق تمہید کے ارشاد کرتے اور ان کی تقریر کی جامعیت سے وہ چیزیں مذکور ہوتیں کہ ہر شخص اپنے شبہ کا جواب پا لیتا اور کچھ خدشہ باقی نہ رہتا، یہانتک کہ بعد اختتام درس کے کسی کو یہ خلجان نہ رہتا کہ ان شبہات کو پھر اپنی زبان پر بیان کر کے دلیل کرے اور عمدہ مقاصد تردید شرک و بدعت اور احیائے سنت تھا۔ آپ کی حسن تقریر سے وہ مسائل غامضہ کہ طالب علم کو بعد ردوقدح کے ذہن نشین ہو، جہلائے عامی کو بمجرد استماع کے سمجھ میں آجاتے تھے اور اس طرح منقوش خاطر ہوتے تھے کہ مخالفین سے بعضے اہل علم چاہتے کہ کچھ دلائل علمی سے اس کو رد کر کے اس کے ذہن سے نکالیں ممکن نہ ہوتا۔ جب یہ مطالب خوب چھن گئے بموجب ارشاد سید اصفیا یعنی پیر طریق ہدا کے اس طرح سے تقریر وعظ کی بنا ڈالی کہ مسائل جہاد فی سبیل اللہ بیشتر بیان ہونے اور یہاں تک آپ کی صیقل تقریر سے مسلمانوں کا آئینۂ باطن مصفا اور مجلا ہو گیا اور اس طرح سے راہ حق میں سرگرم ہوئے کہ ہر شخص بے اختیار چاہنے لگا کہ سر ان کا راہ خدا میں فدا ہو اور رجحان ان کی اعلائے لوائے دین

محمدیؐ میں صرف ہو۔ بعد مدت کے پیر دستگیر نے طالب کیا اور آپ معتقدین کو تشنہ چھوڑ کر ان کی خدمت میں راہی ہوئے اور بالاتفاق حضرت ممدوحؒ کے جہاد پر کمر باندھی اور کوہستان میں لے جا کر اطرافِ ہندستان میں خطوط طلب بھیجے۔ اس نواح سے جوق در جوق روانہ ہوئے اور حضرت کی خدمت میں سوائے مردم کوہستان ہندستانیوں میں سے لاکھ آدمی سے زیادہ مجتمع ہو گئے، اور کارہائے نمایاں راہ خدا میں ظہور میں آئے۔ تائیدِ الٰہی سے ان حضرت کا رعب کفار کے دل میں ایسا متمکن ہوا کہ جس جگہ گروہ قلیل غزاتِ مسلمین سے متوجہ ہوتا اور اس کا سرگروہ یہ حضرت ہوتے لشکرِ کفار اگرچہ مور و ملخ سے زیادہ ہوتا لے سر و پا فراری ہوتا۔ اور وہاں کے معاملات کی تفصیل حضرت باہر کتنا زبدۂ اولادِ سید المرسلین کے احوال ضمن میں ہو چکی ہے۔ چوں کہ مشیتِ الٰہی میں سلسلہ اس کام کا یہیں تک تھا، اتفاق تقدیر سے لشکرِ کفار کو غلبہ ہوا اور یہ حضرت قلعہ بالاکوٹ کی نواح میں ہمراہ پیر طریقت اور اکثر مسلمین غزاۃ کے جنت اعلیٰ کی طرف راہی ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اس واقعہ کو چودہ پندرہ برس گذرتے ہیں اور چوں کہ یہ طریقہ آخر الزماں میں بنیاد ڈالا ہوا ان حضرت کا ہے اب تک اس سنت کی پیروی عباد اللہ کے ہاتھ سے نہیں گئی اور ہر سال مجاہدین اور طالبان مختلف عشق بہ نیت جہاد اسی نواح کی طرف راہی ہوا کرتے ہیں اور اس امر نیک کا ثواب آپ کی روح مطہر کو پہنچتا رہتا ہے۔ بہرکیف اگر یہ نظم و نثر عالی بھی آپ سے یادگار ہوگا، لیکن راقم کو دستیاب نہیں ہوا۔ اس واسطے یہ کتاب اس زیور سے خلیع العذار رہی۔

زبدۃ المحدثین جناب مولانا محمد اسحاق غفراللہ لہ[1]

مخدومی مخدوم الانامی افضل الکرام اشرف العظام ملک سیرت فرشتہ صورت، جامع رموز حقیقت و طریقت مواظب اوامر شریعت، علامۂ دین مسند المحدثین یگانہ آفاق مولانا مولوی محمد اسحاق۔ آپ نواسے ہیں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم قدس سرہ کے علم حدیث کو شاہ صاحب مبرور و مغفور کی خدمت میں حاصل کیا اور بیس برس کامل تک یہ فن شریف اور علم منیف ان کے حضور میں بیٹھ کر طلبہ جدید الفکر کو پڑھایا۔ امتناع سنت سے کوئی کام آپ سے سرزد نہ ہوتا۔ چوں کہ حق جل و علا نے صورت اور سیرت دونوں عطا کی تھیں، آپ کی صورت سے آثار صحابیت ظاہر ہوتے تھے اور یقین ہوتا تھا کہ سید الثقلین صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صحبت کا فیض جنھوں نے پایا ہوگا ان کی یہی صورت و سیرت ہوگی۔

ع زھی امت خاتم المرسلینؐ

بعد وفات شاہ صاحب موصوف کے ان کا فرق مبارک دستار خلافت سے مزین اور تمام معتقدین صافی اعتقاد کی رجوع آپ کی طرف ہوئی۔ ناز اور فخر کرنا چاہیے ایسی خدا جوئی پر کہ سب کچھ چھوڑ کر سفر حجاز اختیار کیا اور وہاں مع قبائل و عشائر پہنچ کر فرض حج ادا کیا اور تشریف لاکر مواعظ و نصائح سے خلق کو راہ ہدایت دکھاتے رہے بعد ایک مدت کے ازبسکہ

---

[1] ان کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ کتاب الحیاۃ بعد المماۃ (سوانح میاں نذیر حسین) ص ۲۸ میں درج ہیں۔ نیز دیکھو حدائق الحنفیہ ص ۴۷۴۔

Marfat.com

شعائر اسلام میں ضعف اور رسوم کفر و بدعات میں قوت آتی جاتی
تھی، نیت ہجرت کو مصمم کرکے تمام قبائل کو ہمراہ لے کر راہی مکہ
معظمہ ہوئے[1]، اور باوصف کہ تمام سکنائے شہر اور سلطان وقت بہ تمنائے جمعیت
تمام مانع آئے، چونکہ شوق ماسوا الحق غالب تھا آپ ممتنع نہ ہوئے اور
مکہ معظمہ جاکر توطن اختیار کیا۔ اور بسبب کثرت کرم کے آپ کا کیسہ
ہمیشہ خالی رہتا تھا خصوصاً ان لوگوں کی مراعات کے سبب جو ہندوستان
سے ادائے حج کو وارد مکہ شریف ہوتے تھے۔ وہاں کے لوگوں نے حضرت
کے وجود مطہر کو از جملہ مغتنمات سمجھا اور ان کا وہاں ہونا موجب برکت
جانا۔ شاہجہان آباد سے جدا ہوکر اس دیار میں چھ برس کامل تشریف رکھی۔
اب ایک برس کا عرصہ ہوتا ہے کہ اسی دیار میں جہان فانی کو وداع کیا اور عالم
باقی کی طرف راہی ہوئے[2]۔ چونکہ حضرت باہرکت کو حدیث نبوی کی خدمت
سے ایک لمحہ فرصت نہ تھی، نظم و نثر کی طرف ہرگز التفات نہ کرتے تھے۔ اس
واسطے آپ سے اس قسم کا کلام کچھ یادگار نہیں۔

جناب مولانا مولوی محمد یعقوب سلمہ اللہ تعالیٰ

صاحب اخلاق محمدی تابع شریعت احمدی جامع کمالات صفات عالیہ، تمام اوقات خالق کے محب اور
خلائق کے محبوب مولوی محمد یعقوب کہیں، برادر[3] حقیقی مولوی محمد اسحاق مرحوم

---

1. سنہ ۱۲۵۶ھ میں آپ نے مکہ معظمہ کو ہجرت فرمائی (تذکرہ [illegible] دہلی [illegible] سید احمد ص ۱۰۶)۔
2. سنہ ۱۲۶۲ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔
3. چھوٹے بھائی۔

Marfat.com

سکے ہیں۔ علم وفضل میں اقران روزگار سے پایہ کم نہیں رکھتے، الاخلق جمیل اور صفات جزیل اور قناعت اور استغنا میں اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ اکثر دیکھا گیا کہ جب کوئی بطور پیشکش و ہدیہ کے کچھ لایا کبھی قبول نہ کیا، جو سرمایہ اپنے پاس رکھتے ہیں اس میں اوقات بسر کرتے ہیں، خواہ بہ تنگی اور خواہ بہ وسعت۔ اور حسب استعداد اپنے مال کے زکوٰۃ نکالتے رہتے ہیں۔ اس کم استعدادی میں توفیق ایسی امور خیر کی ایسے ہی مردان خدا کا کام ہے آپ نے بھی ہمراہ اپنے برادر مرحوم کے ہندستان سے ہجرت کی اور مکہ معظمہ میں توطن اختیار کیا۔ جب تک شاہجہاں آباد میں رہے، اپنے گوشہ عزلت میں پا بدامن رہتے تھے اور ابنائے روزگار کی طرف کبھی رجوع نہ رکھتے تھے۔ اور یہی حال اس بلاد میں بھی ہے کہ کچھ وجہ قلیل میں جو کسی کسب حلال کر بہم پہنچتا ہے اپنی اوقات گذارا کرتے ہیں اور اوقات شبانہ روزی کو عبادت خالق زمین و آسمان میں بسر کرتے ہیں۔ حق جل و علا ایسے زبدۂ اعالی روزگار کو تادیر سلامت رکھے کہ اپنے خاندان عالی شان کی یادگار ہیں، آمین رب العالمین۔

جناب مولانا نواب قطب الدین خاں سلمہ اللہ تعالیٰ[1]	تحصیل علم وفضل خصوصاً فقہ و حدیث خدمت بابرکت مولانا اسحاق صاحب مرحوم

مغفور مبرور سے کی۔ اتباع شریعت میں سب پیش روان مسلک دین

---

[1] المتوفی سنہ ۱۲۸۹ھ۔ مزید حالات کے لیئے دیکھو تذکرۂ علمائے ہند ص، ۱۶۹۔ حدائق الحنفیہ ص ۴۸۸۔

Marfat.com

سے آپ کا قدم آگے بڑھا ہوا ہے۔ وضع و لباس میں اپنے استاد عالی نہاد سے ایسے مشابہ ہیں کہ جس نے ان کو نہ دیکھا ہو ان کو دیکھے۔ اخلاق و علم علاوہ فضل و کمال علمی کے ایسا آپ کی ذات میں جمع ہے کہ اوروں میں بہت کم پایا گیا۔ ان دونوں فنون میں تو قابل تکمیل بہم پہنچایا۔ تقویٰ اور ورع کا تو حساب نہیں۔ آپ کے اجداد والا تبار عالی خاندان والا دودمان تھے۔ ہمیشہ بارگاہ سلطنت سے مناصب جلیلہ رکھتے تھے۔ اب اس جزو زمان میں بھی آپ کو تقرب حضرت سلطانی سے وہ عزت وجاہ حاصل ہے جو چاہیے۔ چوتھے دن اپنے استاد کی پیروی اور خلق کی رہنمائی کے لئے مجلس وعظ منعقد فرماتے ہیں۔ اکثر رسائل زبان ریختہ میں واسطے فوائد عوام کے تحریر کیے اور اس میں مسائل ضروریہ طریقے کے مندرج فرمائے۔ اور حق یہ ہے کہ ان رسالوں سے خلق کو بہت فائدہ ہوا۔ ضروریات دین سے ہر شخص مطلع اور آگاہ ہو گیا۔ کتب حدیث سے مشکوٰۃ کا ترجمہ زبان اردو میں بہت صاف صاف و نشستہ و فائدہ مند کیا ہے اور اکثر نوادر کتب متداولہ و غیر متداولہ سے اس پڑھایا۔ جب اس کتاب کا چھاپہ ہوا باوجود مبسوط ہونے کے خلق نے ہاتھوں ہاتھ خرید لیا اور ہمیشہ درس و تدریس اور تقویت شرع مبین میں مصروف رہتے ہیں۔ اللّٰہم زد فزد۔ اس بیچ راہ ہدایت پر چلنے کا ثواب اس کا جریدۂ اعمال میں مرقوم ہے۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

جناب مولوی عبدالخالق سلمہ اللہ تعالیٰ	آپ کا شہرہ علم وفضل کا اوائل حال سے آج تک شہر شاہجہان آباد میں ایسا بلند ہے کہ اس سے

Marfat.com

فلک کر رہے ہے۔ دین دار اور تقوی شعار ترویج ملت میں ساعی ہیں اور اعلاء دین پر داعی۔ بہت لوگ ان کے ارشاد ہدایت سے راہ راست پر آئے اور بہت شائقین تحصیل کمال کو ان کی خدمت میں فوائد علمی سے بہرہ حاصل ہوا وضع بہت متین اور کلام بہت زرین اخلاق ویسا ہی امانت و دیانت ویسی ہی۔ اس جامعیت کے ساتھ کوئی کم نظر سے گذرا ہے۔

جناب مولوی نذیر حسین سلمہ اللہ تعالیٰ[لہ]

زبدۂ اہل کمال اسوۂ ارباب فضل و افضال مولوی نذیر حسین صاحب۔ بہت صاحب استعداد ہیں خصوصاً فقہ میں ایسی استعداد کامل بہم پہنچائی ہے کہ اپنے نظائر و اقران سے گوئے سبقت لے گئے۔ روایت کتب میں آج بے نظیر ہیں، باوجود اس کمال اور اس استعداد کے مزاج میں خاکساری اور حلم گویا کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ باعتبار سن کے جوان اور باعتبار طبیعت حلیم اور وضع متین کے پیر ہیں۔

جناب مولوی محبوب علی سلمہ اللہ تعالیٰ

اجلۂ سادات کبار سے ہیں۔ علم حدیث و فقہ میں اقران و امثال سے بیش جہاندیدہ و سفر کردہ۔ تحصیل علوم عقلیہ اور نقلیہ کی جناب مولوی شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ العزیز کے خاندان رفیع الارکان سے کی۔ ان فنون میں ایسی مہارت رکھتے ہیں کہ مسائل جزیہ مثل لوح محفوظ کے ان کے تختۂ حافظہ پر منقوش ہیں۔ جو کہ راقم کے والد ماجد مرحوم

لہ ان کے مفصل حالات حیات بعد المماۃ (سوانح مولانا نذیر حسین) مرتبہ فضل حسین میں مذکور ہیں۔

Marfat.com

کے ساتھ اتحاد قدیم تھا۔ اسی نظر سے اس احقر کو بھی نظر الطاف سے منظور فرما کر بزرگانہ عنایت کرتے ہیں۔[1]

جناب مولوی نصیر الدین شافعی مذہب، سلمہ اللہ تعالیٰ

شاگردان جناب مولانا محمد اسحاق صاحب مغفور مرحوم سے ہیں۔ کتب درسیہ خصوصاً دینیات میں بہت اچھی مہارت رکھتے ہیں۔ باوصف کہ بسبب علوم دینی مرجع عوام وخواص ہیں، خصوصاً بتقریب بادشاہی سے سرفراز ہیں، لیکن امر حق کے اظہار میں کچھ پاس ولحاظ مطلقاً نہیں رکھتے۔ بالفرض اگر اس کے اظہار میں اپنا ہی نقصان ہو، پروا نہ کرکے امر واجبی کو کبھی نہیں چھپاتے۔ اس امر میں گویا شمشیر برہنہ کا حکم رکھتے ہیں۔ ایسے زمانہ ناپرسان میں ایسا حق گو بس غنیمت ہے اور پھر قناعت اور استغنا اور متانت وضع اور سلامت روی ایسی ہے کہ کچھ بیان میں نہیں آسکتی۔

جناب مولوی کریم اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ[2]

جامع فنون ہیں، خصوصاً دینیات میں دستگاہ کامل ہے۔ توکل وقناعت میں اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ باوجود عیال داری اور عوائل کے اہل دنیا کی طرف کم رجوع کرتے ہیں۔ بیشتر اوقات گرامی کو تدریس طلبہ شائق میں مصروف اور عنان ہمت افادہ طالبین کی طرف معطوف رکھے

---

۱ یکم محرم سنہ ۱۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰ ذوالحجہ سنہ ۱۲۸۰ھ میں وفات پائی (دیکھو تاریخ دہلی از سید احمد ص ۹۲)

۲ مزید حالات کے لیے دیکھو تذکرہ علمائے ہند ص ۱۷۲۔ المتوفی [illegible]ھ۔

ہیں۔

جمہرۂ محقق نحریر یدقق مولانا فضل امام طاب ثراہ[1]

اکمل افراد نوع النسی مہبط انوار فیوض قدسی سراب سرچشمہ عین الیقین مؤسس اساس ملت و دین ماحی آثار جہل بادم بنای اعتساف محی مراسم علم بانی مبانی انصاف ندوۂ علمای فحول حاوی معقول و منقول سند اکابر روزگار مرجع اعالی و ادانی ہر دیار مزاج دان شخص کمال جامع صفات جلال و جمال مورد فیض ازل و ابد مطرح انظار سعادت سرمد مصداق مفہوم تمام اجزائی واسطۃ العقد سلسلہ حکمت اشراقی و مشائی زبدۂ کرام اسوۂ عظام مقتدای انام مولانا و مخدومنا مولوی فضل امام ادخلہ اللہ المنعام فی الجنۃ النعیم بلطفہ العمیم۔ مجال نہیں کہ آپ کے اوصاف حمیدہ اور محامد پسندیدہ تقریر کر سکے۔ اگر ہزار برس مشق سخن کرے اور اسی ذکر میں زبان سخن سنجی سے معاف نہ رکھے یقین ہے کہ ہزار سے ایک ادا ہو سکے۔ علوم عقلیہ اور

---

[1] ان کے کچھ حالات تذکرۂ علمائے ہند (صفحہ ۱۶۲) میں درج ہیں۔ مرزا غالب نے ان کی وفات پر قطعہ تاریخ کہا ہے جو حسب ذیل ہے:

اے دریغا قبلۂ ارباب فضل	کرد سوئے جنت الماویٰ خرام
چوں ارادت از پئے کسب شرف	جست سال فوت آں عالی مقام
چہرہ ہستی خراشیدم نخست	تا بنا رخ رخنہ گردد تمام
گفتم اندر "سایۂ لطف نبی"	باد آرامش گہ "فضل امام"

۱۲۴۴=۵-۱۲۴۹=۹۹۲

(کلیات غالب قطعہ ۱۵ ص ۴۳-۴۲- سنہ ۱۹۲۰ء)۔

Marfat.com

فنون حکمیہ کو ان کی طبع وقاد سے اعتبار تھا اور علوم ادبیہ کو ان کی زبان دانی سے افتخار۔ اگر ان کا ذہن رسا دلائل قاطعہ بیان نہ کرتا، فلسفہ کو معقول نہ کہتے اور اگر ان کا فکر صائب براہین ساطعہ قایم نہ کرتا، اشکال ہندسی تارِ عنکبوت سے سُست تر نظر میں آتی۔ اس نواح میں ترویج علم حکمت و معقول کی اسی خاندان سے ہوئی، گویا اس دودہ والا تبار سے اس علم نے یک جہتی بہم پہنچائی ہے۔ باوجود اس کمالات کے خلق اور حلم کا کچھ حساب نہ تھا۔ ہمیشہ سرکار حکام وقت میں مناصب بلند سے سرفراز اور ابنائے عہد سے ممتاز رہے۔ پایۂ ہمت آپ کا بلند تھا اور سلوک آپ کا حق پسند۔ بہ سبب کثرت ایثار کے تنگی دست خلائق دیکھ نہ سکتے تھے اور بہ سبب خلق وسیع کے ہر عاجز و زبوں کو عرض و نیاز سے ممتنع نہ کرتے۔ اگرچہ وطن اصلی آپ کا خیرآباد ہے، لیکن چند در چند اسباب سے حضرت شاہجہاں آباد میں اس طرح سے توطن اختیار کیا کہ گویا یہیں کے رؤسا میں سے محسوب ہونے لگے۔ ایک مدّت مدید ہوئی کہ ترک روزگار کر کے بذات خود وطن مالوف کی طرف تشریف لے گئے۔ اگرچہ سب اہل و عیال کی یہاں بدستور بود و باش رہی اور رجب سے گئے پھر معاودت نہ فرمائی۔ عرصہ انیس بیس برس کا ہوتا ہے کہ عالم فانی سے ملکِ باقی کی طرف سفر ناگزیر اختیار کیا اور یہ واقعۂ جاں کاہ پانچویں ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۴ھ میں سانح ہوا۔ اگرچہ نظم و نثر تازی و دری آپ کا بہت ہے، لیکن ترتیب کتاب کے وقت راقم کے پاس موجود نہ تھا، اس واسطے یہ نسخہ اس شرف سے مشرف نہ ہوا۔

Marfat.com

جناب مولانا و مخدومنا مولوی فضل حق نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ[1]

مستجمع کمالات صوری و معنوی جامع فضائل ظاہری و باطنی بنائ بنائے فضل و افضال بہار آرائے چمنستان کمال، متکی ارایک اصابت رائے مسند نشین دیوان افکار رسائی، صاحب خلق محمدی مورد سعادات ازلی و ابدی، حاکم محاکم مناظرات فرمان روائے کشور محاکمات، عکس آئینہ صافی ضمیری ثالث اثنین بدیعی و حریری، المعی وقت و لوزعی آوان فرزدق عہد و لبید دوران، مبطل باطل و محقق حق مولانا محمد فضل حق۔ یہ حضرت خلف الرشید ہیں جناب مستطاب مولانا فضل امام غفر اللہ لہ المنعام کے، اور تحصیل علوم عقلیہ اور نقلیہ کی اپنے والد ماجد کی خدمت بابرکت سے کی ہے۔ زبان قلم نے ان کے کمالات پر نظر کر کے فخر خاندان لکھا ہے اور فکر دقیق نے جب سر کار کو دریافت کیا فخر جہاں پایا۔ جمیع علوم و فنون میں یکتائے روزگار ہیں اور منطق و حکمت کی تو گویا انھیں کی فکر عالی نے بنا ڈالی ہے۔ علمائے عصر بلکہ فضلائے دہر کو کیا طاقت ہے کہ اس سرگروہ اہل کمال کے حضور میں بساط مناظرہ آراستہ کر سکیں۔ بارہا دیکھا گیا کہ جو لوگ

---

[1] مولانا فضل حق نے سنہ ۱۲۷۸ھ مطابق ۱۸۶۱ء جزیرہ انڈمان میں رحلت فرمائی۔ آثار الصنادید ۱۸۴۷ء میں تصنیف ہوئی ہے، اس لحاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عنوان پہلے اڈیشن کے طبع ثانی کے وقت قائم کیا گیا ہے۔ ان کے حالات کے لئے دیکھو ابجد العلوم ص ۲۹۳، تذکرہ علمائے ہند۔ ص ۱۶۴، حدائق الحنفیہ ص ۴۸۰۔

Marfat.com

آپ کو یگانۂ فن سمجھتے تھے، جب ان کی زبان سے ایک حرف سنا دعوی کمال کو فراموش کر کے نسبت شاگردی کو اپنا فخر سمجھے۔ با اینہمہ کمالات علم ادب میں ایسا علم سرفرازی بلند کیا ہے کہ فصاحت کے واسطے ان کی عبارت شستہ محضر عروج معارج ہے اور بلاغت کے واسطے ان کی طبع رسا دست آویز بلندی مدارج ہے۔ سحبان کو ان کی فصاحت سے سرمایۂ خوش بیانی اور امراء القیس کو ان کے افکار بلند سے دستگاہِ عروج معانی۔ الفاظ پاکیزہ ان کے رشک گوہر خوش آب، اور معانی رنگین ان کے غیرت لعل ناب۔ سرو ان کی سطور عبارت کے آگے پابہ گِل اور گُل ان کی عبارت رنگین کے سامنے خجل۔ نرگس اگر ان کے سواد سے نگاہ کو ملا دیتی مصحف گل کے پڑھنے سے عاجز نہ رہتی، اور سوسن اگر ان کی عبارت فصیح سے زبان کو آشنا کرتی، صفت گویائی سے عاری نہ ہوتی۔ ل متردد ہے کہ اگر ان اوصاف نامحصور کا شمار بھی ہو سکا تو ظرف تنگ سخن میں کیونکر گنجائش ہوگی، اور بالفرض اگر حوصلہ سخن میں بھی سمایا قلم فرسودہ زبان انشا طی لسان اور کاغذ بے چارہ اس قدر وسعت کہاں سے لا دے۔ علاوہ اس کے اندیشہ اپنی جان پر لرزاں ہے کہ اس سرخیل سرکردگان روزگار کے اوصاف جمیلہ میں مثلاً بلندی شان کے مدح کے در پے ہو تو بالفرض تلاش معنی بلند میں منتہائے عالم بالا کی طرف صعود کرنا چاہیے، اگر خدا ناخواستہ ایسے مقام سے پاؤں رپٹا تو گو کہ جس جگہ گرے گا وہ بھی معنی بلند ہی ہوگا، لیکن از بس کہ اس سے اس تک ہزار ہا سالہ راہ بالا ہے، اس بیچارگی پا دسہ کی خیریت کا ٹھکانا نہیں لگتا۔ ناگزیر عنان تفکر کو اس وادی بے منتہا سے پھیر کر کچھ حال سعادت اشتمال لکھتا ہوں۔ مولود میمنت آمود آپ کا ۱۲۱۱ھ میں ہوا ہے۔ سبحان اللہ وہ کیا زمانہ سعید اور

Marfat.com

وقت حمید تھا۔ ایسے طالع پر عطارد کو غیرت ہے اور اس کی سعادت پر مشتری کو حسرت۔ اب سن شریف آپ کا باون تک پہنچا۔ گو طبیعت کو ویسی ہی رسائی اور ذہن کو ویسی ترقی ہے۔ اس ترقیات روز افزوں کے ساتھ یہ آرزو ہے کہ ایسے صاحب کمال کے خزانۂ عمر میں بھی ترقی روز بروز عطا ہو[1] آمین رب العالمین۔ اگرچہ آپ کا کلام لطیف اور سخن پاکیزہ حد تحریر سے افزوں ہے، لیکن ناظرین کتاب کے واسطے قدرے اس میں سے درج قرطاس کرتا ہوں۔

نثر عربی

اما بعد۔ فانّ الدنیا غرور مالہا فخور، بل فرورھا مرور و ظلہا حرور،
لا یوازی ھمومہا سرورھا ولا یوازن خیورھا شرورھا، ولا تتکافی معا

---

[1] ایام غدر (سنہ ۱۸۵۷ء) میں مولانا فضل حق پر بغاوت کے جرم میں مقدمہ چلا، آخر کار حبس دوام بہ عبور دریائے شور کی سزا ہوئی اور قید کر کے جزیرۂ انڈمان بھیج دیے گئے اور وہیں سنہ ۱۸۶۱ء میں انھوں نے وفات پائی۔ چونکہ اس کتاب کی تصنیف اس واقعہ سے بہت پیشتر ہوئی۔ اس لئے اس واقعہ کا ذکر اس کتاب میں نہیں آیا۔ علامہ فضل حق کے مفصل حالات مولوی عبدالشاہد خاں صاحب شروانی نے کتاب "باغی ہندستان" میں تفصیل سے لکھے ہیں اور اس میں علامہ کے رسالہ "الثورۃ الہندیہ" اور نظم "فتنۃ الہند" کا متن مع ترجمہ شایع کیا ہے۔ یہ کتاب سنہ ۱۹۴۷ء میں شایع ہو چکی ہے۔

Marfat.com

فاتہا وآفاتہاو لا تتادی افراحہاو اتراحہا، ولامحنہاو راحتہا۔ ولا یتلافی سموحہا نعیمہاو لا سموحہا نسیمہا، ولامنکہار خاءہا ولازعزعہار خاء ہا ، تز یا قہا تمالہاو نقصانہا کمال۔ عاقبۃ عافیتہا او صاب وحلویہا وسلویہا حلاقم اوضاب، اونہا حسبور وآخر ہا ثبور، وصفائہا غبار وبقائہا عبور، واصلوھا بور وقصور ہم قبور، کل من عمر فیہا مرموس وکل ماعمر فیہا مطموس، وکل من الوریٰ وان ثریٰ فان مصیرہ الی الثریٰ مبادیہا آمال ومنا دعواقبہا آجال، ومنا مافیہا من صفو عیش الآ ویکدرہ نوازل الاحداث، وماعلیہا من ذی نفس ونفس الآ ومبوأۃ منازل الاجداث۔

الاان البقیاء مستحیلۃ فان الدنیا محال مستحیلۃ، لا یعنی عن حوالہاو تغیر احوالہا حیلۃ۔ فصبا وشباب وشیبۃ وتباب، واتراب، واثراب ولہو واتراب ثم تفرد اتراب ثم تفروا ثراب یتمتعون ثم یمنون ویمنعون مایتمنون، فکل مایتمنون بہ تقسم منون وکل مایظنون یزیحہ الیقین، وریب المنون فانما للممنون مایمنون، وللخراب مایبنون، وللترک اموالہم والبنون۔ لایعنی فالتقاعند فواقہ بنفسہ فواق، ولا یقیہ عن فراقہ ابناءہ والنساء جنسہ واق۔ ولا یجدیہ عند بلوغ التراقی وحضور الحقائق والراق آس ولاراق۔ لایفید المرء عند صمامہ تمیم ولا یزید العمر عند تمامہ تمیم۔ والناس لاجل الامل للاجل ناسون ولیعلل العلل یواسون، حولا یرقون او یاسون ثم عند الیاس ناسون، ثم لایقاس مایقاسون، مایلون یاکلون فیألمون ولا یعلمون فسوف یعلمون۔ اری الموت لقیام الکرام ویخص الخاصۃ بالاحترام۔ فکم اغتال نبیلاً وعلاً یعقب عدیلا، وکریما بدالم تخلف بدیلا۔ سنۃ اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ کلا بل السامۃ طامۃ، عامۃ غامۃ، والسآ

Marfat.com

بل لا تذر هامّة، و هامّة "كل من عليها فان" فما للنبات من ثبات، ولا للحيوان من دوام۔ ولا تابيد للأوابد، بل ليست الخوالد بخوالد۔ فما نشأ ناشئ الأهوى، وما انشأ بناءً الآخوى، وما زهر نجم الأهوى، وما نجم زهر الآذوى۔ ولما لم تدم بسائط العناصر على حال، بل لا يزال يستحيل بعضها بعضا كالنار هواءً والهواء ماءً والماء ارضاً۔ فالمركبات التي منها تخلق بالبلى۔ والخلوقة اخلق واسرعها الى البوار، ما اتفق اجتماعه من ما اختلف من المواد۔ واقربه الى الفناء ما خصّ بالتوليد والانماء، والاغتذاء من الارض والماء۔ واسبقه الرمس ما اعطى قوة اللّمس۔ واخصه باخترام المنيّة، من خصّ بالنفس الداهية المجرّدة السنية، والبنية الواهية المطرّدة الدنيّة۔ فالنفس متطلعة الى الانسلال، والبنية متسرّعة الى الانحلال، فلا بدّ له من البدّ والاضمحلال ومالَه بالاحتيال عن الاغتيال محيص و محيد، فلن يجد عنه ما يفيد وما يفيد۔ ولن يقيه ما يتردى اذا تردّى، فاذا جاء الردى لن تستطيع له ردّاً۔ فالقضاء حكم حتم لا يحوله حول و حزم، فانما سمي الموت يقيناً لانّه حق جزم۔ فليس امره لبشر مقدوراً وانما هو امر الله "وكان امر الله قدراً مقدوراً" بل ما من صفو او تكدير او قدر او تقدير الا وهو بتقدير عزيز قدير لا بتدبير وتقدير۔ واذا القضاء لا يردّ، فالرضا به اردّ۔ والانسان، كما قال عزّ من قائل، "خلق هلوعاً، اذا مسه الشر جزوعاً واذا مسه الخير منوعاً" لكنه سبحانه خصّ خواص عباده بالاستثناء، وكرّمهم بذكرهم في اثناء آيات كلامه بالاثناء، واعد حسن الجزاء بازاء حسن العزاء۔ ووعد الاجر الجزيل على اضاء الصبر الجميل، واصاب من اناب اليه وتاب عند خطب نابه

فما اصاب من جزع بما اصاب. فمن نحب نحباً لن يقضي نحبا، ولن يدفع نحباً. ومن تجمل بالاصطبار وتحمل عند الاختيار، وتأسى بالاعتبار فقد تأسى بكبار الاخيار في حسن الاختيار. والجزع ينقلب عجزاً وزعجا والصبر يسنو جبب فرجاً ويعلي درجا. ومن قاسى وبالا وبيلا، لم يجد سوى التجلد سبيلا، ومن لم يستطع جلداً عند ما كابد كبداً لم يفلح ابدا. فاصبر صبراً جميلا وان كان رزي اصابك جليلا. فان الوالد اذا ترك مولوده لا يترك له مجلوده. واذا تالم ازل منذ انبئت بمنعاته اتلهف على مسعاته وندبي خير وفاته الى ان بصفاته. فبالله اي خير ذهب به الوفاته واي خير ذهب وفات، واي بار بار واي سار سار واي ضار ضار. فقد كان من الثقات الاثبات والدعاة الهداة يعامل بالمصافات ويحامل بالمواساة، ويتعدى عن التعدى والمعادات، متمودا باحسن العادات، متزودا بالالتفات والسعادات مواظباً على العبادات والباقيات الصالحات. فلو اباح الشارع التوجع والتفجع مكروباً كان الندب الى ندب مثل ذلك الندب المندوب مندوبا. لكن الحمد لله على انه خلف خلفا على منزلها واسمي منه شرفا والانجع الناس نفسهم عليه اسفا. فكيف يكون المولى الداهية فما اصابه من الداهية. فالبشر جلي البلغ مفطور ولوانه رزين صبور، لكن الحيواة الدنيا عند اهل الزور، والزور زور ذرور، وانت تعلم يا مولاي ان الصابر ماجور، وان الجازع مازور، فلم الامر القادر المقدور، واصبر على ما اصابك "ان ذلك لمن عزم الامور" خلف الله عليك وخلف عليك بخير البقاك ووقاك كل ضرر وضير والسلام.

قصیدہ[1]

لا تصبغ بہوی بیض اما لبید فا خمر الموت فی اجفانہا السود

فی غمز الحاظہا فتک الاسود وان حاکین زیم الفلا بالطرف والجید

قد خاب من غازل الغزلان یاملہا و باد من رام انس الریم فی البید

دع المراشف واستعذ بہن ففی تلک العذاب عذاب غیر مردود

لا تنتظر نظرۃ من احور برج و لا ترج سوی البخل من الجود

کم فی ہوی الحور من حور و کم بہوی نواعس الطرف من ھم و تسہید

فلا یو و فتک لین فی معاطفہا ان القلوب لمن اقسی الجلامید

یبکی المشوق لعبرات موردۃ ما فی مبا سمہا من حسن توسید

بشر البشیر نذیر بالعذاب فلا تغررک غرۃ غز من جہاً غید

الظلم ظلم کما عدل القوام فکم حبیب بجفوۃ عدل القد مقدود

ان العقائل یعقلن العقول ولا یعقلن مقتولہن المہلک المودی

اشفار ہن شفار بل احد ظبا ومرسل الصدغ احبول التفنید

فیہن قبل التصابی فدل مبتہل و بعد صید المعنی غرۃ الصید

لا صحو قط لمفتون یصرعہ ما فی عیون النشاوی من عرابید

قد صاد فی نایل یرمی بلا خطأ و یلاہ من عامد فی قتل معمود

---

[1] ان کے عربی قصائد کا مجموعہ کتب خانہ رام پور میں موجود ہے (فہرست کتب خانہ رام پور ص ۶۱۵)۔ (ریاض الفردوس حصہ اول، ص ۲۰ میں یہ قصیدہ منقول ہے جو ۵ شعر کا ہے)۔

Marfat.com

مو د نمو د ملعمود بمتقضب ... من صارم اللحظ فی الاجفان معمود

اللحظ فی الجفن مضار الظبات ولا ... تمضی القواضب الا عند تجرید

لا یقضب السیف الا ذین وما ... لقاضب اللحظ من سن د تحدید

حسناء ضمت شتات الحسن اجمعه ... فبددت شمل عقلی ای تبدید

قسیئة القلب والاعطاف لینة ... جسم کماء له قلب کجلمود

اذا تجلت بحز الجنلی صعقا ... خرور موسیٰ فویق الطور اذ نودی

سبت فوادی یفو دیها فلیس له ... فاذ وان کان یفدیها کل مصفود

ہندیۃ ہندتنی ثم ہندت الا ... سیاف ظلماً لقتلی ای تہنید

مالت علی بقد عادل وجفت ... وفزت بفتور الطرف مجلودتی

لم انسہا اذ المت بی بحیح وجبی ... کانہا بدر تم فوق املود

عنت فعنت فوادی واختفت وشفت ... منت فمنت بانجاز المواعید

عادت فلی ثم عادت وھی عایدۃ ... فعاد عید سقامی موسم العید

ماست تحرز لنشوی ذیلہا مرحاً ... فقدت جیب صبری ای تقدید

شفت سقامی من حمر الشقادۃ من ... عذب الرضاب لعناب وقندید

رشفت وارتشفت خمر الرضاب کما ... سقیتہا وسقتنی ماء عنقود

ثم انتشینا فلا ندری اذلک من ... خمر المراشف ام من خمر راقود

وطبت روحاً بربابا ہا دناظرۃ ... بحسنہا وسماعاً بالاناشید

ثلثۃ ہی طیب العیش ما جمعت ... الا لمرء سعید الجد محسود

وصل الغوانی وکاس البابلی ورنا ... ت الاغانی بضرب الوتر والعود

ما اطیب العیش لولا ان مرجعہ ... مما قریب الی قبر وملحود

صرفت ریعان عمری فی ہوی دود ... وما لذلک من عذر و تمہید

Marfat.com

فلا ملاذ سوى خير الورى جمعاً ... في الخَلق والخُلق والاحسان والجود
لُذ يا نجيد بمغناه الرحيب تفز ... فكم بمغناه من جود لمنجود
جداه نقد لمن يأتيه معتفياً ... فكم هنالك من قود لمنقود
ماضي الحدود مراعيها يجود على ... المحدود عفواً العفو غير محدود
احمى الصناديد ماوى الناس مفزعهم ... اذ يفزعون لاهوال الصناديد
هو الشهيد عليهم والشفيع لهم ... في يوم هول شديد الهمّ مشهود
ان زاد آدم قدراً عنده مولد ... فكم اب يعتلي قدراً بمولود
اختاره الله محبوباً وارسله ... لرحمة والارشاد وتشديد
لامة قد تمنّى الرسل لو حسبوا ... منها على ما روى اهل المسانيد
فاق النبيين طراً في الكمال وفي ... الجمال والعزم والاجمال والسود
فلا يدانيه موسى في العروج ولا ... في اليمن عيسى وفي الملك ابن داوُد
ولا ابن يعقوب حسناً والخليل قرىً ... ونوح عزماً لدى نصح وتهديد
برّ المحاسن بل بحر وعترته ... سفينة مستواها الجود لا الجودي
اصحابه بذّلوا في نصر ملته ... اذ جاهدوا في المغازي كل مجهود
اغذ بك يا خير مود او مختبطاً ... قد طردته المعاصي اي تطريد
حر الشمس تدنو في القيامة ان ... تظلّه تحت ظلّ منك ممدود
وان تبوّاه تحت اللواء غداً ... يا ذا لواء بعز النصر معقود
انشذ نك فاقبل مدحتي كرماً ... حتىٰ افوز بانشادي بمنشودي
أهدي اليك مديحاً كله غرر ... ونيل نولك بالتقصيد مقصودي
لاشك انك غوث الحق اجمعهم ... ولا تبالي اباطيل المناكيد
عليك اذكى صلوة الله ما صدحت ... في مورق البان ورقاء بتغريد

Marfat.com

قصیده

فؤادی هائم والدمع هام … وسهدی دام والجفن دام
فقلب ما فتیٔ بجوی ولور … ولوع فی اضطراب واضطرام
ودمع بل دم صرف جری من … نیاطی ساجماً ای انسجام
وطرف ارمد بو ذیه غمض … ولیل سرمد ساجی الظلام
طویل لا یقاس به زمان … فساعته کشهر بل کعام
کأنّ هم کواکب الجوزا رنیطت … بأجفانی دوام بالدوام
حمامی حاضر والواجد باد … وجسمی ذابل والشوق نام
برانی الحب حتی لن ترانی … فلولا اننی جهلوا مقامی
اذاب الشوق احشائی واوری … لظی فی اضلعی وابلی عظامی
اتهضمنی هوی کشح هضیم … ومال علی معدّلة القوام
سری فیّ الغرام فصار غرما … وذاک الغرم من ادهی الغرام
مرامی نظرة من ذات لحظ … مصیب لیس یخطی فی المرام
کلمت بعضب لحظ ما الجرحی … ظباه من التحام والتئام
فهل سُقیت مضاربه بسمّ … فلا یلتام بالی من کلام
جروح السیف قد تلتام لکن … ظبا الالحاظ غیر ظب الحسام
فکم سیف له ثلم ونبو … وما لشبا اللحظ من انثلام
جراحات الجوارح غیر جرح … یحدّ به قلوب قبل هام
مرضت لاجل الحاظ مراض … ولکنّ الشفاه شفت سقامی
فلمحة ناظر تمل تمال … وخمر الریق ترياق السمام

Marfat.com

شفانی حین حمّ السّم جسمی ... ملیّ یعتزّ عن برد ہمام
تحامانی لحالاتی حماتی ... کما ندم الندام علیٰ ندامی
وصدّ عنی الطبیب وصدّعنی ... حمیمی وابتغی صمی حمامی
لیشفعنی العداة ویزدرینی ... اودّانی وشمت بی خصامی
فمن زار یری انی خلیع ... ومن لاح رمانی باتہام
وما یبند ہم ایای الا ... عملاً او عمیّ او للتعامی
الا من مخبر عنیّ عذولی ... بانّ ملامہ یزری بہامی
وان جوی الہوی فی القلب نار ... وقدحک فیہ نفخ فی الضرام
وانیّ قد اخذت العشق دیناً ... وملکّت المحبۃ من زمامی
وانیّ لست اعرف من دبیر ... قبیلاً او وزاتہ عن امام
وانک لست اوّل من لحانی ... وانی لست اوّل مستہام
فکم جاف کمثلک ظن جدّال ... ہوی ہزلا مجدّاً فی ملامی
فصاغوا لی مواعظ لقّفوہا ... بتبیین الحلال عن الحرام
ولو عدلو لما عذلوا واغفواً ... وما عنفوا بمضنی مستضام
وعنّت لہم عذراً عنّت ... فؤادی من معاذیر اکتتام
لکشّف فی الہوی العذریّ عذری ... لہم کشف البراقع واللثام
ولو طلعت من الاخدار لیلاً ... طلوع الشمس من تحت الغمام
لما ارتابوا وتابوا عن تقاہم ... وخرّوا للسجود وللسلام
واصمتہم بقوسی حاجبیہا ... بارشاق بلا رشق السہام
بغی الباغون صحوی عن ہواہا ... وہل صغی الی لوم اللئام
فکیف الصحو عن ثمل سکور ... کانّ رضابہ صفو المدام

Marfat.com

رقيق عاتق عذب حسني — زكي النشر مسكي الختام
يريني فرعها فوق المحيا — دجى ليل على بدر التمام
جمال ظاهر كالروض غض — ينوّر بالأقاح لدى ابتسام
بنفسي من تلافى طول هجري — فوافى باختيال واحتشام
تضمن اصطلي وجعاً فوافى — فعانى ما تضمن بالتزام
شفي من كان قد اشفي لفرط الا — اسى واسى كلامي بالكلام
وبات يد لقي برداً وبرداً — شفى لوعي ويسّر لي منامي
تحاماني وقد علقت يداها — يد بمقلّدي ويد بجام
وبات يدي لكشحها وشاحا — وبتنا في التزام واصطحام
بدأنا باعتناق واغتباق — وكان صبوحنا خير اختتام
فبتنا ثم صلّينا ولذنا — بجاه محمد خير الانام
شفيع الخلق احمد هم جميعا — حميد الخلق محمود الفئام
ملاذ الناس اذ لاذوا خلال — لفاد بهم ولا جان وحام
وخيّهم ابوهم ثم نوح — وابراهيم عن نيل المرام
وموسى والمسيح ومن سواهم — اذ ارتاعوا باهوال عظام
فجاؤا لائذين به فآوى — ونجّاهم من الدار العقام
ابرّ الناس انّ همّ يميناً — واوفاهم جميعاً بالذمام
سما من في السماء والارض فخرا — فليس له سميّ او مسامي
مشارع الفضل منقسم العطايا — وما للفضل فيه من انقسام
فليس له عديل في اعتدال — وعدل او قسيم في قسام
حمى وحمى اباطيلاً وحقّا — فما علاه من ماح وحام

Marfat.com

حمی و سما فما حسام و سام | یلیہ فی بنی حسام و سام
تقدم آدماً خلقاً و موسیٰ | بمعراج و نوحاً باعتزام
وابراہیم اکراماً و عیسیٰ | بیمنتہ و یوسف بالوسام
وداؤداً ووارثہ بملک | وحکم بین ارباب الخصام
واقدام علی الجلیّ وجدٍ | وجدّ فی المغازی باقتحام
محی الادیان طراً اذ اتانا | بدین کامل قیّمٍ مدام
کشمس اشرقت ضحواً فضلّ ل | کواکب فی انطماس وانغمام
وبحر لجۃ الجیّاش طام | فطم علی الکواکب بالتطام
ہمام یستغاث لکل ہمٍّ | فیکشف کل ہمٍّ باہتمام
یلوذ بہ العصاۃ غداً فنعجی | شفاعتہ الاثیم عن الاثام
اتیٰ فہدیٰ صراطاً مستقیماً | عمن عودا حیاری فی موامی
بشیر منذر نور بشیر | حباہ الٰہہ اسمی الاسامی
رحیم رحمۃ رؤف | ھدی ھادٍ صفوح ذوانتقام
شواہد صدقہ حجج رواہا | مسلسلۃ امام عن امام
کلام بہائم و حنین جذع | ونطق حصی و تسبیح الطعام
رمی الابطال کفار غزاہم | بحصباء فولّوا بانہزام
وافحم کل منطیق بذکر | حکیم لا یعارض فی النظام
بمولدہ وہی ایوان کسریٰ | واشرف سابناہ علی انہدام
فعاد بصدعہ کسریٰ کسیرا | والصق انف کسری بالرغام
بدا نور فبصرٰ دور بصریٰ | لاعین قاطنی البلد الحرام
الا یا عاصی من کل ہولٍ | ویا من حبل رافنۃ عصامی

Marfat.com

تصرّم حبلّ عمری فی الملاہی — وما اہوای بعد من الفرام
قد انصمت عرای ورمّ عظمی — وما لعری ہوای من انفصام
فمالی غیر لطفک من ملاذ — یکون بہ اعتقادی واعتصامی
فسل ربیّ لیودینی شہیدا — بطیبۃ عند عزیک الکرام
ویوزعنی نجّ واعتمار — فارغب فی الحطیم عن الحطام
ویدخلنی ازورک فی حیاتی — مزارک مستکیناً باستلام
وکن لی فی ثری قبری انیسا — وکن لی شافعاً یوم القیام
انا الساوی فناولنی شرابا — طہوراً سائغاً یروی اُوامی
الام احوم عطشاناً ہیوماً — وبحر نداک غمر اللجّ طامی

علیک صلوٰۃ ربک ماتغنت
علی ورق الغصادرق الحمام

جناب مولانا مولوی محمد نور الحسن سلمہ اللہ تعالیٰ

فضائل پناہ کمالات دستگاہ، رنگ چہرۂ فضیلت آب روی شریعت، دقائق آگاہ حقایق و معارف پناہ، خازن گنجینۂ اسرار ازل جامع شرائف علم و عمل، ارسطو فطرت فارابی فطنت بانی مبانی فضل و افضال و موسس اساسی تکمیل و اکمال، قطب سمائے ہدایت و ارشاد منطقۂ فلک راستی و سداد، عمادۂ اضطراب دانش و حکم، بہ نکتہ سنجی یا حروف بدقیقہ فہمی علم مو شگاف، ذوالفق علم و فن مولوی محمد نور الحسن، سلمہ اللہ تعالیٰ، شاگرد رشید مولانا محمد فضل حق زادت فضیلتہ۔ کمالات علم اور رفضائل خلق و حلم میں یگانۂ روزگار حدت ذہن اور رسائی فہم میں یکتائے قرن دادوار، فاضل اجل

سرگروہ فضلائے کمل، خلق جبلی سے بہین خردہ افراد امت محمدی اور سعادات ذاتی سے سرگروہ نزدیکان بارگاہ صمدی' اس جز و زمان میں معقول و منقول میں ایسی مہارت تامہ رکھتے کہ اگر موجودگی معدوم اور جائز کے ناجائز ہونے کا دعویٰ کریں تو خصم کو بدلیل عقلی و نقلی دل نشین کر سکتے ہیں۔ وجود ایسے فرد کامل کا ایسے روزگار ناپرسان میں دلیل قدرت پروردگار ہے۔ کمالات ظاہری تو آپ کی ذات بابرکات میں جس طرح مجتمع ہیں وہ نہایت ظہور اور غایت وضوح سے احتیاج بیان کی نہیں رکھتے جلائل باطنی اور شرایف معنی جس قدر اُن کی طرف استعداد میں فراہم ہیں' اگر خامۂ دوز بان ان کے بیان میں سرگرم ہو تو ایک قرن تک چاہیئے کہ سوا اس ذکر کے اور کسی حرف کو زبان پر نہ لاوے تو شاید اس کے ایک حرف کے بیان سے عہدہ بر ہو سکے۔ سبحان اللہ کیا خلق مجسم' علم مصور' وقار مشکل۔ خلق ایسا کہ بندگان الہیٰ کی دل شکنی آپ کے اعتقاد میں خانۂ خدا کی بُنیاد گرانے سے کم جرم نہیں رکھتی۔ اور علم ایسا کہ اگر اس کو ایک جگہ فراہم لا کر فرق فلک نہم پر رکھدیں تو بہ سبب گرانی بار کے طبقات کرات کو اس طرح توڑتا ہوا پستی کو مائل ہو اور محیط کے دوسری طرف سے گذر جائے کہ اوج سے حضیض تک نگاہ کو ایک جادۂ مستقیم محسوس ہو' اور وقار اس درجہ میں کہ فلک دوّار کی ہزار گردشیں ان کی تمکین کی ایک نشست میں سر مو تفاوت پیدا نہیں کر سکتیں۔ اور ان کمالات پر مزید ہے تقویٰ و ثاری و زاہد شعاری' نقل کسی صحابی کی کہ وہ کہتے تھے:۔ اگر مال تمام عالم کا مجھ کو دے کر چاہیں کہ ایک اذان نہ سنوں مجھ سے نہ ہو سکے گا' بے کم و کاست و بے اغراق و مبالغہ ان کے حق میں صادق آتی ہے۔ بمقتضائے اس

Marfat.com

کے کہ۔

بدان را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

راقم آثم کے حال پر ان حضرت کی نگاہ توجہ کو اب معروف کر دیا ہے کہ بدرجہ غایت نظر تربیت استادانہ[1] سے منظور فرماویں شاید یہی نظر عنایت بارگاہ کریم میں اس احقر کی نجات کا سبب ہو جاوے۔ کوتاہ نشیب و فسانہ بسیار۔ زبان قلم قاصر ہے کہاں تک لکھے۔ اگر زمانہ مساعد ہو گا تو ایک دفتر علیحدہ ان سرگروہ کملائے دہر کے محامد میں لکھوں گا۔

مولوی کرامت علی سلمہ اللہ تعالیٰ[2]

خلف الرشید ہیں مولوی حیات علی خوش نویس علیہ الرحمۃ کے اور شاگرد رشید ہیں مولانا فضل امام صاحب کے۔ فضل و کمال ان کا حد تقریر اور حیطہ تحریر سے زیادہ ہے۔ استحضار مسائل اس مرتبہ کو پہنچا ہے کہ حصول ان کے ذہن میں حکم حضوری کا رکھتا ہے۔ عرصہ چند سال کا ہوا کہ شہر شاہجہان آباد کو تلاش معاش کی تقریب سے چھوڑا اور حیدر آباد کی طرف راہی ہوئے چوں کہ "السفر وسیلۃ الظفر" حدیث مشہور ہے، گردش فلک نے وہاں ان سے موافقت کی اور بالفعل ہزار روپیہ ماہیانہ کے منصب سے سرفراز ہیں۔ اس نواح میں مع قبائل اور عشائر کے بسر کرتے ہیں۔ نظم و نثر ان کا

---

[1] سر سید نے ابتدائی دور میں ان بزرگوار سے بھی تحصیل علم کی تھی چنانچہ اپنے رسالہ تحفہ حسن میں انھوں نے اس کا ذکر کیا ہے جو ۱۸۴۴ء میں شائع ہو چکا ہے۔

[2] المتوفی ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۳۲ء

سیرت نبوی میں ان کی عربی تصنیف السیرۃ المحمدیہ ۶۰ صفحے کی ایک
(باقی صفحہ ۲۶۷ پر)

Marfat.com

کچھ راقم کو بہم نہیں پہونچا۔

جناب مولوی مملوک العلی سلمہ اللہ تعالی شاگرد رشید مولوی رشید الدین خاں صاحب۔ علم معقول و منقول میں استعداد کامل اور کتب درسیہ کا استحضار ہے کہ اگر فرض کرو کہ ان کتابوں سے گنجینۂ عالم خالی ہو جاوے تو ان کی لوح حافظہ سے پھر نقل ان کی ممکن ہے۔ ان سب کمال اور فضیلت پر خلق و علم احاطۂ تقریر سے افزوں ہے۔ اگرچہ زی دنیا داروں کی ہے لیکن سیرت اور سریرت میں درویشانہ۔ اگرچہ چودہ پندرہ برس سے مدرسۂ شاہجہاں آباد میں عہدۂ مدرسی رکھتے تھے لیکن اب کئی سال سے سرگروہ مدرسین ہیں کہ مدرسی اوّل اس سے عبارت ہے۔ انشاء نظم و نثر کی طرف[۱] کم توجہ ہے اگر ایسا فاضل اس طرف بھی متوجہ ہوتا تو یقین ہے کہ اس فن میں اپنے اقران و امثال سے ممتاز ہوتا۔

جناب مفتی سید رحمت علی خاں عرف میر لال سلمہ اللہ تعالے جامع صفات پسندیدہ مستجمع اوصاف حمیدہ، زبدۂ ارباب فضل و افضال، حامی ہنر و

(بقیہ صفحہ ۱۴۵)
ضخیم کتاب ہے جو غدر سے کچھ پہلے لکھی گئی ہے اور نظام حیدر آباد کے نام سے منسوب کی گئی ہے۔ یہ کتاب حیدر آباد میں چھپ گئی ہے اور کتب خانۂ آصفیہ میں بھی اس کا ایک مخطوطہ موجود ہے۔

[۱] ان کی ایک تصنیف تاریخ یمنی کا مخطوطہ بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانے میں موجود ہے۔ (فہرست مخطوطات عربی و فارسی مرتبۂ اشرف علی ص ۲۰)

Marfat.com

کمال، سید رحمت علی خاں عرف میر لال کہ حضور سلطانی سے بخطاب سراج العلما ضیار الفقہار سید رحمت علی خاں بہادر کے ممتاز ہیں۔ کمالات ظاہری و باطنی آپ کے حد تقریر اور احاطۂ تحریر سے متجاوز ہیں۔ علاوہ کمال توغل مشاغل علمی کی شائستگی اوضاع و پسندیدگی اطوار حسن خلق اور کمال بردباری وحلم اس مرتبہ پر ہے کہ بیان اس کا مجال خامہ و حوصلہ نامہ نہیں۔ قدیم الایام سے عہدہ استغنا کا سلاطین سلف کی طرف سے انھیں کے خاندان عالیشان میں مستمر ہے اب یہ عہدہ آپ کی ذات برکت سمات سے مشرف و مفتخر ہے۔ آبا و اجداد راقم کو ان کے خاندان بلند مکان کے ساتھ رابطۂ اتحاد قدیمی چلا آتا ہے اور یہی سبب ہے کہ نظر توجہ ان حضرت کی راقم آثم کے حال پر بکمال مبذول ہے۔ بسبب کثرت شرائف مشاغل یعنی توغل علمی کے نظم و نثر کی طرف مطلق توجہ نہیں۔

جناب آخون شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

عالم باعمل وارستۂ آز و امل، مہبط فیض ازل و ابد آخون شیر محمد طالب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ۔ مولد آپ کا افغانستان تھا لیکن ایک عرصۂ دراز سے بارادۂ تحصیل علم وفضل کے وارد ہندستان جنت نشان ہو کر اطراف و جوانب میں علمائے کرام کی خدمت سے فیض علم و ادب حاصل کیا، اور جب شاہجہاں آباد میں وارد ہوئے مولانا شاہ عبدالقادر قدس سرہ کی خدمت سراسر افادت میں علم حدیث کو تحصیل کیا اور مولانا و بالفضل مولانا مولوی محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق رہے۔ جو کہ قناعت اور توکل ایک جامہ تھا کہ خیاط قضا نے انھیں کے

ل حیات نذیر حسین ص ۴۲۔

Marfat.com

قامت استعداد پر سیا تھا۔ حکیم غلام حسن خان مرحوم کے مکان پر سکونت
اختیار کی اور مدت العمر ہرگز اخوان زمان اور ابنائے روزگار کی طرف
روئے التفات نہ لائے اور شب و روز شغل ظاہری تدریس علوم عقلی
ونقلی رہتے اور مشغلہ باطن توجہ الی اللہ زبان خلق کے ساتھ گفتگو میں رہتے
اور دل خدا کے ساتھ مشغول، یہ دو کام آن واحد میں اقوال سراسر اختلال
حکیم فلسفی کے واسطے مبطل ہیں۔ سچ ہے۔

پائے استدلالیان چوبیں بود   پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

سوائے علوم ظاہری کے کسب وفیض باطن خدمت حضرت بابرکت شاہ
غلام علی صاحب قدس سرہ سے کیا اور مرتبہ خلافت کا پایا۔ اگرچہ سلسلہ پیری
مریدی کا آپ نے جاری نہیں کیا لیکن استحقاق اس امر کا ہزار در ہزار مرتبہ
میں رکھتے تھے۔ اور آخر میں سکونت ہندوستان سے دل برداشتہ ہوکر بارادۂ
ہجرت اور ارادے حج کے بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ
میں انتیسویں ماہ صفر ۱۲۵۵ ہجری میں نقد حیات کو متقاضیان اجل کے سپرد
کیا۔ اس واقعہ کو چھ برس کا عرصہ ہوتا ہے۔

جناب مولوی امان علی سلمہ اللہ تعالیٰ

عامل اکمل فاضل اجل۔ صاحب اطوار صدق وصفا، زبدۂ
کملا واسوۃ الاتقیا، مولوی امان علی۔ سادات صحیح النسب سے ہیں اور تحصیل
علم خدمت فیض موہبت مولانا شاہ عبدالقادر قدس سرہ سے کی ہے ۔
بہ سبب قناعت واستغنا کے کبھی اہل روزگار کی طرف رجوع نہیں کی
اور ہمیشہ بے پروایانہ زیست کرتے ہیں اور جو کہ رزاق انس وجان کے خزانۂ تقدیر
سے وظیفہ روز و شب ہے اُسی پر قانع ہوکر اغراض دنیوی کو وسیلہ تملق و

Marfat.com

خوشامدِ اخوانِ زمان نہیں کیا۔ چونکہ علم و عمل و طب میں مہارت تامہ رکھتے ہیں اس بہانہ سے لطفِ ربِ جلیل نے شفائے اسقامِ انجمن خامۂ فیض علامہ کی زبان میں ودیعت رکھی ہے اور اس حیلہ سے نقودِ ثوابِ اخروی ان کے گنجینۂ اعمال میں تودہ تودہ جمع ہوتے جاتے ہیں۔ راقم کو ان کی خدمت میں نیاز و اعتقاد بدرجۂ کمال حاصل ہے، اور ان کی طرف سے راقم پر بھی مراتب الطاف اندازہ سے زائد وقوع میں آتے ہیں۔ غرض کہ ان کی صفاتِ حمیدہ حوصلۂ اندیشہ میں نہیں گنجائش رکھتے، لکھنے اور بیان کرنے کا تو کیا محل ہے۔

جناب مولوی محمد جان غفر اللہ لہ

کتب تحصیلی کو اچھی طرح سے پڑھا تھا اور مسائل علمی نہایت مستحضر تھے فاضل اجل تھے اور عالم اکمل۔ طبیعت نظم و نثر فارسی کی طرف بہت مائل تھی۔ نثر متین اور نظم رنگین اُن سے یادگار ہیں اور اس کمال پر اخلاق ایسا کہ کسی میں اس کا نمونہ نہیں دیکھا گیا اور متانت وضع اور پاس آشنائی اور لحاظ ایسا تھا کہ کسی اور میں اس کا عشر عشیر مشاہدہ نہیں ہوا۔ مدت تک سرکار انگریزی میں عہدۂ سررشتہ داری فوجداری پر مامور رہے اور امور مرجوعہ کو نہایت ہوشیاری اور دیانت کے ساتھ سرانجام دیا چند سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ اس جہان فانی سے رخصت کیا۔ راقم سے بسبب قریب قرابت کے محبت مفرط رکھتے تھے اگرچہ نظم و نثر ان کے طبع زاد بہت ہیں لیکن اختصاراً مخمس کے دو بند پر قناعت کرتا ہوں کہ غزل شفائی[1] پر لکھا تھا۔

---

[1] شرف الدین حسین شفائی اصفہانی فارسی شاعر المتوفی سنہ ۱۰۳۷ھ (سرو آزاد ص ۲۰)۔

Marfat.com

ناظرین کو بفحوائے مشتے نمونہ از لبیار سے اُن کی جودت طبع اور تیزی فکر پر دلیل ہو سکتا ہے۔

مخمس

دردِ عشق بیوفائی کے ورآزارت کند　　ایں ہمہ آسودگیہا جملہ دشوارت کند
بے خبراز خویش و بر حالم خبردارت کند　　گو حریفی تا نگاہ تیز درکارت کند
انتقام من کشد جای گرفتارت کند

ای بہ بیتابانہ داری ہر زمان گفتار عشق　　دانمت بیتاب و طاقت داشتہ آزار عشق
تا کجا آخر صبوری باید اندر کار عشق　　میری از حد شفائی پیش یار اظہار عشق
ترسم ایں بے طاقتی ہا عاقبت خوارت کند

مولوی نوازش علی سلمہ اللہ تعالیٰ[1]

شاہجہاں آباد کے علما کی خدمت میں کتب تحصیلی کو حاصل کیا اور حدیث نبوی کو حضرت بابرکت مولوی محمد اسحاق محدث دہلوی غفر اللہ سے پڑھا۔ استعداد کامل رکھتے ہیں۔ ازبسکہ طبیعت ہدایت و ارشاد کی طرف مائل ہے۔ اکثر اوقات مجلس وعظ بھی ان کے ہاں منعقد ہوتی ہے اور ساکنین شہر شاہجہاں آباد اکثر بشوق اہتدا، و استرشاد وعظ کہنے کے واسطے اپنے اپنے گھر میں ان کو تکلیف دیتے ہیں۔ خلق و حلم میں یگانۂ روزگار اور قناعت و توکل میں شہرۂ آفاق ہیں۔

---

[1] یہ سرسید کے استاد تھے جن سے انھوں نے درسی کتابیں پڑھی تھیں (دیکھو حیات جاوید جلد اول ص ۲۰۸)

Marfat.com

مولوی محمد رستم علی خاں سلمہ اللہ تعالیٰ تحصیل سے فارغ اور کتب ہیئت و ہندسہ کہ راقم کے نانا صاحب مرحوم نواب دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خاں بہادر مصلح جنگ سے اچھی طرح پڑھا اور حدیث و فقہ جناب مولوی اسحاق علیہ الرحمۃ سے اور طب میں مہارت معقول رکھتے ہیں اور مریض ان کے علاج سے شفا پاتے ہیں اور کتب فارسیہ کو بھی بہت تحقیق کے ساتھ پڑھاتے ہیں۔ غرض کہ عالم مستعد اور فاضل اجل ہیں۔ بالفعل خدمت وقائع نگاری پر حضرت بادشاہ جم جاہ سراج الدین محمد بہادر شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطانہ کی سرکار میں مامور ہیں اور خطاب مصلح الدولہ حکیم محمد رستم علی خاں بہادر سے ممتاز۔ راقم سے بھی رابطہ محبت بکمال رکھتے ہیں۔ انشائے نظم و نثر کی طرف کم متوجہ ہوتے ہیں، مگر اخبار سلطانی[1] ہر ہفتہ ان کی نثر طبع زاد کا نمونہ ہے۔

حاجی محمد سلمہ ربہ ساکن ہیں نواح جون پور کے اور بعد ادائے حج بیت اللہ کے، شہر شاہجہاں آباد میں وارد ہوئے اور مولانا

---

[1] اس اخبار کا اصل نام سراج الاخبار ہے جو ابو ظفر سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ دہلی کا روزنامچہ تھا اور ہر ہفتہ مطبع سلطانی میں شائع ہوتا تھا۔ سنہ ۱۸۴۱ء میں جاری ہوا تھا۔ تفصیل کے لئے دیکھو پنڈت کیفی دہلوی کا مضمون "اب سے آدھی صدی پہلے کے اردو اخبار"، در رسالہ اردو جلد ۱۹۳۵ء ص ۲۰۱ تا ص ۲۰۹۔ اس میں صاحب تذکرہ کا نام مصطفیٰ الدولہ سید ابو القاسم خاں وقائع نگار لکھا ہے۔

Marfat.com

محمد اسحاق صاحب سے کتب حدیث کو تحصیل کیا، اگرچہ اور فنون سے بھی آگاہ ہیں لیکن فن حدیث کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ ورع و تقوے میں مستثنیٰ ہیں راقم نے جناب مستطاب مولانا مخدومنا مولوی محمد صدر الدین خاں بہادر کی خدمت میں ان کو حاضر ہوتے دیکھا اور ان کے جوہر سے مطلع ہوا اس واسطے کہ حاجی صاحب موصوف مولانائے ممدوح کی طرف سے مدرسہ دار البقا میں مدرس ہیں۔

ملّا سرفراز سلمہ یہ بھی بڑے مستعد شخص ہیں کتب معقول و منقول و حکمت و ہندسہ و ہیئت بہت تحقیق سے پڑھاتے ہیں، حدیث و تفسیر جناب مولانا مولوی صدر الدین خان بہادر سے پڑھی ہے اور اب جناب ممدوح کی طرف سے مدرسہ دار البقا میں مدرس ہیں۔

ذکر قُرّاء و حُفّاظ شکر اللہ سعیہم

اگرچہ اس شہر کرامت بہر میں فضل الٰہی سے حافظ اس کثرت سے ہیں کہ رمضان شریف میں باوصف کثرت مساجد کے کہ حد شمار سے باہر ہیں، کوئی مسجد ایسی نہیں ہوتی کہ اس میں دو دو تین تین شخص کلام اللہ تراویح میں ختم نہ کرتے ہوں اور مسجد جامع میں تو شمار سے باہر کلام اللہ تراویح میں ختم ہوتے ہیں لیکن تیمناً چند اشخاص نامی کا ذکر کرتا ہوں۔

قاری قادر بخش سلمہ اللہ تعالیٰ حروف کو مخارج سے ادا کرنا جیسا کہ حق ہے اور پھر الحان داؤدی سے حق اسی حق رسیدہ خداشناس کا ہے اور ورع و تقوی کا حال تو جیسا ہے اس کے بیان میں زبان قاصر ہے۔ کمال قناعت سے وجہ قلیل پر اکتفا کر کے

Marfat.com

گوشۂ مسکنت میں بسر کرتے ہیں۔ عمر شریف آپ کی قریب ستر برس کے پہنچی ہے۔

حافظ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کہین برادر حقیقی قاری صاحب موصوف کے۔ اگرچہ قرأت میں وہ مرتبہ کمال نہیں لیکن کلام اللہ کو اس صحت کے ساتھ پڑھتے ہیں کہ مافوق اس کے متصور نہیں اور اوراد و وظائف میں اوقات شبانہ روزی صرف ہوئی اور صورت سے للہیت ظاہر ہوتی ہے۔

قاری محمد بیگ غفر اللہ لہ علم قرأت میں ان دامثال سے گوئے سبقت لے گئے۔ اور مخارج حروف کو اس خوبی سے ادا کرتے تھے کہ حروف کو خود اس امر پہ ناز تھا۔ غرض کہ جامع علم و عمل تھے اور بسکہ قناعت و توکل سے ان حضرت کا خمیر تھا تمام عمر اغنیا کے دروازہ کا نام نہیں لیا۔ دو تین برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ دنیائے فانی سے رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قاری احمد سلمہ اللہ تعالیٰ ایسے عامل علم قرأت ہیں کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا اور زبان اس کی اوصاف سے قاصر ہے دین داری اور اتباع شریعت اور اکل حلال اور اکتساب خیرات اور اجتناب از نواہی سب ایک ذات ستودہ صفات میں جمع ہیں اس جامعیت کے ساتھ افراد بشر سے کم نظر میں گذرا ہے۔

حافظ عبد الرحیم سلمہ اللہ تعالیٰ اگرچہ علم قرأت حاصل نہیں اور تجوید حروف جس قدر چاہیئے اور اس کا نام قرأت رکھا جاوے ان کے پڑھنے میں محسوس نہیں

Marfat.com

ہوئی، لیکن فضل واہب العطیات سے آواز خوش اور طیب لہجہ اس طرح عطا ہوا ہے کہ طیور کو طیران اور پانی کو جریان سے باز رکھتا ہے۔ اس کا ایک ادنیٰ وصف ہے۔ جس مجلس میں اس مرد خدا نے قدم رکھا اور بارادۂ قرأت قرآن لب ہلایا، اہل مجلس سراپا گوش اور گوش سراپا نیوش ہو کر متوجہ ہو جاتے ہیں، بلکہ جس وقت خاص و عام کے نزدیک یہ ہوتا ہے کہ آج فلاں مجلس میں اس صاحب کمال کا گذر ہو گا۔ اجتماع خلائق سے وہ مجلس حکم میلہ کا بہم پہنچاتی ہے اور اُن کے قرآن کے پڑھنے میں وہ اثر ہے کہ وقت استماع کے سامعین کو دنیا و ما فیہا فراموش ہو جاتے ہیں۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشار۔

ذکر بلبل نوایان سواد جنت آباد

حضرت شاہجہاں آباد

بہر کجا کہ روم وصف دوستان گویم　　برائے یار فروشی دکاں نمی باید

جناب مرزا اسد اللہ خاں غالب

مدظلہ العالی

ہمائے اوج مفاخر و معالی جاگزین سدرۃ المنتہیٰ مراتب بلند و مدارج عالی، موسس اساس شیوا بیانی بنائے الفاظ و معانی عندلیب، بہارستان سخن گستری، طوطی شکرستان معنی پروری، اوج سمائے برتری و والاتباری، مہر سپہر بلند اختری و گردوں اقتداری، شاگرد رحمٰن اُستاد سحبان المعی زمان لوذعی بیان، فرزدق دہر و لبید آوان، سمی وصی رسول اللہ جناب مستطاب مرزا اسد اللہ غالب تخلص۔ دیوان حافظ اُن کی لسان الغیبی کے عہد میں دلوں

Marfat.com

سے فراموش، زبان خلاق المعانی اُن کے معنی ایجاد کے زمانہ میں خاموش۔ چراغ الوری انھیں کے شعلہ فکر سے روشن اور سینہ آذری، انھیں کی آتش حسرت سے گلخن عنصری، ان کے رنگ افکار سے ایسا جل گیا کہ گویا اس کا پیکر فقط عنصر آتش سے متکون ہوا تھا، اور سحبانی اُن کی حسرت کمال سے ایسا رویا کہ مگر اُس کی بینائی چشم فقط عنصر آب سے بنی تھی، زلالی اُن کے چشمہ ہنر کا تشنہ لب اور اسحاق اطعمہ ان کے خوان استعداد سے نعمت طلب خاقانی اس خسرو معنی کی کمتر رعیت اور خسرو اس بادشاہ سخن کے آگے سرگرم خدمت۔ ملاحت کلام سعدی ان کے خوان فیض کی نمک خوار اور شیرینی زبان حافظ ان کی نعمت مقال سے روزینہ دار۔ رنگینی معنی سے صفحہ کو گلرنگ اور طراحی فکر سے کاغذ کو ارژنگ کرنا خاصہ اسی چمن طراز سخن وری اور نقاش صحیفہ ہنر پروری کا ہے۔ اگر الفاظ ثقیل سے گرانی اٹھائے تو کوہ کاہ کا حکم پیدا کرے اور اگر سخن میں متانت صرف کرے تو ورق بیاض صدمۂ صرصر جگہ سے نہ ہلے۔ قلم ان کا معنی روشن کی تراوش سے فوارہ نور اور عبارت پاکیزہ ان کی لطف کیفیت سے شراب انگور۔ اگر اس سخن طراز کے کمال استعداد کو جو طرف حصر و شمار سے افزوں ہے، خامہ دو زبان بیان کرے، اوّل چاہیے کہ ملکۂ عقل فعال سے عاریت مانگے اور زبان قلم تقدیر سے مستعار لے۔ میں ارادہ کرتا ہوں کہ اس حضرت کے اوصاف حمیدہ اور محامد پسندیدہ کو دفتر کتاب میں درج کروں اور عقل فریاد کرتی ہے کہ ہر گاہ میں نے اس نقدس جوہر اور امداد مبدار فیض کے ساتھ جب امر کا قصد کیا کارکنان بارگاہ جلال سے کمی استعداد کا طعنہ سُنا اور سوء ادب کی سرزنش کی تو با اینہمہ نقصان عقل و ہوش کس شمار میں ہے۔ فی الحقیقت اگر لنگ لنگان اپنے تئیں

Marfat.com

جلوۂ مقصود میں ڈال دیا ہو تو ہوس حق سعی یعنی شاباش کی متوقع ہوئی اور حال یہ ہے کہ دشوار پسندان بلند فکر بلکہ دقیقہ یابان انصاف طینت کے آگے حصول صلۂ آفریں تو کیا خجلت نارسائی اور طعنۂ نا عاقبت بینی سے سر اٹھانے کو جگہ نہ رہے گی۔ ظہوری نے سچ کہا ہے: "کسے کہ از عہدۂ ثنا ے کسی بیرون نیا ید چیرا دل بعجز اعتراف نہ نماید"

بہتر یہ ہے کہ فکر کو اس اندیشۂ محال سے باز رکھے اور اپنی نارسائی کا پردہ فاش نہ کرے۔ بیت

نامی است بصد بلند و پستی ہاں پائے نہ لغزدت زمستی

نام نامی اور اسم سامی اُن کے والد ماجد کا عبداللہ بیگ خان تھا۔ آپ اتراک سے ہیں اور سلسلہ آپ کے نسب کا افراسیاب و پشنگ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے بزرگ سلجوقیوں کے عہد میں بسبب اس کے کہ ان کے ہم جنس و ہم گھر تھے، فرمان روائی رکھتے تھے۔ جب سلجوقیوں کے عہد سلطنت کا دورہ تمام ہوا ان کے آبا و اجداد نے سمرقند میں توطن اختیار کیا۔ اس حضرت کے جد امجد اپنے پدر مشفق سے ایک امر سہل پر قدری شکر رنج بہم پہنچا کر ہند میں تشریف لائے اور لاہور میں معین الملک کے رفیق ہوئے اور اس کے تباہ ہونے کے بعد وارد دہلی ہو کر سلطان عہد کی سرکار میں سررشتۂ ملازمت کو ہاتھ میں لا کر سلسلۂ چاکری کو استحکام دیا۔ حضرت ممدوح کے والد ماجد دہلی میں متولد ہوئے اور وہیں نشو و نما حاصل کی۔ پھر کسی سبب سے بود و باش اکبرآباد میں اختیار کی اور حضرت ممدوح کو والدۂ مشفقہ کے کنار شفقت اور آغوش عاطفت میں پانچ برس کا چھوڑ کر جنات نعیم کے گلگشت کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کے چچا حقیقی نصراللہ بیگ خان

Marfat.com

کہ اس عہد میں بیرٹھ کی طرف سے اکبر آباد کے صوبہ دار تھے، آپ کی پرورش اور تربیت میں مصروف ہوئے۔ جب ہندستان میں تصرف حکام انگریز کا ہوا نصراللہ بیگ خاں لارڈ لیک بہادر کے رفیق ہو کر چار سو سوار کے رسالہ سے اعادی باد پیما کے ساتھ سرگرم جنگ رہے۔ جرنیل لیک صاحب نے اس کارنمایاں کے صلہ میں دو پرگنہ مضافات اکبر آباد سے ان کی حین حیات تک جاگیر میں عطا کیے، پھر اُن کے سانحہ ناگزیر کے بعد جو سنہ ۱۸۰۶ء میں پیش آیا اور جاگیر موافق قرار داد کے ضبط ہوئی اور جاگیر کے عوض میں اس حضرت کے واسطے نقدی مقرر ہو گئی۔ پھر وہاں سے بسبب انس طبیعت اور میل خاطر کے شاہجہاں آباد میں تشریف لائے اور اُس معاش پر قناعت کر کے گوشہ نشینی اختیار کی ہے اور بہترین شغل آپ کا عالم تنہائی میں سخن سنجی اور معنی پروری ہے۔ حق یہ ہے کہ جان سخن پر منت اور سر معنی پر بار احسان رکھتے ہیں، ہر دائرہ الفاظ دہن شکر اور ہر حرف زبان سپاس ہے ان کی نعمت تربیت کا۔ راقم آثم کو جو اعتقاد ان کی خدمت میں ہے اس کا بیان نہ قدرت تقریر میں ہے اور نہ احاطہ تحریر میں آسکتا ہے اور چوں کہ "دلہارا بدلہا راہ باشد"، آں حضرت کو بھی وہ شفقت راقم کے حال پر ہے کہ شاید اپنے بزرگوں کی طرف سے کوئی مرتبہ اس کا مشاہدہ کیا ہو گا۔ میں اپنے اعتقاد میں اُن کے ایک حرف کو بہتر ایک کتاب سے اور اُن کے ایک گل کو بہتر ایک گلزار سے جانتا ہوں اور اگر دیکھا جائے تو حق بھی یہی ہے۔ خوشا حال اُن لوگوں کا جو آپ کی خدمت بابرکت سے مستفید ہوتے ہیں اور جو ہر گرانمایہ کہ آپ سے حاصل کرتے ہیں اس کو غنیمت جان کر کبھی حرز و دانِ حافظہ میں محفوظ اور کبھی صندوق بیاض میں امانت رکھتے ہیں۔ اس طرح کے

Marfat.com

مضامین عطائی پر مستفید کے پاس خروار خروار فراہم آ گئے ہیں اور چوں کہ مثل مبدٔ فیاض کے آپ کی طبیعت فیض موہبت نسبت بخل سے مبرا ہے۔ آپ کو اُن جواہر بے بہا کے اعطا میں کچھ دریغ نہیں آ رہے:۔

نطقش کہ بدست جان توانا چوں بادہ خرد فزائے دانا

آپ کا جواہر خانہ نفائس سخن حد شمار سے افزوں اور ظرف حصر سے بیروں ہے۔ ایک دیوان قصائد و غزلیات کا تیس جزو سے زیادہ مرتب اور منطبع ہوا ہے اور اسی طرح سے نثر اور ایک کتاب پنج آہنگ نام نہایت فوائد جلیلہ پر مشتمل قریب چودہ پندرہ جزو کے آپ کے نتائج فکر سے ہے کہ منتہیان معنی رس کے واسطے مغتنمات عظمی سے ہے۔ اور ایک مثنوی مشتمل اُوپر غزوات حضرت رسالت دستگاہی ختمی پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اگرچہ ہنوز ناتمام ہے، لیکن پھر بھی قریب پندرہ سولہ جزو کے ہو چکی ہے انشاء اللہ تعالیٰ جس وقت اتمام کو پہنچے گی گلدستۂ بزم احباب ہو گی۔ راقم تیمناً و تبرکاً کچھ نظم اور کچھ نثر لکھ کر ہدیۂ نظر ارباب شوق کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ نظم کس رتبہ کی ہے اور نثر کس شان کے ساتھ۔

آرائشِ گفتار در ظہور ہوا و نموداری صبح

دمیکہ سرہنگ سیاستگاہ روزگار بہ باز خواست خاتم سلیمانی گلوی اہرمن شب درہم افشرد و آں رخشندہ گوہر یزدانی را بدان روشنی کہ تو بنداری آفتاب است از دہانش بدر آورد۔ گلزار زندگی را کہ بشکنجہ خزان خواب بزرگ و بار فرو ریختہ بود ہنگام کشائیش نوبہار فراز آمد و قدح و شیشہ میخانہ آب رفتہ بجوی و خمار آلودگان شبانہ را رنگ پریدہ بروی باز آمد۔

Marfat.com

تو بتو پرده‌های ظلمت که بر روی آفاق فرو هشته بود از میان برداشتند و شاد روانی از نور بدان درازی که پهنائی گیتی را فرو گیرد در جهان برافراشتند۔

سحر ز نور رقیبانه بر کشاد لباط   شب از نهیب غریبانه در نوشت گلیم

خسرو زرین افسر زمردین اورنگ چون خواست که لوای جهان کشائی تسخیر هفت کشور افراز و نخست لشکریان را بچشم داشت، همواری راه بتاراج گنج گوهر پروین صلا زد۔ بخونگرمی او باش گرسنه چشم لوامع سحری آتش فتنه بدانسان در گرفت که کالای ناروای تنک مایگان شبنم نیز دران دستبرد به یغما رفت۔ بسپاس فیروزی و شکرانۀ بهروزی خمستان نور را در کشادند و ذره ذره را باندازۀ گنجای وقت ازان بادۀ روشن در دادند۔ خاک زیر درختان آبروی صافی آشامی و طالع روشناسی شهریارش نبود، هم بدان درد سایه که بحسب تقسیم دران صلای عام بوی رسید سیه مستی آغاز نمود، سایه بااینهمه که در آفرینش از روشنی دور است، هم از اسباب جهانگیری حضرت نور است۔ حقا که اگر اینما به تیرگی باقی نمی گذاشتند، پروانه معزولی ظلمت شب بکدام مداد می نگاشتند۔ مثنوی

بامدادان که شب ردان سپهر	نقد جان باختند در ره مهر
دهشت دزد از میان برخاست	از سر کوچه پاسبان برخاست
بسنگی روی تافته از در	رفت پیوند بالشش از سر
گرد از راه کاروانها جست	گو نه گون مرغ ز آشیانها جست
در نهان خانهای سوز و گداز	دل ز اندوه رست و شمع از کاز
مهر آمما بۀ فروغ و فراغ	خون بهای هزار شمع و چراغ
کشت شمع و چراغ هر خانه	ذره سرگرد رقص پروانه

Marfat.com

نو عروسان خویشتن آرای — گوهرین پارهٔ نگارین پای
پیش ازان دم که دست و رو شستند — دست و پا از حنا فرو شستند
شاهد باغ را بجلوه گری — تازه گردید رسم پرده دری
تا دم صبح دم بگوشهٔ باغ — نفتد چشم نسیم باز به زاغ
برلب آب جوهر آئینہ — دید روی خود اندر آئینہ
چرخ نیرنگ ساز شعبده زای — کرده از زاغ آشکار همای
تیرگی از میان کنار گرفت — کار بر روشنی قرار گرفت

صبح صادق برات نور آورد
روشنی مژدهٔ سرور آورد

سخن در ہجوم ظلمتِ شب [1]

ہنگامی که روشنی روز که جان جهانی زنده باد ست از ہنگامه روی بر تافت، و تاریکی شب که نموداری انجم رخشنده باد ست بر آفاق دست یافت، آفتاب جهان تاب را روزگار تیره تازی سر آمد، و خیل خیل خفاش از ہر گوشه و کنار به پرواز اندر آمد۔ شب باز سپہر پس از آن که دران سیاہی پرده برافراخت، بازی چند از پس آن پرده نمودار ساخت۔ (رباعی)

شام آمد و رفت سر بپابوس خیال — بر تخت شہی نشست کاوس خیال
از گردش گونه گونه اشکال نجوم — گردید دماغ دہر فانوس خیال

---

[1] کلیات نثر غالب ص ۲۶-۲۵ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۸ء نول کشور سے تصحیح کی گئی۔

Marfat.com

بدل گشتن خرام تدرو و سایهٔ سرو (بچراغ افروخته) ببال افشانی پروانهٔ پرسوخته وپرتو شمع افروخته۔ بینوا ماندن روشناسان باغ در آشیانه، و بچراغ رسیدن گمنامی چند از دودمان پروانه سپر انداختن خسرو روز در ستیزه، و خندهٔ دندان نمای زنگی شب بدین آویزه، چیره دستی سپاه زنگبار بر لشکر روم و خموشی بلبل بمشاهدهٔ غوغای بوم، ہمچشمی شاه در خفتن به بخت وزدان گرفتار، و ہمطرحی وزد در بیداری بطالع شاہان کامگار، از پس پرده سر برآوردن دوشیزگان شوی نادیدهٔ آسمانی، و فرو خفتن کشاده رویان رسوا شیوهٔ چمن بپاکدامانی، بدر جستن ماہی و خرچنگ و برّه گاو از ہر کرانه، و دم لابه کنان خرامیدن شیر اندران میانه، و شکسته شدن طلسم روز بره نمای لوح ماه، و رخ نمودن صد ہزار پرند از یک پرند سیاه، بدان بوالعجبی بار وزگار در میان نہاد که چرخ پیر از کہکشان انگشت حیرت بدهان نہاد۔

مثنوی

شام نگو جادوی مشکین لباس — ہم به ہنر ہم به اثر روشناس
تازگی کسوت عباسیان — تیرگی خاطر شماسیان
غالیه سای نفس مقبلان — پرده کشای ہوس بیدلان
ہم سبق پرده کشایان راز — ہم نفس پرده نشینان ناز
نکته وران را به سخن جانفزای — راه روان را دم راحت کشای
رہبر دزدان به نہان خانہا — قاسم مہتاب به ویرانہا
سرمهٔ آواز خراباتیان — شہپر پروانه مناجاتیان
رام کن شوخ عروسان بشوی — غازه نه شمع شبستان بروی

Marfat.com

برابط آوازهٔ شب گیرها   رشتۂ شیرازهٔ زنجیرها

خجستگی آیین شب را نازم کہ اگرچہ تیرہ و ظلماتی است لیکن جمعیت بروزگار خوش بلاں شمرا وا نیست کہ ہر چند دیدہ وراں بجست و جو شتافتند جز طرهٔ مہوشاں و خواب عاشقاں، کہ آں ببالین پریشاں است وایں بہ بستر، ہیچ جا از پراگندگی نشاں نیافتند۔

رُباعی

شب چیست سویدای دل اہل کمال   سرمایہ دہ حسن بزلف وخط وخال
معراج نبی الشب از اں بود کہ نیست   وقتی شایستہ تر ز شب بہر وصال

عبارت در صنعت مقطع الحروف[1]

رواں را دادر داور ورزش راز   در آورد از رواں دل را در آواز
رواں دردل روش زاں راز دارد   درون دل روش آواز دارد
رواں آوارہ وادی دردش   رہ آورد رہ دل روی زردش
وداع روح دارد دل دراں راہ   ز روح آوخ ز دل در دو زرہ آہ

راز دار رب ودود دوازدہ وارث آں در دری ودج وزن۔

ذات او را وزارت دادار   در او راز داں و دل زوّار
دی روز از راہ ارادت روی دل زار زی داور روزی دہ آوردم

[1] کلیات نثر غالب ص ۳۹-۳۸۔

Marfat.com

درای دل دران راه آواز درای دآری دردادور داوران درای آری راز آوران وزن :-

روزی ره آدم در دو دام درد ش دل راز راد ل آرام

در روز ازل آدم را دل داد در روان داد داد و راک را در روزن دل رو داد۔ آدم زاد از زای زر درای رز آورد، و در دل زد، دل را دو داغ آرزو داد، آب رز درد درد آورد و آزر وی زرد آن داد از دل درد ده، و آن اوراک از روان زدود۔ زر و زر در دردن دل ارّه، و دل از ان ارّه ذره ذره۔ آز در دل آب در دروغ، و آرام دل در آز و آرزو دروغ، دل داده آز و آرزو دار در دم اژدر رود آزاده رو را از ذوق آزادی درارم در روی دل وا دم۔ و درم دار وی درد دل و دل از درد دوری دام و درم در آزار۔ ارزد داری و رذی در راه آری از درد دزد و ره زن در آزاری۔ (اوزان)

دوزخ آں از دود داغ آوازه اش ارزد آز و آرزو دروازه اش
راه رد دل آز زاغ د ذوق راغ راه رد آزرده از آوا ز زاغ

وه وه ای آدم زاد آزورد۔ ای از داد و آزرم دوای زرد در وار از دوری زر زردروی روا داری دل آزاده در دام آرزوی درم در آوردن دردان را از زاری دل آزردن۔ داور را رازق دان و داغ آز از دل زدای و دل را از زاری دور دار۔

اِنتخابِ غزلیات

آشنایانہ کشد خار رہت دامنِ ما گوئی ایں بود ازیں پیش بہ پیراہن ما

Marfat.com

بے تو چون بادہ کہ در شیشہ ہم از شیشہ جداست | تو در آمیزش جان در تن ما با تن ما
سایہ و چشمہ بصحرا دہم عیسیٰ دارد | اگر اندیشہ منزل نشود رہزن ما
تار و د شکوۂ تیغ ستم آسان از دل | بخیہ بر زخم پریشان فتد از سوزن ما
دوست با کینہ ما جہر نہان می ورزد | خود ز رشک است اگر دل بُرد از دشمن ما
می پرد مور مگر جان بسلامت ببرد | تا چہ برق است کہ شد نامزد خرمن ما
دعوی عشق ز ما کیست کہ باور نہ کند | می جہد خون دل ما ز رگِ گردن ما
سخن ما ز لطافت نپذیرد تحریر | نشود گرد نمایان، ز رم توسن ما
طوطیان را نبود ہرزہ جگر گون منقار | خوردہ خون جگر از رشک سخن گفتن ما
ما نبودیم بدین مرتبہ راضی غالب | شعر خود خواہش آن کرد کہ گردد فن ما

نقش زخود بہ راہ گذر بستہ ایم ما | بر دوست راہ ذوق نظر بستہ ایم ما
با بندۂ خود این ہمہ سختی نمی کند | خود را بزور بر تو مگر بستہ ایم ما
فرمان ورد تا چہ روائی گرفتہ است | صد جا چو نے بہ نالہ کمر بستہ ایم ما

نیرزم التفات دزد و رہزن بی نیازی بین
متاعم را بغارت دادہ انداز ناروائی ھا
کدوی چون زمی یابم چنان برخویشتن نالم
کہ پندارم سر آمد روزگار بی نوائی ھا

سوزد ز بسکہ تاب جمالش نقاب را | دانم کہ درمیان نپسند حجاب را

Marfat.com

رسید نہای منقار ہما بر استخوان غالب پس از عمرے بیادم داد رسم وراہ پیکاں را

طرهٔ در ہم دپیراہن چاکش نگرید اگر از ناز بخود ہم نگراید چہ عجب

بے خود لبوقت ذبح تپیدن گناہ من دانستہ دشنہ تیز نکردن گناہ کیست

نازم بہ زود یابی ناز دنگوش وگردن چنداں کہ ابر نیساں درگوہر آفرینی است

گمان زلیست بود برمنت زبیدردی بداست مرگ و لے بدتر از گمان تو نیست

ہر چہ فلک نخواستست ہیچ کس از فلک نہ خواست

ظرف فقیہ می نجست بادۂ ما گزک نہ خواست

جاہ زعلم بے خبر علم زجاہ بے نیاز

ہم محک تو زر نہ دید ہم زر من محک نخواست

خرقہ خوش است دربرم پردہ چنیں خش خوش است

عشق بہ خار خار غم پیرہنم تنک نخواست

رند ہزار شیوہ را طاعت حق گراں نبود

لیک صنم بسجدہ در ناصیہ مشترک نہ خواست

سہل شمرد وسرسری تا تو زعجز نشمری

غالب اگر بہ داوری داد تو از فلک نخواست

Marfat.com

می رنجد از تحمل ما بر جفای خویش — هاں شکوہ کہ خاطرِ دل دار نازک است

در کشاکش ضعفم نگسلد رواں از تن — ایں کہ من نمی میرم ہم ز ناتوانی ہاست

از دوست میل قرب بکشتن غنیمت است — گر تیغ در کماں بہ نشاط کمند نیست

لذتِ عشقم زفیض بی نوائی حاصل است — آنچناں تنگ است دست من کہ پنداری دل است

دوشینہ بہ مستی کہ مکیدست لبش را — کامروز بہ پیمانہ می در شکر آب است

رسید تیغ توام بر سر و ز سینہ گذشت — زہی شگفتگی دل کہ از جبیں پیداست

دُرد روغن بچراغ و کدرنی بہ ایاغ
تا خود از شب چہ بجا ماند کہ پنہاں شدہ است
چشم بد دور چہ خوش می تپم امشب کہ بہ رو ز
نفس سوختہ در سینہ پریشاں شدہ است

اگر نہ بہر من از بہر خود عزیزم دار — کہ بندہ خوبی او خوبی خداوند است

شُد نگار از نازکی چنداں کہ رفتارش نماند — نازنیں پایش بکوی غیر بوسیدن نداشت

Marfat.com

درازی شب و بیداری من این همه نیست
ز بخت من خبرم آرید تا کجا خفت است
غمت بشهر شبیخون زنان به بنگه خلق
عسس بخانه و شه در حرم سرا خفت است

حاجت افتاد به روزم ز سیاهی به چراغ — دل به بی رونقی مهر درخشانم سوخت
نه بد ز جستن شرار و نه بجا مانده رماد — سوختم لیک ندانم به چه عنوانم سوخت

رضوان چو شهد و شیر به غالب حواله کرد — بیچاره باز داد و می مشکبو گرفت

خود از لب قدح می بنوش و ساقی شو — که آخر از طرف لب ست گر بجائی هست

بروی صید نواز ذوق استخوان تنش — هما ز تیزی پرواز بسمل افتاد است

کهنه نخل تازه از صرصر ز پا افتاده ام — خاکم ار کاوی هنوزم ریشه در گل استوار است

نشاط جم طلب از آسمان نه شوکت جم — قدح مباش ز یاقوت باده گر نه می است

میان غالب و واعظ نزاع شد ساقی — بیا به لابه که هیجان قوت غضبی است

جیحون و نیل نیست دلت از خدا بترس گر نیست خون دیده به دامن روان چه بحث

Marfat.com

آه از شرم تو و ناکامی ما زود باش در تلافی پایهٔ مهر و وفای مه مسنج

حق آن گرمی هنگامه که دارم بشناس ای که در بزم تو ماتم به چراغ دم صبح

قاصد من براه مرده و من هم چنان در شمارهٔ فرسخ

کفیل هوش خودم وقت می به بزم حبیب
بشرط آن که زیک قلزم فزون نه دهد

فغان من دل او آب کرد ورنه هنوز نگفته ام که مرا کار با فلان افتاد

مست عطای خود کند ساقی ما نه مست می باده زیاد می برد بسکه زیاد می دهد

نازم بانتیاز که بگذشتن از گناه یاد دیگران ز عفو بها از غرور بود
ای آنکه از غرور به هیچم نمی خری زان پایه باز گوی که پیش از ظهور بود

چه عیش از وعده چون باور ز عنوانم نمی آید بنوعی گفت می آیم که میدانم نمی آید

بسخن هیچم و اندوه گسارش گردم بزم از غیر دلی را که حزین تو شود

در بغل دشنه نهان ساخته غالب امروز بگزارید که ماتم زده تنها ماند

Marfat.com

مارا نبود بهستی داو را نبود صبر — وسنی که ز ماشست بخون که فرو برد
یک گریه پس از ضبط دو صد گریه رضا ده — تا تلخی آن زهر توانم زگلو برد

بوصل لطف بانداه تحمل کن — که مرگ تشنه بود آب چون زسر گذرد

دوری درد ز درمان نشناسی هش دار
کز تپیدن دل افگار به مرهم نه رسد
می به زهاد مکن عرض که این جوهر ناب
پیش این قوم به شورا به زمزم نه رسد

بر خویشتن ببخشای گفتم دگر توانی — دارم دلی که دیگر تاب جفا ندارد

به التفات نگارم چه جای تهنیت است — دعا کنید که نوعی ز امتحان نبود

پی عتاب بهانا بهانه می طلبد — شکایتی که ز ما نیست هم به ما دارد

نازم فریب صلح که غالب ز کوی تو — ناکام رفت و خاطر امیدوار برد

سرت گردم اگر آن پای نازک در میان نبود
تنم از لاغری صد خرده بر موی کمر گیرد

Marfat.com

دلم در کعبه از تنگی گرفت آوارهٔ خواهم　　که با من وسعت بتخانهای هند و چین گوید

بدین قدر که پی ترکنی دهن بسکم　　ترا ز باده نوشیدن چه مایه کم گردد

ساقی دگرم برد به میخانه ز مسجد　　می بود و قدح بود فریبم به سبو داد

ز بیتابی رقم سوزش دود چون نامه بنویسم　　بعنوانی که دانی دود دل مجمر دار کاغذ

بی دوست ز بس خاک فشاندیم بسر بر
صد چشمه روانست بدان راهگذر بر
از خلد و سقر تا چه و هر دوست که دارم
عیشی بجنان اندر و داغی بجگر بر

بالد بخود آن مایه که در باغ نگنجد　　سروی که کشندش به تمنای تو در بر
مطرب بغزلخوانی و غالب بسماع است　　ساقی من و آلات می از حلقه بدر بر

در گریه از بس تازگی رخ ماند بر خاکش نگر　　وان سینه سودن از تپش بر خاک نمناکش نگر

برقی که جانها سوختی دل از جفا سردش ببین　　شوخی که خونها ریختی دست از حنا پاکش نگر

رقیب یافته تقریب رخ بپا سودن　　ترا که گفت که از بزم سرگران برخیز

Marfat.com

نایافته بارم به نزاندان چه شکیبم — گیرم که خود از تست دری را چه کند کس

پیچد بخود از وحشت من پیش بین من — تشبیه من هنوز به مجنون نه کرده کس

مفت یاران وطن کز سادگیهای منست — در غریبی مردن وازجور باز آوردنش

فرسوده رسم های عزیزان فرو گزار — در سوز نوحه خوان و به بزم عزا برقص

پاداش هر وفا بجفای دگر کنند — غالب ببین که دوست چنان میدهد عوض

همدم نمک به زخم دلم مشت مشت ریز
آخر نه پرسشی بسزا بوده هست شرط

صبح چه خوش باشد به دی آتش به پیش و مرغ و مے
از بذله سنجان چند کس در یک نشیمن گشته جمع

زین دود و زین شراره که در سینه من است
سازم سپهر گر نه بسامان خورم دریغ

گیرم امروز نهی کام دل آن حسن کجا — اجر ناکامی سی ساله ما گشت تلف

Marfat.com

حدیث تشنگیٔ لب بہ پردہ گفتم　　زپارۂ جگرم دادہ مَن نہاد عقیق

منہای رخ بما کہ بدعوی نشستہ ایم　　در خلوتی کہ ذوق تماشا شود ہلاک
گیرم ز تو شرمندۂ آزرم نباشم　　تارفتن مہر تو ز دل چوں رود از دل

غالب نام آورم نام و نشانم مپرس　　ہم اسداللّٰہم و ہم اسداللّٰہم

بخشش خداوندی نگر فراخورظرف است　　ہم ہوش بیشی دہ ہم می تو نگر کن

آزادیم نخواہی و نترسم کزیں نشاط　　بالم بخود چناں کہ نگنجم بہ بند تو

خجلت نگر کہ در حسناتم نیافتند　　جز روزۂ درست بصہبا کشودہ

با ہیچ کافر ایں ہمہ سختی نمی رود　　اے شب بمرگ من کہ تو فردای کیستی

رُباعی

اے دادہ بباد عمر در لہو و فسوس
زنہار مشو ز رحمت حق مایوس
ہش دار کز آتش جہنم حق را
تہذیب غرض بود نہ تعذیب نفوس

Marfat.com

چوں درد تہ پیالہ باقی است ہنوز — شادم کہ بہار لالہ باقیست ہنوز
در کیش توکل غم فردا کفر است — یک روزہ مئے دو سالہ باقیست ہنوز

اشعار ریختہ

کاو کاو سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ — صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا
تھی نوآموز فنا ہمت دشوار پسند — سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا
تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا — اڑنے سے پیشتر بھی مرا رنگ زرد تھا
کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ — ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا
دوست غمخواری میں میری سعی فرماویں گے کیا — زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جاویں گے کیا
وائے گر میرا ترا انصاف محشر میں نہ ہو — اب تلک تو یہ توقع ہے کہ واں ہو جائے گا
دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک — میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا
سر پھوڑنا وہ غالب شوریدہ حال کا — یاد آگیا مجھے تری دیوار دیکھ کر
جاں ہے بہائے بوسہ ولے کیوں کہے ابھی — غالب کو جانتا ہے کہ وہ نیم جاں نہیں
قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں — میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں
میں اور حظ وصل خدا ساز بات ہے — جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں
بلا سے گر مژۂ یار تشنۂ خوں ہے — رکھوں کچھ اپنی بھی مژگاں خوں فشاں کے لیے
گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آئی — اٹھا اور اٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے
ظالم مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ — ہے ہے خدا نکردہ تجھے بے وفا کہوں
مند گئیں کھولتے ہی کھولتے آنکھیں غالب — یار لائے مری بالیں پہ اسے پر کس وقت
شب کو کسو کے خواب میں آیا نہ ہو کہیں — دکھتے ہیں آج اس بدن نازک کے پاؤں

Marfat.com

کہتے ہیں جیتے ہیں اُمید پہ لوگ — ہم کو جینے کی بھی اُمید نہیں
منحصر مرنے پہ ہو جس کی اُمید — ناامیدی اُس کی دیکھا چاہیے
زندگی اپنی جب اس شکل سے گذری غالبؔ — ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے
نقش کو اُسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہے — کھینچتا ہے جسقدر اُتنا ہی کھنچتا جائے ہے
گرچہ ہے طرزِ تغافل پردہ دارِ رازِ عشق — پر ہم ایسے کھوئے جاتے ہیں کہ وہ پا جائے ہے
یاں تلک میری گرفتاری سے وہ خوش ہے کہ میں — زلف گر بنجاؤں تو وہ شانوں میں الجھا دے مجھے

نواب محمد ضیاء الدین احمد خاں بہادر نیر رخشاں تخلص

سلمہ اللہ تعالیٰ

بہار افروز دولت و اقبال بانی مبانی جاہ و جلال، مہر سپہر فلک پائگی و آسمان اقتداری محورِ چرخ والا ہمتی گردوں مداری، زبدۂ بلند پایگاں آفاق نوبہار گلشن اخلاق، نخل بند حدیقۂ حشمت بلند چمن پیرائے مراتب ارجمند، مسند نشین دولت خداداد عظمت نہاد اقبال نژاد، یگانۂ عمایدِ روزگار وحید اراکین شہر و دیار مرجع آماں عالم و مآب مآرب جہاں نواب محمد ضیاء الدین خاں بہادر نیر رخشاں تخلص دام اجلالہ ان کی رفعت شان کے سامنے بلندی آسمان کی کمتر ہے پستی زمین سے اور ان کی حشمت و اقبال کے آگے جاہ سکندر اور دستگاہ دارا ادنیٰ ہے مرتبہ بندہ کہیں سے ذرے اُن کے آستاں کے بسبب بلندی کے دور سے فروزاں ہیں۔ عوام کی نظر میں کواکب آسماں ہیں فلک نے داغِ غلامی ان کا اپنی پیشانی پر جلایا اُس نے عالم میں آفتاب نام پایا،

Marfat.com

ابر نیساں ان کی گہر باری سے عرق آلود انفعال اور دریا ان کی جود سے مالا مال، اگر ان کے بحر کف سے سمن کو آب دلویں مانند گل کے زردار ہو جائے اور اگر ان کی سحاب عشرت سے لالہ کو سیراب کریں مانند یاسمن کے بیداغ نظر آوے، ان کی سخاوت نے صدف کو مٹھی بھینچنے کے جرم سے دریا میں غرق کر دیا اور ان کی جود نے لعل و جواہر چھپانے کے گناہ سے کوہ بدخشاں کو سنگسار کیا ذرہ اگر ان کی رائے سے استعانت کرے ریگ زمین چشمۂ خورشید سے موج زن ہو صحرا اگر ان کے خلق سے مدد چاہے موسم خزاں رشک گلشن ہو دولت ان کی بدولت بلند پایہ اور اقبال ان کے اقبال سے رفعت سرمایہ، ان کی کثرت جود سے قارون اپنی تہی دستی سے حیران اور ان کی افراط بخشش سے ابر نیساں اپنی بے مائگی پر گریاں۔ ان کی سخاوت کے دور میں حاتم کو سخی کہنا سخن استہزا ہے اور ان کی شجاعت کے سامنے رستم کو شجاع ٹھہرانا کلام ظرافت انتما۔ صبح ان کے خندۂ لطف سے نمایاں اور آفتاب ان کے ضمیر سے درخشاں۔ سخاوت اور ان کی طبیعت جیسے موج اور دریا لطف اور ان کا مزاج جیسے خضر اور آب بقا۔ اُن کے عین کرم نے حاتم کو سرگرم دریوزہ کیا اور ان کے انعام عام نے جعفر کو سرمایۂ جود و کرم دیا اُن کی گرمی عزم کے آگے سرعت آسمان خاک سے افسردہ تر اور ان کے اخلاق کے سامنے بہار خزاں سے پژمردہ تر۔ اُن کی شمشیر سے مصاف اعدا ارغوان کار اور ان کے لطف سے بزم احباب زعفران زار۔ سبحان اللہ ان کی رفعت مرتبۂ آسمان سے ہم پہلو اور ان کی رسائی تدبیر تقدیر کے ساتھ ہم بازو۔ لطف سخن سے نفس ان کا رشتۂ گوہر اور صفائی عبارت سے کلام ان کا موج کوثر۔ سخن کو اس صاحب قدرت کی زبان سے وہ رتبہ حاصل

Marfat.com

ہوا ہے کہ اگر ہر حرف کو دعویٰ دو حرف کن کا ہو تو لائق ہے اور کلام کو اس دالافطرت کی طبیعت سے وہ پایہ بہم پہونچا کہ ہر نکتہ اس کا الہام سے اور ہر دقیقہ اس کا کشف سے فائق ہے۔ مضامین غزل کی شوخی بعینہ خرام آہو اور عبارت کی متانت بلند وقاروں کی اوضاع سے مشابہ ہے مو بمو بہار طبیعت کی گلفشاں اور نسیم نفس کی نہال نشاں۔ فکر ان کا مثل ملائک کے آسمان پیما اور اندیشہ ان کا مانند دعائے مستجاب کے تا عرش رسا۔ سبحان اللہ بے پایانی محیط فنا کی اس مرتبہ میں کہ اگر فکر رسا ہزار برس شنا کرے کنارہ پیدا نہ ہو، اور صحرائے محمدت کی بے انتہائی اس درجہ کہ اگر اندیشۂ بلند تمام عمر سیاحت کرے منزل مقصود آشکارا نہ ہو اور ہوس نارسا اور طمع خام یہ چاہتی ہے کہ افتاں خیزاں اسی دریا میں دست و پا مارے اور اسی صحرا میں قدم رکھے۔ شعر مراست طبع رواں ایک نام تست بلند۔ چگونہ آب رود از نشیب سوئے فراز بہتر یہ ہے کہ اس وادی پیدا کنار میں قدم نہ رکھے اور کچھ احوال دولت اشتمال کو بر سبیل اجمال لکھے۔ آپ خلف الرشید ہیں نواب جہانیاں مآب گردوں جناب معلی القاب فخر الدولہ نواب احمد بخش خاں بہادر مرحوم والی فیروزپور جھرکہ کے۔ اور علاوہ قرابت قریبہ کے نسبت تلمذ کی مرزا اسد اللہ خاں غالب تخلص کی خدمت میں رکھتے ہیں کمال توجہ استاد سے کلام ان کا سخن قدما کے ہم پایہ ہے اور بہ نہایت علو شان سے فکر ان کا رفعت سرمایہ کمالات اس قدر اور پھر وسعت خلق کا یہ حال ہے کہ اگر اس کو خلق محمدی سے تعبیر کریں تو بجا ہے راقم کو اس سرکردۂ اراکین روزگار کی خدمت میں بہت اخلاص اور کمال اختصاص ہے اور دعوئ اتحاد پہ نازاں اور اس

Marfat.com

قدوۂ اہل کمال کی طرف سے بھی کمترین عباد پر مراسم الطاف اور مدارج اعطاف اس طرح سے مبذول ہیں کہ زبان تقریر کو نہ طاقت سخن ہے اور نہ یارائے بیان۔ احقر اس کتاب میں کچھ نظم اور کچھ نثر ان کا مندرج کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ سخن گویان کی طبع والا سے کس قدر اعتبار ہے اور کمال گویان کے فکر بلند سے کتنا افتخار۔

تقریظ دیوان ریختہ مرزا اسد اللہ خاں غالب

بنامیزد بہی بالا ناظورۂ الیست از قدسی خانوادۂ فکر سر بر زدہ گرم جلوہ گری۔ لاابالی خرام محجوبہ الیست مقنعہ از رخ بر داشتہ و دامن بکمر بر زدہ در انداز پردہ دری۔ یوسفستانیست حور انژادان معانی در ردی دوش بدوش عبہر زار لیستہ جلوہ گاہ حیرتیاں باختہ ہوش پیمانہ دریہ ندلیست مانند سپہر ثوابت گوہر آگیں۔ خورنق رونق شادمانیست بارنا نشکن صد نگرخانہ چیں۔ فروغانی چراغیست پری پروانہ۔ سماوی ہیکلیست حرز بازوی فرزانہ۔ گوئی میکائیل نوال موکلے فراخ سماطے نہادہ است۔ و گرسنہ چشمان سخن را صلاۓ عام دردادہ۔ بیت اللہ تقدس معبدیست کہ کلید ش بدست فہم درست دادہ اند۔ و در ش براحرام بندان مزدا فدل کشادہ۔ و منا تیست یک سمستان زنار بنداں خیال در وی جبیں سائی۔ ارتنگی است بہ نمائش نقشہائے بدیع پشت۔ دست مانی وار زنگ بر زمیں سائی صفحاتِ ایں اوراق برہمنے است بدخواں۔ ہر ورق ازیں کتاب موبدی آتش استادان۔ آئینہ خانہ الیست گیتی نما۔ صفو تکدہ الیست معدعا۔ بردائب نندجلہ نشیں صادق مریم کردار۔ شوخ چشم نہ تندہ در سرانش بدان

بازاری ۔ تہیدستانند تونگر دل ۔ آزادگانند پادر گل ۔ عشاق طینتانند بخویشتن مایل ۔ سادہ پیکرانند نگاریں دل ۔ ہاروت پیشگانند زہرہ فن ۔ پری گوہرانند بابل مسکن ۔ سمندرانند قلزم کش ۔ نہنگانند سینہ پُر آتش ۔ برشتگانند پختہ مغز ۔ ہم بمغز پختہ وہم بپوست نغز ۔ بادہ آشامند سیہ مست از خود رفتگانند باشکیبائی ہمدست ۔ ہندی عنمانند پارسی کرد ۔ دھلی نژاداں اند صفاہاں پرورد ۔ ہاں وہاں ترسم کہ آنچہ سرودم ریختہ باشی ۔ ہمانا منتخب دیوان اُردو زبانست ریختہ کلک مسیحی فرتاب خدام قسطاس دانش اسطرلاب بنیش ۔ جوہر آئینۂ آفرینش ۔ معیار نقدگران مایگی ۔ معراج سلّم بلند پایگی ۔ فرمان قلمرو معنی پروری ۔ فرماں فرمای گیہان سخنوری ۔ گیتی خدایگان نو آئیں نگاری ۔ جہاں سالار تازہ گفتاری روان بخش کالبد سخن گستری ۔ بینائی فزائے چشم دیدہ وری ۔ فرازندۂ لوائے شوکت خامہ فروزندۂ چراغ دودۂ آمہ ۔ آیۂ ناسخ شہرت ہمداستاناں ۔ سرخیل انجمن نکتہ داناں ۔

سخن را از خیالش ارجمندی | معانی راز فکرش سربلندی
صریر خامہ اش بس دلپذیر است | بہشتی عندلیباں را صفیر است
ہمیں فرزند نہ آبائے علوی ۔ | ہمیں شاگرد روح القدس عالی
جہاں را سبید بلیغ آموز گار است | کزیں معنی شناس روزگار است
سرو سر دفتر شیوا بیاناں | دریں فن افتخار ہمز بانان
بجولانگاہ معنی یکہ تازے | فلاطوں فطرتے حکمت طرازے
نہ کلکش ریزش گنج معانی | چو ابر آذری در دُرفشانی
زصہبائے سخن سرشار گشتہ | ورق از فکر او گلزار گشتہ

موحد کیش صافی منش ستودہ خوئی فرہیدہ کنش، بزرگ نہاد پاکیزہ گوہر فرشتہ سرشت آزرم گستر، کیں گزار مہر پرور خورشید فروغ کیوان فرشکوہ مش نکوہ ستایش ستائے کشور معنی رادہ خدائے سرتا سر وفا وفتوت دیدہ تا دل حیا و مروت در رگ مصور روح مجسم عالم جان و جان عالم والا حسب عالی نسب سمی وصی وا پسیں وخشور اداش حضرت چارمین دستور اعنی استاذی مرشدی مولائی آخی مرزا اسد اللہ خاں بہادر غالب اللہم کمل الکلام بدیومہ لقائہ وحصل الحرام بجینونہ لقاؤ پوزش آئین نیاز گستر محمد ضیاء الدین نیراز دیو بار والائے اندیشہ پست دراں اندیشہ ست وگرانی قدر سنگ اندراں سنجیدی کہ این گرامی برادر زادہ ہا راکیگاں یگاں خلف الصدق دو دمان ضمیر بل ابو الآبائی مضامین دلپذیر است بہ تعلیم نوآموزان نکواز بدنشناس برانگیزد داین ارزندہ جواہر پارہ ہارا کہ ہریک ازاں سیمیں ساعد شخص خرد را پارہ و نازنین پیکر ہوش را گوشوارہ است برشیمہ پیش طاق شناسائی برآویزد باری کارساز ایزد بزرگ را ہزار سپاس کہ دریں زماں کہ سنہ مقدسہ ہجریہ نبویہ علی صاحبہا افضل التحیات واکمل الصلوٰۃ بہ یکہزار و دو لیست و پنجہ و چار رسیدہ آں دریں پسیچ و دلنشیں آرزو بمساعدت روزگار است ہنجار نہ قلاوری بخت بیدار خوشنز ازاں کہ بجواستم ردائے گرفت شاد کامی در دل جا گزید و اندوہ تردد گر دادری بدر رفت چوں باحصائے افراد ایں ہمایوں صحیفہ شتافتم ہمگی اشعار شعری شعار غزل و قصیدہ و قطعہ و رباعی یک ہزار و ہفتاد و داند یافتم الا با توانا ہوشاں ہوشی و شنوا گوشاں گوشی برشاہراہ شناخت فراوانی نیکو معانی یابد رفت نہ در پیغولہ

Marfat.com

بیغارہ زنی خردہ برقلت ابیات گرفت چناں کہ خود آں والا آموزگار درگزارش ایں ہنجار بہ پارسی نامہ خویشتن درپردہ سازان گفتار خود می سراید آری راست میفرماید ۔ شعر نگویم تا نباشد نغز غالب ۔ چہ غم گر ہست اشعار من اندک ۔ از من یادگاری و برائے دیگراں تذکار باد ۔

اشعار فارسی

بس است طول خدایا شبان تار مرا ⁂ بیاض صبح مدہ چشم انتظار مرا
مکن ہلاک کہ شادم بہ ناروائی خویش ⁂ بروئے من بکشا چشم اعتبار مرا
نمود تیرہ چو شب روی روشنان سپہر ⁂ بخاک سائی سرنخوت غبار مرا
دلش بسوخت چو برکارہائے بیمزد دہم ⁂ وفا نتیجہ بہ از مزد داد کار مرا
کنی نہ گر قدم رنجہ خنجرے بفرست ⁂ مخواہ در شب ہجراں تہی کنار مرا
بوجہ زردتے رویم شمرد از عشاق ⁂ رواج داد زر کامل العیار مرا
نمودہ سعی بہ بے برگئے من و خجلم ⁂ بکیسہ نیست چو پامزد روزگار مرا
فرشتہ خوش نبود عیب جوئے شرم آید ⁂ زرسم و راہ توائے کاتب یسار مرا
ز تیرہ روزئے د آشفتگی و رنجوری ⁂ بسنج خال رخ و زلف و چشم یار مرا
کشود گر خم زلفی دلے دراں بستم ⁂ کہ دادہ اند دریں جبر اختیار مرا
اگر نیامدن دوست مانعے دارد ⁂ سفید بہر چہ شد چشم انتظار مرا
سرے و شور و نشور و لبے و نفخۂ صور ⁂ فلک ز پہلوئے تیزرس نگاہ دار مرا
وعدہ فرمود بآبادی ویرانۂ ما ⁂ چشم ما حلقۂ زنجیر در خانۂ ما
وعدۂ روز بما عیش شبانگاہ بغیر ⁂ آہ از تیرگی نالۂ روزانۂ ما

Marfat.com

اشک از موج بود زادهٔ دریا گوہر ⁂ طرفہ کابستن دریا شدہ دُردانۂ ما
نیرّ امشب بفروغ مہ خورشید لقا ⁂ خاورستاں شدہ ہر ذرۂ کاشانۂ ما
خوش می برد بخواب عدم قصہ مختصر ⁂ افسانۂ درازی شبہائے تار ما
اسرار غنچۂ دل مضطر بروں فتاد ⁂ افتاد جام می زکف رعشہ دار ما
پیمانہ در کفے و دل شاہ در کفے ⁂ بہر خدائے لغزش پائے ایاس چیست
جام شراب برکف و نوشیدن لبے بہر ⁂ دیگر زحق بگو کہ ترا التماس چیست
نیرّ نقاب گر فگند از رخش نسیم ⁂ زچہ بباد دادن ہوش و حواس چیست
می نترسی زآہ نیم شبی ⁂ اے فلک تیر در کمان منست
دیدۂ اشک ریز دریا بار ⁂ بر سر ابر در فشان منست
در شبستان سینہ از تپ غم ⁂ شمع روشن ہر استخوان منست
گر ستم در کرشمہ افزوں باد ⁂ ہرچہ بر من ز دلستان منست
بنشاند ز سوز جگرم دوش بر خود ⁂ خواہم کہ بخنجر بشگافم جگر خود
پیچیدہ غبارم بہوا در گزر دوست ⁂ آں بہ کہ زنم آب ہم از چشم تر خود
چوں آمدہ ایم از عدم آساں بود اکنوں ⁂ پیمودن راہے کہ بود بے سپر خود
خواہم کہ برم نام تو در نزع و لبم خشک ⁂ در یاب بیک بوسۂ گل برگ تر خود
رخ ختم مکن ہرزہ چہ بندی بے قتلم ⁂ بر دیدہ وراں عرض کن اول کمر خود
دل می شکنی کج کلہاں را مشکن ہائے ⁂ طرف کلہ کج بسر خود بسر خود
نیرّ گزر از اشک و ببر نامۂ دشمن ⁂ تا دوست بدیں وجہ نہ ماند ز در خود
کہ وا نمود خم و پیچ جعد مشکیں را ⁂ کہ بوی نافۂ مشک تتار مے آید
شکستہ طرف کلاہ و کشودہ بند قبا ⁂ چہ بجود انہ بت میگسار مے آید
مگر بروی گل امروز تیز دیدہ کسے ⁂ کہ بوی خوں ز فغان ہزار مے آید

گاہی از خصت خوابی بکمانم دادند ⁖ بالشی از پر سیمرغ نشانم دادند
بعد دعوی ورع بادۂ ناب آوردند ⁖ تا بیک قدر شدم رطل گرانم دادند
کفش آنگونہ کزد سود تواں برد نبود ⁖ دانش آنمایہ کہ در باغ توانم دادند
تاشکستم قفس تن بجناح ارواح ⁖ در فضائی ملکوتی طیرانم دادند
دجلہ دجلہ گہر اشک زچشم ستدند ⁖ تا درافشانئے نیساں بزبانم دادند
دست در غارت کالای خودم بکشودند ⁖ بہر ایں گرمئے بازار دکانم دادند
رشک بر دامن من تا نبرد صفحۂ دہر ⁖ خامہ ہمچوں مژہ خونابہ چکانم دادند
بزاندر شب تاریک بجسم عریاں ⁖ ماہ از دشنہ واز سینہ کتانم دادند
رفت دوری کہ پیاپیئے ز دمے جام صبوح ⁖ مہلت از دہر سیہ کاسہ نہ آنست کہ بود
بر عرق ریزیٔ بے فائدۂ بخیہ گراں ⁖ ہم چناں زخم جگر خندہ زنانست کہ بود
گو رسیدم بحرم لیک سپاس اصنام ⁖ ہم چناں شکر خدا ورد زبانست کہ بود
روش دہر بیک گونہ نباشد نیز ⁖ نہ چنیں بود کہ ہست و نہ چنانست کہ بود
تا نقاب از روئے چوں خورشید او برداشتم
دیدم آں دولت کہ چشم از چرخ و اختر داشتم
رستن نرگس ز اطراف مزارم بعد مرگ
آگہی می بخشد از چشمے کہ بر در داشتم
ایں سر شوریدہ بر خشت لحد خوش آرمید
شد فرو در دسرے کز بالشش بر داشتم
بعد ازیں بر خود شدم مفتوں صفائے سینہ بیں
تا دمے دلرا بدلبر در برابر داشتم
گرد خاکستر سراپائے مرا سوز دروں ⁖ شد غلط چشمے کہ من از دیدۂ تر داشتم

Marfat.com

آندم کہ بخش چشم ودھاں کرد روزگار خندیدن از تو بوده واز ما گریستن
در نظم گر بہ جائزه کز لک دہی بچشم زین بعد ما و از ہمہ اعضا گریستن
ناخوانده تر سم افگند اے اشک باتماں تر کرد نامہ را دم انشا گریستن
من مانده محوروی وی وگریہ کرده کم او مانده محو رونے من از ناگریستن
ہاں ابر چشم قیس نہ خارج از حیاست بر مرقد مطہر لیلیٰ گریستن
زین پس بضبط کوشم و سوزم بسوز دوست فرسوده شیوه ایست ہما ناگریستن
ده نگاراں و خوش آمیختہ با جاں غم شاں نوش داروی جہانست بکام شم شاں
داد از پرسش خوباں و دم تودیع حبات کہ نمک پاش جراحات بود مرہم شاں
فرخا باده کشانے کہ ز صاحب نظرے ساتگین مے ناب آمده جام جم شاں
گوش کن نالہ عشاق پریشاں آہنگ کہ بسیر آمده در رقص ز زیر د بم شاں
تا زنم آتشے بچرخ آه مرا شرار کو تا دہم ایں جہاں بآب دیده اشکبار کو
راه رو گسستہ دم خفتہ بدشت پر مغیل مرد فراغ جوی را کاوش خار خار کو
تا تو ستیزه آوری من ره عجز بسپرم جور ترا کراں کجا شوق مرا کنار کو
بر لحدم نبرد کس شمع و چراغ بعد مرگ سوختن تنم ز سوز عشق سوختہ را مزار کو
شیوه شرم برنتافت کشمکش نیاز و ناز شوق زیاده جوی را حسن ستیزه کار کو
ار ہمہ دشت روزگار داشتہ تیز نوک خار پاے بہ آبلہ کجا راہ صبا فگار کو
نیز خستہ پاے را از عنایت سوی دیر تا ببرد بدوش خویش بمرہ حق گزار کو
پای در قطع ره شوق ز سر بایستے بگذرد از پای ز سر قطع نظر بایستے
پنبہ از زخم جگر ہمت کہ بر داشتمی جگر دیدن این زخم جگر بایستے
داد از ان رشک کہ بر پرسش داور دارم ریختن ہر خون کہ بیداد بہ یہ بایستے
دید چوں مرده بنا چاری من رحم آورد صورت زندگی از مرگ بتر بایستے

Marfat.com

ہست آویختہ زلف کسے می شنوم   از دل زارم ازیں بیش خبر بایستے

پردۂ دل گر کشود می چہ غمستے   لالہ ستانی نمود می چہ غمستے
راہ غلط کردم و بہ کعبہ فتادم
گر بدرِ ت جبہ سودمے چہ غمستے

رباعی

از کوری خود بروز الور عقرب
نیشی زدہ بپای نیر عقرب
بر مہ رسد از تو چشم زخمے نہ بہم
عن نیر اعظم نہ اصغر عقرب

نیر امشب طلوع بدریں بودہ   شمع کاشانہ روی صدریں بودہ
از مقدم ہر دو محتشم در یک شب
فرخندگی شبان قدرین بودہ

اشعار ریختہ

ممنون نہیں ہے برق سموم و شرار کا   رکھتا ہے حکم جلنے میں عاشق چنار کا
جب اپنے شغل سے دل خونیں نہ باز آئے   پھر کیا گناہ دیدۂ خونابہ بار کا
آنکھوں میں بوالہوس کے کھٹکتا ہوں مثلِ خار
احسان ہے یہ مجھ پہ مرے جسمِ زار کا

Marfat.com

ہے طیش عارض ہم کو یہ ضعف تواں نہیں — کل اڑ سکے گھر گئے پہ قدم کا نشاں نہیں

جب چاہو آؤ دل میں کہ ہے آپ کا مکاں — یہاں خوف شحنہ و خطر پاسباں نہیں

گر انتہا نہیں ستم و جور یار کو — شوق زیادہ جو کو مری بھی کراں نہیں

حیرت میں ہوں کہ نوک مژہ بشتر مثال — گھستی ہیں گر جگر میں تو کیوں خونچکاں نہیں

یکدوست صدق دشمن و دشمن دروغ دوست — کیا ذکر صلح جس میں صفا درمیاں نہیں

یاس ہے رجعت ایام گذشتہ سے ہمیں — گردش دہر ہے یہ گردش دولاب نہیں

نکلے آنکھوں سو دہیں جذب ہوتے دامن میں — بحر اشکوں کے کوئی گوہر نایاب نہیں

جتنے ہو نغمہ سرا اتنے ہی خونریز بھی ہو — چھیڑ ملتی کی چلی جائے جو مضراب نہیں

کعبہ کو زیر سے چلے نشہ شراب میں — مستوں کو کیا تمیز خطا و صواب میں

دار القضا کہاں رہی میخانہ بن گیا — ہیں مست جمع محکمہ احتساب میں

پیری و مفلسی میں نہ لو نام مے کہ اب — لطف ارتکاب میں ہے نہ اجر اجتناب میں

لے سادہ نامہ دوسرے سے کاتب لیبار — پاتا نہیں بیاض گر اپنی کتاب میں

آتی ہے بو تراب لحد سے عبیر کی — رخشاں ہوئے ہو خاک غم بوتراب میں

ٹ کے گرنے کا ہے خیال ہمیں — ساقیا لیجیو سنبھال ہمیں

شب نہ آئے جو اپنے وعدہ پر — گزرے کیا کیا نہ احتمال ہمیں

تیرے غصہ نے ایک دم میں کیا — مردہ صد ہزار سال ہمیں

دل میں مضمر ہیں معنی باقی — کسی صورت نہیں زوال ہمیں

طالع بد سے نشتر رخشاں — اپنے ہی گھر میں ہے وبال ہمیں

کیا پھر بچے تو فرشتہ کا جس جا گزر نہ ہو — بیت الصنم ہے شیخ خدا کا یہ گھر نہ ہو

چل کر خرام ناز سے برپا کرے وہ حشر — گر باز پرس کا اُسے خوف و خطر نہ ہو

آنسو اگرچہ رکھتے نہیں لیکن آہ گرم — ہے تجھ سے جیسے تشت کہ بے نامہ بر نہ ہو

Marfat.com

رخشاں جو آتے آتے ابھی رک گئے ہیں اشک | آنکھوں میں آگیا کوئی لخت جگر نہ ہو
چاک یکسر مرا گریباں ہے | دل کا محضر مرا گریباں ہے
لاغری میں بریدہ ناخن سے | مختصر رتر مرا گریباں ہے
رات سینہ سے سینہ کس کا ملا | کہ معطر ا مرا گریباں ہے
سینہ کا چاک کرنا سکھلایا | میرا رہبر مرا گریباں ہے
کرکے نومید ہمیں قتل سے پہلے یکسر | خون رلوا چکے کیا خون کا دعوا کیجے
بعد اک عمر جو آئے تو خجل ہوں کیونکر | آنکھیں پتھرائی ہوئیں اونکے تہ پا کیجے
ہے تصور مرا اس خاطر نازک پہ گراں | جتنا ہوا اپنے کو ہر غم سے گھلایا کیجے
نقش بر سنگ ہے وہ پیمان اپنا تمہارے دلبر | خوش ہوں مٹنے کا نہیں لاکھ مٹایا کیجے
تلخ کامی سو مذاق اپنے ہیں یکساں ہے تو پھر | عوض زہر نہ کیوں قند ہی کھلایا کیجے
بوالہوس اور بھی مرنے کی کرینگے خواہش | لیکے گل قبر پہ رخشاں کی نہ آیا کیجے

نواب زین العابدین خاں بہادر عارف تخلص[1]

نہال حدیقہ دولت بانی مبانی حشمت بلبل چمنستان سخنوری طوطی شکرستان معنی پروری مہر سپہر کمال روشن گر آئینۂ اقبال سحن سنج معنی پناہ ہنر پرور کمال دستگاہ بلند پایہ رفعت سرمایہ رکن بنای جاہ و ثروت معراج عروج ابہت و زبدۂ اراکین روزگار قدوۂ ارباب دولت ملک و دیار اقبل جہاں مقبول جہانیاں نواب زین العابدین خاں بہادر عارف تخلص خلف رشید نواب غلام حسین خاں

---

[1] یہ نواب غلام حسن خاں متخلص بہ محو کے بھائی اور نواب غلام حسین کے بیٹے تھے جن کا تذکرہ آگے آیا ہے۔

Marfat.com

بہادر ابن شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان بہادر سہراب جنگ مرزا اسداللہ خاں غالب کی خدمت میں مشق سخن بہنچائی ہے[1] اور تحقیق دقائق علمی اور تفتیش محاورات پارسی انھیں کی خدمت فیض منقبت میں کی ہے باوجود ناز و نعم ثروت کے اس فن میں محنت و مشقت کو اس درجہ تک پہونچایا کہ عرق سعی سے دامن گرداب ہوگیا اور آستین محیط اور فی الحقیقت اس فن میں وہ کمال حاصل کیا کہ شعرائے زمانہ قدیم میر و سودا و قائم و کلیم اگر اس زمانے میں ہوتے بیشک اس زبدۂ اہل کمال کے سامنے زانوی شاگردی تہ کرتے غزل وہ کہ ناز و انداز معشوقوں کا ہر نکتہ پہ جان فدا کرتا ہے اور قصائد وہ کہ جاہ و جلال سلاطین کا ہر لفظ پہ نثار ہوتا ہے جب مضامین عاشقانہ غزل میں خرچ ہوتے ہیں ہر دائرہ کے دہن سے آہ و نالہ آسمان تک پہونچتا ہے اور جب وصف معشوق اوس میں ادا ہوتا ہے تو مدات حروف سے اشارۂ ابرو اور چشم صاد سے غمزۂ دل جو ٹپکتا ہے مضمون سوز غم سے کشش ہر حرف کی شعلۂ جوالہ اور معنی رنگین سے ہر لفظ رشک گل و لالہ بہار زمین میں سخن سبز و اوراق بیاض رنگیں اور رزمیہ میں زبان قلم سناں اور خط زرہ ہیں اگر بزم کا حال لکھا ہر دائرہ زمزمہ سنج ہوا اور اگر غم کا ذکر کیا ہر شکن کاغذ کا شانہ درد و رنج بن گیا بیت۔ گر خار نوشت در دل خصم خلید ؛ ور گل بنگاشت بر رخ دوست شگفت ؛ فی الحقیقت کمال کی علامت اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ شاگرد بر استاد کو ناز ہے اور کیوں نہ ہو

---

[1] نساخ نے لکھا ہے کہ شاہ نصیر سے بھی ان کو تلمذ تھا سنہ ۱۲۶۸ ہجری میں دفات پائی (سخن شعرا ص ۳۱۴)

Marfat.com

کہ ان کی وضع جدید نے اسلاف کی کہنہ طرزوں کو آب عرق سے دھودیا اور مضامین بیگانہ نے طبیعت اہل علم کو ان طرزوں سے مطلقاً ناآشنا کردیا اب وہ روزگار ہے کہ ہر سمت میں علم کمال و ہنر اس صاحب سخن کا بلند ہے بلبل اگر چمن میں کچھ بولتی ہے یا غزلہاے عاشقانہ اس زبدۂ کمال کی پڑھ کر چاہتی ہے کہ اس کے اثر کے وسیلہ سے گل کو مہربان کرے یا زمزمہ اسی قدوۂ ارباب معنی کی ثنا کا وقف زبان رکھتی ہے قمری کو زمزمہ کوکو سے اسی سخن سنج کی تلاش مطلوب ہے اور نرگس کو چشم باز رکھنے سے اسی صاحب کمال کا انتظار طبیعت کے مرغوب ہے نغمہ سنقبت بے نہایت ہے اب انھیں دو کلمہ پر اکتفا کر کے چند شعر لکھتا ہوں تاکہ حقیقت ان کے کمال و ہنر کی اہل ہنر پر واضح ہو جاوے۔

این نامۂ صد جلال بکشا   دیباچۂ صد خیال بکشا

اشعار ریختہ

سخت شرماتے ہیں اتنا نہ سمجھتا تھا او نھیں
چھیڑنا تھا تو کوئی شکوۂ بیجا کرتا

دل میں اوتر گئی پہ نہیں دل کو کچھ گزند ... کیا یہ نیام ہے تری تیغ نگاہ کا

ہم نے اس تدبیر سے اوکی کیا شب بیجاب ... کچھ کہا ایسا کہ وہ جامہ سے باہر ہو گیا

نہ آئے سامنے میرے اگر نہیں آتا ... مجھے تو اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتا

لکھیں وہ ہمیں نامہ سمجھ میں نہیں آتا ... کیا اور ہمارا کوئی ہمنام نہ ہوگا

گر ازل میں مجھ کو دیتے مانگنے کا اختیار
خضر کی عمر اور میخانہ کی خدمت مانگتا

Marfat.com

دیوانگی میں غیر کو دوں خاک گالیاں — اب مانتا ہے کون برا میری بات کا

عارف شراب بہر صبوحی نہیں نصیب — مقبول ہو تو کیا ہو ہماری دعائے صبح

وفور شوق سے جاتا ہوں آگے آگے ہیں — مجھے سمجھیو نہ اے پیر رہنما گستاخ

اسی انداز پہ ٹھہری جو قیامت آئی — ہے خدا کو بھی کہیں کیا تری رفتار پسند

دی ہم کو جان اور کیا ہم سے زر عزیز — زر جان سے زیادہ ہو وہاں بھی مگر عزیز

اون کے آنیکی جنازہ پہ توقع کس کو — وہم کرتے ہیں جو آتے ہوئے بیمار کے پاس

بند ہو جاتے ہیں شیرینی سے لب قاصد کے
بھیجنا کیجیے پیغام زبانی موقوف

ہوئیں جو چرخ کے بھی برابر تمہی کہو — کوئی ستم اوٹھائے تمہارے کہاں تلک

جان ٹھرایا ہے تمکو ہائے کیا کہتے ہیں لوگ
ہم مرے جاتے ہیں تم کو بیوفا کہتے ہیں لوگ

جس کے طالع میں ہو جو کچھ وہی ملتا ہے اوسے
عقل حیراں ہے میسر مجھے کیوں خواب نہیں

خوف ہے حبس نفس سے کہیں بڑھ جائے نہ عمر
سانس لینے کی جو فرقت میں مجھے تاب نہیں

کنج لحد میں رکھتے ہو راحت کی تم امید — عارف مگر زمیں کے تلے آسماں نہیں

تاایک وضع پہ ہوں دائم عذاب میں — ضد سے مری زمانہ نہیں انقلاب میں

غصہ میں اون کو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش
کیا لطف ہم نے شب کو اوٹھائے عتاب میں

شوخی ہے اون کا شیوہ تو کھلتا نہیں ہے راز
گو وہ کسی کے واسطے ہوں اضط[illegible]

نازک ہے بس کہ عہد اوسے مشکل ہے توڑنا ہوں شاد دل لگا کے بت نازنیں کے ساتھ

میں ہوں بیتاب و نواں کیونکر نہ وہ بیباک ہو

صبر اب دل میں کہاں ہے میرے جو اس پر نہ آئے

نہ نور و زن کوئی سینہ میں نہ پہلو میں شگاف

دل سے ارماں مرے نکلے بھی تو کیونکر نکلے

نہ قتل کر مجھے جب تک کرو ن نہ غیر کو قتل

کہ شرع میں تجھے دینا نہ خون بہا ہو نچے

نواب غلام حسن خاں بہادر[1] متخلص بہ محو

سلمہ اللہ تعالیٰ

محو مراسم سخنوری بانی بنائے ہنر پروری نخلبند حدیقۂ معنی پیرائے صورت گر لفظ طرازی و عبارت آرائی بلبل خوش لہجہ گلزار کمال طوطی خوش سخن نیشکر زار جلال زبدۂ ارباب دولت و اہالی حشمت قدوۂ صحابِ ثروت و خداوندان مکنت یگانۂ جہاں و فرید آواں نواب غلام حسن خاں بہادر متخلص بہ محو خلف رشید نواب غلام حسین خاں بہادر بن شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان سہراب جنگ طبع معنی آفرین اور فکر دشوار گزین رکھتے ہیں، ان کے اشعار گوہر نثار سے فکر بلند اور اندیشۂ عالی پہ پے لے جا سکتے ہیں۔ الفاظ ترتیب اور نکتہ

---

[1] یہ ذوق اور غالب کے شاگرد تھے۔ نساخ نے ان کے ۵ شعر نقل کیے ہیں۔ جو خود انھوں نے تذکرہ کے لیے دیے تھے۔ (سخن شعراص ۲۳-۴۲۲)

Marfat.com

ہائے باریک اور تشبیہات لطیف اور استعارات غریب اور تلمیحات دور آہنگ اس انداز سے ان کے کلام پاکیزہ و عبارات شستہ میں دیکھی گئیں کہ اگر سامع بے اختیار وجد کریں تو کچھ بعید نہیں۔ طبع ان کی خوی دلبران سے نازک تر اور فکر ان کا بالائی خوش قداں سے بلند تر اس کمالات ظاہری و معنوی پر خلق و حلم کا مرتبہ ایسا بلند ہے کہ اس کا کچھ بیان نہیں ہوسکتا۔ اس یکتائے روزگار کی ذات اقبال آیات کو جامع ضدین کہا چاہیئے کہ باعتبار کمال کے پیر ہے۔ سبحان اللہ زبان کو یارا اور قلم کو تاب نہیں کہ وصف از اوصاف حمیدہ سے ایک حرف لکھ سکے۔ چند اشعار ان کی نتائج طبع سے درج کتاب ہوتی ہیں تاکہ بلندی افکار پر دلیل ہوں۔

اشعار ریختہ [1]

قید ہستی سے رہائی غیر ممکن تھی ہمیں
آج دم دیکر اجل کو ہو گئے آزاد ہم

بیٹھتا ہے کھینچنے جب خود وہ تصویر یار
مسکرا کر دیکھتے ہیں صورت بہزاد ہم

گھر سے نکالتا ہے اگر ہاں نکالیے
ناحق کی جستجو میں نہ میری جاں نکالیے

موجود ہوں میں سامنے تیغ و کفن لیے
جو جو تمہارے دل میں ہیں ارماں نکالیے

سخت جاں صحبت سے تیری اے ستمگر ہو گیا
بت پرستی کرتے کرتے میں بھی پتھر ہو گیا

اتنا تو ہوا ہے مرے نالوں کے اثر سے
گھبرائے ہوئے پھرتے ہیں اب بام پہ وہ بھی

---

[1] شعر نمبر ۲ کے سوا باقی ۵ اشعار ناسخ نے بھی نقل کیے ہیں۔
سخن شعرا ص ۴۲۳،

Marfat.com

نواب ذوالفقار علی متخلص بہ آذر

سخنور شیریں زبان نواب ذوالفقار علی خان متخلص بآذر بیٹے نواب حیات علی خان کے پوتے معتمد الدولہ نواب احمد علی خان کے پڑپوتے نواب یعقوب علی خاں کے جو بھائی تھے شاہ ولی خاں وزیر احمد شاہ بادشاہ دہلی کی جانب سے منصب قلعداری شاہجہان آباد سے سرفراز تھے چونکہ بسبب گرمی فکر تیزی طبع کے آتش زبان واقع ہوئے ہیں اور تخلص بہت مناسب پڑا ہے الحق اسم بامسمیٰ ہیں حضرت اسد اللہ خاں غالب کے ارشد تلاندہ سے ہیں اور فکر رسا رکھتے ہیں یہ چند شعر اون کی عالی فکری پر دال ہیں :-

اشعار ریختہ[1]

مرے ستانے لئے کام اوس سے ایک جہاں کے لئے
جو میں نہ ہوں تو نہ ہو گردش آسماں کے لئے

شکر پر وہاں زبان رکتی ہے　　　شکوہ کرنے کی کیا مجال ہمیں
ہوئے ناخوش تیاں دیکھا جو مجھکو　　　خدنگ غمزہ نے گویا خطا کی

جناب مولوی عبد اللہ خاں متخلص بہ علوی غفر اللہ لہ

زنگ زدائے آئینہ معنی نمائی سخن رنگ افروز معانی تازہ والفاظ کہن

---

[1] نساخ نے بھی دو شعر نقل کیے ہیں - (سخن شعرا ص ۱۹)

[2] اصل میں [illegible] خو[illegible] کے رہنے والے تھے اور [illegible] دلّی میں رہتے تھے (باقی صفحہ ۱۹۳ پر)

Marfat.com

جلوہ دہ عرائس افکار بلند آرائش گر انکار معانی ارجمند ہم آغوش شاہد مضامین دو ہمکنار نگار لطائف حضور ساقی خم کدہ اسرار ابد و ازل واقف اسرار علم و عمل نظر باز حسن صافی نہادی جلوہ طراز محفل پاک نزادی آئینہ دار کمالات صوری و معنوی مولوی عبداللہ خان متخلص بہ علوی سن شریف آپ کا چالیس سے اور کمال ظاہری و باطنی ہزار سے متجاوز تھا اگرچہ اصلی وطن مولد شمس آباد تھا لیکن چونکہ ایام طفلی سے بود و باش حضرت شاہجہاں آباد میں رہی تھی گویا یہ ہی وطن ہو گیا تھا بہ سبب استعداد خداداد کے ہر فن میں ید طولی رکھتے تھے خصوصاً نظم و نثر تازی و دری میں اور چونکہ فن فارسی میں خواہ باعتبار انشاء نظم و نثر کے خواہ بہ اعتبار درس و تدریس کے مزاولت کمال اور مشغولی اوقات بہت رہی تھی اسی فن کی نسبت سے شہرت پائی تھی اگر اعتساف دلی سے دور اور حسد و رشک سے خالی ہو کر اس زبدۂ ارباب کمال کا حال دیکھا جاوے اور رتبہ سخن پر نظر کی جاوے تو معلوم ہو کہ ذات مقدس آیات اس صاحب استعداد خداداد کی کیا جوہر قدسی تھی کہ ہر کار در زنلکی بعد ہزار گردش کے بھی ایسا نقش پیدا نہیں کر سکتی اگر نظم ہے رنگین تر از گل ہے اور اگر نثر ہے مطبوع تر از مل ہے کاغذ ان کی بیاض کا بہ سبب شگفتگی معانی کے گل سے خنداں تر اور قلم بسبب رفتار دل کش کے سرو سے نمایاں

(بقیہ صفحہ ۱۹۲)
مولوی امام بخش صہبائی کے استاد تھے (ریاض الفردوس از مولوی محمد [illegible] مطبوعہ [illegible] ص ۱۱۸) کبھی کبھی اردو میں بھی شعر کہتے تھے۔ نساخ نے ان کے ۳ شعر [illegible] کرکے [illegible] نقل کیے ہیں ان کی تصنیف سے انشائے صفیہ بابل اور ہمت نامہ وغیرہ کتابیں ہیں (سخن شعراص ۳۲۴) اس کتاب میں جس تفصیل سے ان کے حالات دیے گئے ہیں وہ کہیں نہیں ملتے۔

Marfat.com

سطور تازگی مضامین سے موج سبزہ سیراب اور نقاط بسبب کیفیت معنی کے قطرات شراب زبان قلم ترانہ ہائے شیریں سے بلبل اور اوراق سفینہ مضامین رنگین سے برگ گل بلبل اگر ان سے تعلیم نہ پاتی شیوابیان نہ ہوتی اور قمری اگر ان سے فیض نہ لیتی صبح خوان نہ ہوتی ان کے معنی نازک سے خوی دلبراں خجل اور ان کے مضامین پاکیزہ سے مزاج لطیف طبعاں منفعل زبان جس کمال کو بیان کرے چاہیے کہ دفتر دفتر کہے اور فکر جس من میں تامل کرے غالب ہے کہ ایک عمر تک اوس میں الجھا رہے اور حال یہ ہے کہ حیلہ سازی سے زمانہ بخیل مزاج روا نہیں رکھتا کہ ایک دم بھی ایسے کار شریف میں مصروف ہو کر تدارک مافات کرے ایک مدت گذرتی ہے کہ شاہجہاں آباد سے بامید تلاش معاش دل برداشتہ ہو کر پورب کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں کسی جلیل القدر انگریز نے کمال قدردانی سے انکی صحبت فیض موہبت کو مغتنمات عظمیٰ سے جان کر التزام کیا کہ چندے اوقات کو اس صحبت میں صرف کرے اتفاقاً کئی مہینے کے بعد ان کو اوس سے مفارقت کا اتفاق پڑا اور چونکہ فن طبابت میں معجزہ مسیحا اور ید بیضا رکھتے تھے اوس نواح میں اکثر آدمیوں نے اون کے علاج کی برکت سے امراض صعب سے نجات پائی اور وہاں کے باشندوں نے ان کی بود و باش کو غنیمت سمجھا اور چاہا کہ کسی طرح یہ نعمت غیر مترقبات سے نہ جاوے اوسی طرف کے ایک رئیس نے ان کی خدمت میں رجوع کی اور بعد امتحان کے جب دیکھا کہ یہاں نہ جو ئی لطف شافی حقیقی یہ چاہتی ہے کہ مرضائے جاں بلب انھیں کے انفاس فیض اقتباس کی برکت سے جان تازہ پاویں اصرار کیا کہ نظر بر دست زائی اگر او رجکہ نان تو قع روغن میں پڑے یہاں کی نان جویں بہ فضل نہ دیا جاوے

Marfat.com

چونکہ خلق طبعی اور کرم جبلی ان کی طبیعت فیض موہبت میں مستقر تھا اوس رئیس کی رفاقت اختیار کی اور غربا و مساکین کو ان کی ذات کمالات سمات سے ایسا فیض ہوا کہ نفس عیسوی کو اگر اوس پر رشک ہو تو کچھ عجب نہیں جو کہ فلک دوار نہیں چاہتا کہ ایسے فرد کامل صفحۂ روزگار پر چندے موجود رہ کر موجب استفادۂ خاص و عام رہیں ۱۲۶۲ھ[1] میں عالم باقی کے طرف راہی ہوئے اور ان کی تاریخ وفات بعضے اذکیا نے یہ پائی ۔ تاریخ

علوی کہ چو او نداد کس داد سخن ۔۔۔ چوں او نرسیدہ کس ابفریاد سخن

ناگہ ز جہاں رخت اقامت بربست ۔۔۔ ہاتف گفتا فتاد بنیاد سخن

نظم و نثر ان سے صفحۂ عالم پر بہت یادگار ہے تفریحاً للناظرین کچھ نثر عربی اور کچھ نثر فارسی اس کتاب میں مندرج کرتا ہوں تاکہ ارباب انصاف کو معلوم ہو کہ نظم عبارت اسی نظم سے ہے اور نثر اشارت اسی نثر سے۔

رقعہ عربی

یا اھل نجد اصغوا القصتی ۔۔۔ نشرت منازل حسنے النعائم

عذلت نفسی فی ما نضیعت ۔۔۔ نقد الحیواۃ بکسب الذمائم

نادلتھا لطواف لکعبۃ ۔۔۔ ارجعہ بذلک عفو الجرائم

ھی اُم رحم وداعی عکوفہا ۔۔۔ بلغت اُم رحمتہ من کرائم

ببیت عتیق وصادی نخیلھا ۔۔۔ احسی لسمع من ذکر عمائم

قالت صدقت ولکن طالما ۔۔۔ عاد المحب لفسخ العزائم

---

[1] ساخ نے لکھا ہے کہ سنہ ۱۲۶۳ھ میں شمس آباد میں انتقال کیا۔ سخن شعرا ص ۳۲۴)

Marfat.com

واللہ کیف احبازہ الواجد ان یترک الحب من لوم لائم
کلب المحبیب حبیب لعاشق ام ظبی بیت وصوت الحمائم

فقد فضلی و براعتی وکلت لسان براعتی لیلاً حضات النبراس، واخذت القرطاس لانشرح ہیمانی واُنمق نوقانی الی البارع الکامل البدر الحلاحل و اماء العلو سماء اسمو، عقوب احرار الرجال یعقوب کنعان الجمال، یعسوب میدان الکمال، باسط الیدین عطار، غامض العینین جبار، ابی النفس رضی الشمائل، شدید الباس سدید الخصائل، رائض العادات بالاحسان والسماحۃ رائض العادیات فی رہان الشجاعۃ، لہ سابقۃ فی الکیاسۃ وحاذقۃ فی الریاسۃ، بہرالاتراب نکراً ودھاءً، وفاق الآفاق ذکراً وثناء۔

قطعہ

لازال عذبۃ سوطہ متحرکا یوم العطاء یوم حرب القعصب
ولہ سنان اللحظ دون کنانۃ لو اُلقیت لتری الحسود مقرعب
تام البرایا حولہ متدانیاً لجنوبہم کالصفا ممبن لمشرب
وسعی کباش القوم حین رکوبہ ملقی الایادی فی موخر فیقنب
للہ در الواصفین لہ بأن نذ فقت معناً بالجواد العنترب
والقائلین بانہ لما سری فالشمس لا تمتیز عن کوکب

شبع الجیاع من مائدۃ نوالہ، وسعی النساع من معین عونہ وینابیع افضالہ، علی الجد فی الاعصار، ولی الجد فی الآثار، احدثنا ناو لسان دالکرم نطقاً وضمان وجود مثلہ فی الجو داعز من بیضۃ انوق۔ واما الحاتم فما ہو الافخار بواب السوق، نجیب الطرفین سعید الکونین، حاجی الحرمین الشریفین، صاحب السطوۃ

Marfat.com

والصولۃ والتجبر، نواب محمد مصطفیٰ خان بہادر، رفع اللہ کعبہ وسہل صعبہ، واذب
ہیبۃ وبصر جیشہ، نصر نعیمہ وارغد عیشہ مادام تماکر من السماء من صبوح الصبح
وغبوق الماء، واوصل الکلام الی ان ایہا الامیر المنعام، حیاک السلام باسلام،
ونصرک علی نیل المرام، انک مذ تحریت زیارت الحرام، ورمت الی السمت
المحترم وتراکضت خیول الارادۃ، وانتہضت الیہا بالخیر والسعادۃ حتی الفراق
علی المنیۃ واحببت الہلاک بالامنیۃ فالست، بسند ثنۃ بابہا والقیت اسحاب
الدنیا الی وجوہ اصحابہا، فانت دبیر النیاق الی الرافالات فی البطحاء، کان فی
محاذیہا اللیل، وانا فی صقع ہذا الصحراء کالغریب الضال فی الظلماء، تجافی
جنبی عن الضجوع وبلت عینی من الدموع، ولابد من ہذہ الوصب اولا راحۃ
من تلک النصب، وذروۃ سنام ما جری من الآلام، خسران صفقتی بما سافنی
المقدود من محاریب الادماء ولبعد نی من مجالس الارباب، فانی لبعد تود لیع
الخدام الامجاد مکثت مدۃ ایام فی شاہجہان آباد، ثم لما اصابنی من الدہر
کلبۃ وکربۃ فسمت سنام الغربۃ وترکت رباع الدہلی ودیارہا وجوبت
الارض انجادہا واغوارہا، حین یبکی السماء علی حالی ویضحک البرق علی
بلبالی، فجرحت من اکل الجواد وانضوت مراکب الاجہاد حتی نزلت فرخ
آباد، تعززولی اہل ہذا البلاد، وہاربی فی کل قارد بار اشرابت الی اعابنہا
وحفت علی نالیباد مجنبہا، واکرموا مثوای حتی نزعت خفی والقیت عصای
فلبثت بلتاد تحسست مکانا علیا۔ ولبعد زمان یسیر تقربت الی الامیر الکبیر
الطالب المنیر والتواب الراغب الی الحق والصواب، المعروف بالدولۃ
والشہامۃ، الموصوف بالصولۃ والصرامۃ، حسن الظہار والبطان رفیع
المحل والمکان الفائسہ مسک سحیق اخلاقہ خمر عتیق محمد علی ذری العلا

Marfat.com

منذا استنزل من حجرامه واَفاح السماء والغبراء بفوائح ما فی جیبه وکمه، قد خلق علی فترة من الابرار فکان راساً علی البعید والاحرار، الزہرة النضرة فی الریاض المرتضوی السید الامجد محمد علی خان الصفوی الموسوی، لازال دوحته فضله متفرعاً بالاجلال وینعنہ جودہ ہنیئاً سائغاً فی مذاق اہل الکمال، فاستبقنت البدری علی جنابہ۔ وکنت الی ھذہ الایام عاکفاً علی سدۃ بابہ ہی مخرفۃ النعم، ولکن لا احظ منہا الا بالامم۔ وہولی النفع لان الرشف النقع، ازاح علی معانة الزمان الامعونة ہجران الاحباب والاقارب والاقران۔ فانہا تزید یوماً بعد یوم وتشغلنی عن الاکل والنوم، وملارک ذلک الصعاب وراس کل کلال والعاب بعدی عن عتبتک الشریفة التی ہی میقات اہل الفضل والنباہۃ میعاد اصحاب المجد والوجاہۃ، فلوۃ قلبی بتذکرھا وعمد عینی تصورھا۔ راغوثاہ ثم واغوثاہ، طالت مقالتی ولم تتف رسلالتی الآن ابین مالا ید ور حول شوائب التکلف وغوائل التصلف لان الناس عندلعینین والاغراق یحتمل الکذب والمین۔ وھوانی عبد المفتقر مقروا روت نقیعة عودک من سفر فشاورت العلب وتفحصت الامکان والساقة فال حسبک ہذہ البطاقة۔ فقط اعجل السفیر حتیٰ یلجلج اللسان فی التقریر وتحریر القلم فی التحریر۔ فالعفو مسئول من مثلک البحر النحریر فقط وانا ارجو من فضلک العمیم ان تسلم منی علی المولی المفضال السید المتعال البارع الباہر الحاذق الدہر۔ صعد علی مدارج العلوم صعود اسعاد النجوم ونزل فی نقاد الحکم نزول المطر من الغیم۔ بدر الملة صدر الشریعة بحر البر وبر الامتنان نہر الفضل وینبوع الاحسان، مفتی محمد صدر الدین خان حرر فی العشرین من الجمادی الاولیٰ۔

❖

نثر فارسی از صحبت نامه

در روز غسل حمامی چرخ بفروغنن گرما به صبح دمید، و آفتابکی دوران آفتابه ازین خورشید با چلابچی دائرۂ افق در پیش کشید بیش کاہان عرق خانہ گلشن دست بہ تہیۂ اسباب غسل برآوردند، ارغوان غسول شبنم در پیالہ گذاشت و گل پیالہ سر خاب بدست ہم داشت۔ شمشاد شانہ در آب کرد و چنار بہ دلاکی دست برآورد، پنجۂ لالہ کیسہ از دست کشید و بہار آفتابی ابر و بدوش رسید۔ تجلی باصلاح خط عارضش سوسی طلبید و موسی بہ شوق نورہ مالیدن دست از بغل برکشید۔ خنک ازین شادی کہ بادای خدمت آب کشی آب خود را روشن ساختہ آب پیوست انداختہ۔ غنچۂ آب از رائحہ بدنش ببوسید و سنگ پا بشرف پابوسش لعل راہم سنگ خویش ندید پا خراماں و دامن کشاں بجامہ خانہ درآمد، این رباعی از زبان ملہم غیب برآمد۔

رُباعی

ای جود تو خلعت رہ عریانی پاس

زود آو برون کن از بر خویش لباس

از مہر نو آتش بدل حمام است

در شوق تو آب گشتہ در دیدۂ طاس

آرایش گر بہار بقبا گیردانی سہی قامتان گلزار در دید و خیاط نامیہ قبای محرمات را برقامت سرو آزاد برید، نسیم بہاری بلقرطق دوزی اطفال چمن سوزن بنفشہ از بقچۂ زمین برآورد و ابرآذری لبستان باماہای پرک

Marfat.com

تاب نو رسیدگان گلشن از گل کوزه صد کلیزه پر آب کرد، آزاده دلان قید تقطیع و فارغبالان تغیر لباس از همه بریده برخلاف یاران لباسی از ته دل بساط نشاط انداختند، و مرغان خوش الحان در هر گوشه غلغل نوروزی بلند ساختند، عندلیب راه چامه وران برنگی سر نکرده که گل جامه بر تن دریده سراپای خود را گوش نسازد، و قمری با صول فاخته نشیدی بلند نساخته که صنوبر باندازِ نثارش صد لخت دل از سینه بیرون نه اندازد، ساربان لغی غم گسار فقرات این زمزمه سیر رنگ را با آهنگ راست بگوش بینوایان دائره عشرت انداختند۔

باز بر آتش گل باد صبا زد دامن — باز بر خاک چمن ریخت هوا دُرِ عدن
نامیه کرد دگر جامه خورشید نو — دوخت سبز بر تن اشجار دگر پیراهن
آب بگشاد چو از خدمت گلزار کمر — باد بشتافت ز جنت که پرستارش من
صبح برخاست که گلهای چمن خندانند — ابر بنشست که بارد بهوای گلشن
صبح آن قابله کانگشت زند بر لب طفل — ابر آن دایه که سبزا و دش از مهر لبن
وقت آن شد که کنون نامیه چون رنگرزان — که بقم بر سر کار آرد گاهی روین
گر نه از فرط طرب تن بفزاید بر خویش — ورنه از فیض هوا روح ببالد در تن
چیست آخر که بآن لاغری و رنجوری — بید گردید چنین فربه و نرگس بهکن
ای حریفان چمن عهد شباب است بلی — بوسه از ما و لب از جام و ز مطرب تن تن
از پی تهنیت عیش خرامان دوان — بلبله سوی سبو رفت و سبو جانب دن
شیشه بندی کند ش ساقی شیرین حرکات — بگذرد گر بچمن زاهد شیشه گردن
بلبلان رنگ صدا به که بود بسته تنگا — غنچه دیگر بچمن آمده انگشتک زنان
خوش خوش آن آتش سیال که از تاثیرش — خشک دامن شده رندی و ورع تر دامن

Marfat.com

بح بح آن دلبر رقاص کز افشاندن دست　　پشت دستی بزند بر رخ اندوه و محن

و خامہ طاؤس رفتار طوطی منقار بصریر دلپذیر این ترانہ تازہ را آویزہ گوش عرب و عجم ساخت۔

اشعار فارسی

نخواست غارت دست زمانہ باغ مرا　　درون سینہ نہاں داشت عشق داغ مرا
وفا پرست سر کاکل تو ام مگذار　　کہ بوی مشک پریشاں کند دماغ مرا
فلک ز اختر بد بین سپند پر دلسوخت　　شبے کہ آتش ہجراں فروخت داغ مرا
دلے ز گردش چشمش خدا نگہدارد　　کہ گرد باد بود آستین چراغ مرا
اسیر عہد غم ای خزان عیش برد　　کہ نیست رنگ شکستن بہار باغ مرا
دلم ز کم نگہی ہای او پر است مگر　　خمار چشم تو خالی کند ایاغ مرا
امیر قافلہ دشت وحشتم عاصی　　نمود زرد رنگ زخم میکند سراغ مرا

اسیر تلخی نزعست جان بسمل ما　　کہ زہر چشم بتاں می تراود از دل ما
ہزار قلزم خوں می کشیم و تشنہ لبیم　　ز آب تیغ تو گویا سرشتہ شد گل ما
گزشت عمر در آمد شد وجود و عدم　　قضا بہ گردش چشم کہ بست محمل ما
نصیب حاصل ما نیست گر ہمین جوہر　　نصیب برق شود کاش جملہ حاصل ما
بہ فتنہ گرمی ہنگامہ طرب داریم　　فروزد از نفس صبح شمع محفل ما
دلم شکست ستمہاے زلف او یارب　　شکستہ تر شود آنکس کہ بشکند دل ما
نم سرشک قرارم ز ہد چو ریگ رواں　　بردی آب مگر ساخت عشق منزل ما
ستم ظریفی و علوی مزاج دان نبود　　بگرنہ ننگ طبیبان نخواست بسمل ما

Marfat.com

اشکم رود از دیدہ و مقدار نداند | این نو قدم اندازہ رفتار نداند
گر جیب نماند است بزنجیر درآویز | آں کن کہ کسی بیند و بیکار نداند
داغم ز دل سادہ کہ خوش کردہ بہر خوب | ارباب تماشا ز خریدار نداند
یا قصۂ زنجیر بگو با سخن زلف | واعظ دل من سبحہ و زنار نداند
گہ بر رخ و گہ بر مژہ خوب تو افتد | دیوانہ نگاہم کہ گل از خار نداند
بی ہمرہی غیر نیابد بگلستاں | این سادہ تو گوئی رہ گلزار نداند
غیر آید و صد راز بپرسد ز نگاہت | پس با منت این حیلہ کہ گفتار نداند
جاں میطلبد و ربدل نیم نگاہے | نقصان خود و سود خریدار نداند
دشوار کہ آئی تو بہ نعش وی و علوی | مردن بسر کوے تو دشوار نداند

جناب مولانا مولوی امام بخش صہبائی

تخلّص سلمہ اللہ تعالیٰ

رنگ زادائے آئینۂ سخنوری مصقل مرآت معنی پروری نخلبند حدیقۂ کمالات صوری، پردہ کشائے حسن جلائل معنوی معجزہ طراز طرز تازہ بزم افروز حمائد بے اندازہ، ساقی خمکدۂ سخن سرائی مولوی امام بخش متخلص بہ صہبائی ۔ نسب آپ کا والد ماجد کی طرف سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک اور والدۂ مشفقہ کی جانب سے حضرت غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے کمالات ظاہری اور جلائل باطنی اور حسن خلق اور حمائد اطوار میں پسندیدۂ خالق و مقبول خلائق ہیں ۔ خلق و روش آپ کا آئینہ بہار اور اوضاع حمیدہ آپ کے محمود روزگار ۔ اس حین زمان میں ایسی جامعیت کے ساتھ کم کوئی نظر سے گزرا ہے اور طرفہ یہ ہے

Marfat.com

کہ فنون متعارفۂ سخنوری مثل تحقیق لغت و اصطلاحات زبان دری اور تدقیق مقامات کتابی اور تکمیل عروض و قافیہ و استکمال فن معما وغیرھا میں ایسا کمال بہم پہنچایا ہے کہ ہر فن میں یک فنی کہنا چاہیے ۔ بیت پذیرفتہ از ہر فنے روشنی ۔ جداگانہ در ہر فنے یک فنی[1] شروح کتب اور رسائل قواعد زبان فارسی اور رسائل علم عروض و قافیہ اور معما جو آپ کے رحیقۂ قلم نزاکت رقم ہیں ایسے نفائس مقاصد اور جلائل مطالب پر مشتمل ہیں کہ متبعان فنون مذکور کو ان فوائد جلیلہ کا حصول بعد ایک عمر دراز کے بھی متعسر ہے، خصوصاً رسالۂ گنجینۂ رموز کہ صنعت معما میں آپ کے خامۂ معنی طراز سے جلوہ پرداز ہوا ہے ہر چند رسائل متعددہ اس فن میں اساتذۂ سلف سے یادگار ہیں لیکن جو کہ ع ہر کار رہین روز گارے است ۔ حسن اس کمال کا اب تک گنجینۂ تقدیر میں سربمہر امانت تھا اور ان پیشوایان فن دقیقہ یابی کو اس طرز و انداز سے سوائے آرائش سہل کے نصیب نہیں ہوا ۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ وہ رسالہ مشتمل ہے ایک معما کی شرح پر کہ شرح و متن دونوں آپ ہی کے نتائج طبع فیاض سے ہیں ۔ وہ بیت باعتبار ظاہر کے ۔ سوائے چند کلمات معدود جو ظرف بحور متعارف میں گنجائش پذیر ہو سکتی ہیں اور کیا رکھتی ہے، لیکن اگر چشم بصیرت سے دیکھا جاوے وہ بیت ایک عالم ہے کہ جلوہ ہائے ہزار در ہزار گردیدہ فریب اہل کمال ہے ۔ ارباب دانش و اہل کمال پر ظاہر ہے کہ فن معما اگرچہ اصول شانزدہ گانہ سے زائد نہیں رکھتا، لیکن فروع متکثرہ اور شعب

---

[1] یہ شعر نظامی گنجوی کا ہے

Marfat.com

متوافرہ اس سے اس قدر متفرع اور منشعب ہیں کہ ظرف حصر و شمار اس کی گنجائش سے عاجز و زبوں ہے ۔ اس بیت نے باوجود ایسی تنگ ظرفی کے اس دریائے ذخار کو اپنے آغوش میں چھپایا ہے، یعنی ذیل بیان اعمال میں یہ ہی ایک بیت مثال ہے اور اس سے تین سو ساٹھ مختلف اسامی مستخرج ہوتے ہیں ۔ اور طرفہ تر یہ ہے کہ استخراج اس کا نہایت سہولت و بے تکلفی کے ساتھ ہے ۔ اگر انصاف یاران سخن فہم کی طبیعت سے گوشہ گیر نہ ہو تو ارشاد کریں کہ اس کیفیت کے ساتھ کوئی رسالہ عہد آدم سے اس دم تک کس صاحب استعداد کی پردۂ فکر سے جلوہ گر ہوا ہے؟ اور ایک رسالہ جواہر منظوم نام مشتمل رباعیات پر کہ ہر رباعی سے ایک نام ناموں کے باری عز شانہ کا مستخرج ہوتا ہے باوجود لطافت اعمال معمائی کے معنی شعری اس لطف کے ساتھ ہے کہ ناز و انداز خوبان خلخ و نوشاد اس کے آگے طبائع عشاق سے ہزار کوس پرے رہتا ہے سوائے اس کمال کے نثر و نظم زبان دری سے حیرت گیر ہائے متعدد مملو ہیں ۔ نثر ایسی کہ نثر ثریا اس پر نثار ہے، اور نظم ایسا کہ نظم جواہر اس پر فدا ۔ ایک نثر چار پانچ جزو کی مسمیٰ بریزۂ جواہر سلطان عہد والی عصر محمد سراج الدین بہادر شاہ خلد اللہ ملکہ وسلطانہ کی مدح میں اس آب و تاب کے ساتھ ریختۂ قلم نزاکت رقم کی ہے کہ اگر رشک و حسد ہم عہدی چشم پوش نہ ہو تو اس کی جلوہ گاہ میں سہ نثر ملا نور الدین ظہوری کو ہرگز پردۂ خفا سے جلوہ گر نہ کریں، اور ظہوری کو اس کے عہد میں خفائی بنا دیں ۔ اور ایک انشائے مکاتیب نہایت متانت عبارت اور لطافت معانی کے ساتھ ہے کہ اکثر اس کا بطرز نثر مرزا بیدل علیہ الرحمہ ہے اور نظم میں غزلیات کثیرہ اور قصائد متعددہ بعضے

Marfat.com

بطرز متقدمین اور بعض بطرز متأخرین نہایت لطف عبارت و کمال حسن معانی کے ساتھ موجود ہیں۔ الغرض احاطہ آپ کے محاسن و محامد کا اندازۂ تقریر اور احاطۂ تحریر سے افزوں ہے۔ ان کے نظم و نثر کے الفاظ لآلی شاہوار اور معانی یاقوت آبدار کی برابری کرتے ہیں۔ قلم کو انھیں کی عبارت انتساخ سے نستعلیق گوئی میسر اور صفحہ انھیں کے معنی رنگین کے فیض سے بساط گل کا ہمسر۔ ہر دائرہ طراوت معانی رنگین سے ساغر مل اور ہر سطر رنگینی مضامین سے شاخ گل۔ ان کمالات پہ علم ایسا ہی خلق ویسا ہی۔ زبان ان کی ورق نسخہ اخلاق اور سینہ ان کا صندوق خزانہ وفاق۔ ہرچند اس گروہ ارباب وفاق اور اس سرحلقہ نیکوکاران آفاق اور راقم میں سر رشتہ محبت و اخلاص ایسا مستحکم ہے کہ گویا دو قالب ہیں ایک جان جاری و ساری ہے۔ اور یہ امر دال ہے اس بات پر کہ ذکر اوصاف حمیدہ اس یگانہ روزگار کا شاید نتیجہ افراط محبت کا ہو، لیکن راقم نے مراتب دوستی و مدارج اتحاد کو اس امر میں کچھ مدخل نہیں دیا اور جو کچھ بیان واقعی تھا اُسی کو لکھا، ورنہ محبت کا اقتضا یہ تھا کہ جس وقت اُن کی مدح و ثنا میں زبان کھولتا اور تحریر مناقب میں قلم کو ہاتھ میں لیتا، تا سوالات محشر کے جواب کی تقریب ہی ایک دو لمحہ کے واسطے زبان کو اس ذکر سے باز رکھتی، اور صدمہ زلزلہ قیامت قلم کو ایک دو دفعہ ہاتھ سے گرا دیتا جو کہ اوصاف نفس الامری بھی غیر متناہی ہیں اور ان کا حصر [illegible] ناممکنا ہی میں بھی محال ہے، بالغرض اگر ہمت ان کے بیان سے ساقط نہ ہو زبان کو تشنگی کا درماندہ اور قلم چوبیں کا فرسودہ ہونا ممکن ہے۔ ناگزیر انھیں ایک دو کلمہ پر قناعت کر کے قدرے ان کے کلام بلاغت

Marfat.com

نظام سے بطریق یادگار کے درج کتاب کرتا ہوں۔

نثر از ریزۂ جواہر

تواضع را با نہادش چوں موج دریا ہم آغوشی و بزرگی را با سرِ ش
چوں رفعت آسمان گرم جوشی۔ فیض در طبیعتش چوں ریزش در سحاب و
صفا در ضمیرش چوں پرتو در آفتاب۔ او امر قضا را با متابعت امرش
اندیشہ پابر تریفتادن و اندازۂ قدر را در مقابلۂ تخمینش سر رشتہ حساب
از دست دادن۔ رفعت از سربلندیش با فلک ہمدوش، و فروغ از
ضمیرش با آفتاب ہم آغوش، مہابت را از پشتیبانی جلالش جرأت شیر افگنی
و سیاست را از دستیاری قہرش اقدام در گردن زنی، حیا در پیشانیش
چوں صفا در آئینہ، و مروت در دلش چوں می در آبگینہ، دریا را از کرمش
گوہر در گنجینہ و معادن را از جودش زر در خزینہ، از ریزش بے فاصلہ اش
موج دریا دست دراز کردہ در فراہم آوردن گوہر نصبور است،
و از انعام متواترش محیط فراخ دامن در تنگی حوصلہ آرزو مجبور، صبح از
خورشید اشتیاقش در دل افروختہ، غنچہ ضمیر نوادر دفینہ اش، و شام از شفق خون جگر
اندوختہ اشک از دار پیمائے سینہ سر گنجینہ اش، گل با شگفتگی خاطرش جگر خوارتر از
بلبل، و گلشن با رنگینی طبعش افسردہ تر از بزم بے گل، ظفر با آوازۂ موکب سعادت کوکبش
دو منزل پیشتر و از اندازِ استقبال، و نصرت متوجہ رایات شرف آیاتش مہیای پیشکشی
تحائف اقبال، مجملات خوبی گل را در مصحف رخسارہ شاہدان منفصل تفسیر نمودہ، و مبہمات
موزونی سرو را در مصرع قامت خوبان مصرح تقریر فرمودہ، وقت فکرش دریافتہ کہ
کوری چشم نرگس از پاس عصمت ابکار چمن جائز داشتہ اند، و گرفتگی

Marfat.com

زبان سوزن بلحاظ لے دماغہاے بلبل نالوزاں واجب پنداشتہ، نے
قلم در کفش فوارہ معنیہاے رنگین، و سادگی کاغذ در پیش چشمش علینک
دوربیں، با لطف کلامش سجع بلبل نالۂ زاغ، و با خوبی رقمش خط
خوباں پاۓ کلاغ، نظم انصاف را حرف شمشیرش مقطع، و قصیدۂ
عدل را سخن تدبیرش مطلع، تیرارش در برابر خدنگش چوں سہم نگاہ اعمیٰ از
ترکش بر نیاید، و کمان رستم در جنب کبادہ اش چوں حلقۂ قامت ضعیفان
زور ین نہ نماید، تیغ ابرو را پیش شمشیرش در نیام بیکار یہا زنگار خوردہ، و
سلسلۂ زلف را در عہد کمندش از بیقدری باد بردہ، جنگ آزماے کہ
تہمتن قواعد رزم را از کمتر بن چاکرش یاد کردہ و بختیارے کہ سکندر کوس
فتح را چرم از نعلینش بردہ، شبستانش از ساغر طرب غیرت گلشن، د
ایوانش از مینائی عشرت رشک چمن، اہل وفاق را چہرہ از زعفران
زار عہدش ارغوانی، و ارباب نفاق را رخ از ارغوان کار تیغش زعفرانی
لمعۂ تیغش بر خرمن ہستی اعدا برق، و نالۂ رعد با طنطنۂ کوسش زرق،
در ہواے عرصۂ جنگش از رنگ پریدہ، دشمنان صد شہاب ثاقب
جلوہ گر، و در فضای رزمش از جان رمیدہ، اسدا عالم ارواح در
نظر، از صدمۂ گرزش گاو آسمان را اندیشۂ جستن شبہ مضطرب میگرداند
واز احاطۂ کمندش ماہی نو بین را ہم گذاشتن شست برخود می جنباند
خدنگش آلنوی فلک گذراں تراز تیر آہ، و کمندش پیچاں تر از زلف نگاہ،
بلندی مراتبش قبۂ منار جلال، و رفعت مدارجش سلم بام کمال فلک
را از مرتبۂ بخشش معراج بلند پائی، و محیط را از دستگاہ جودش اعتبار
گراں مایگی، وصف عموم فیضش ذکر طوبیٰ، و سخن سر بلندیش حسرت

Marfat.com

سدرة المنتہی، از رفعت سدہ بارگاہش فرق کمترین چاکر فلک سا، واز بلندی پایۂ آستانش پائے ادنیٰ خادم عرش پیما، لبصلائے عزیب نوازیش معنیہائے نادر اہل سخن در رند دو جادۂ نفس بیتاب، واز آوازۂ تعمیم سخایش مضامین بیگانہ شعرا در کافر لمیشہای شارع قلم سراپا اضطراب، توانائی را از نیست سرپنجہ اش در بردن نام شیر رہ در رہم کشیدن وخجستگی را از انتساب ذاتش در تصور بال ہما بر خود پیچیدن۔

شہنشاہی کہ از بس ارجمندی ۔۔۔ گزارد پائے بر فرق بلندی

فلک جاہی کہ از والائی قدر ۔۔۔ نگاورزانده بر پیشانی بدر

ملک قدری کہ از وی دوش شاہی ۔۔۔ طرازش جستہ از فضل الٰہی

نہیبش گر زند بر سنگ خارہ ۔۔۔ رگش در جنبش آید چوں شرارہ

شرر را قہر او گر بر فروزد ۔۔۔ چو کاغذ سنگ خارا را بسوزد

چو شیر از صیت عزمش رفتہ از ہوش ۔۔۔ گریزد آورد در سوراخ خرگوش

فلک گفتی سپر خود را عدو یش ۔۔۔ ہلال از نعل توسن زد بر رویش

بسطر تیغ بہر زینت حرف ۔۔۔ زخون دشمنانش رنگ شنجرف

زتیرش زخم اعدا تا دم صور ۔۔۔ برنگ چشم عاشق گشتہ ناسور

ہنوزش تیغ بر کف نارسیدہ
بفرق دشمنش عمدا رسیدہ

اشعار فارسی

یارب آں کن بجنون دل دیوانۂ ما ۔۔۔ کہ شود بال پری نالۂ مستانۂ ما

حسن بر خود غلط و عشق نظر باز غیور ۔۔۔ شمع داغ است زخود داری پروانۂ ما

Marfat.com

هستی اہل فنا وقف شتاب دگر است — رفتن رنگ بود شمع بکاشانۂ ما

طرفه کان بت به رُخ کعبه روان ہم خندد — دست در گردن غیر است زجانانۂ ما

کن آشنائے لب دو سہ حرف عتاب را — از بہر بادہ آتش سازاین شراب را

رنگ زخم چو گل بر پر وا زمیزند — دارم خزاں رسیده بہار شباب را

دارد اثر ز چین جبیں موج خنده ات — یک رنگ کرده ناز تو لطف و عتاب را

امروز تا کرشمۂ لطفش چه می کند — رحمت نگنده است بفردا حساب را

چوں شمع آرمیدن عمر است اضطراب — دارد بہر دو رنگ بہارم شباب را

وحدت ہزار جلوه فنا داست دیده ام — در دیر و کعبه رنگ عذاب و ثواب را

صہبا بیا به وسعت رحمت نگاه کن — یکسو بنه شمار گناه و ثواب را

آرا نہاز طبع جہاں شد ز درد ما — خیزد خزان عالمی از رنگ زرد ما

مشق جنوں نه کرده بوادی قدم مزن — ای گرد باد بادل صحرا نورد ما

مہجیم ضعف مانگرد از اثر بس — آتش نہفته زیر لغل آه سرد ما

چوں صبح بار خاطر عالم نبوده ایم — تمکیں نداشت جز لفی رنگ گرد ما

صہبائی از جفای فلک دم نمی زنیم — ای کاش بر حذر شدنا از آه سرد ما

چه گل که در کف پاشکست زخار مرا — جنوں بفصل خزاں می کند بہار مرا

چنانکه باده در انگور نیست باده بنام — بہر کجا که توئی نیست اعتبار مرا

برنگ لاله در آغوش نوبہار بہشت — ز دست داغ دل آسوده روزگار مرا

قبول خاطر کونین را نمی ارزم — ربیکسی که آورد در کنار مرا

Marfat.com

هر آنکه دید مرا دید خویش را در من　　بحیرتم که بدل نیست غیر یار مرا
فلک به ماتم یاران رفته صهبائی　　سپرد داغ دل و چشم اشکبار مرا

شد دلم جلوه گه حسن تو و جانم سوخت　　آتش از خانهٔ من سر زده سامانم سوخت
آتشی بود که جز کعبه نه باشد سنگش　　برق آن کفر که در خرمن ایمانم سوخت
بوی پیراهن اگر چاره گر آید وقت است　　دل به بیتابی غمدیدهٔ کنعانم سوخت

هم چو شبنم خویش را فارغ ز عالم ساختم　　محرم خورشید گشتم با خسان کم ساختم
مردم و در چشم مردم عالمی تاریک شد　　من مگر شمعم چو رفتم بزم برهم ساختم
عیش عالم نیست باب من در ماتم زدم　　در خورم نبود نشاط دهر با غم ساختم
رنج و راحت هر دو بی درد سر منت نبود　　نی نمک بر دم بزخم و نی بمرهم ساختم
کفر در کیشم سپاس نعمت دیدار اوست　　جلوه در هر رنگ دیدم گردنی خم ساختم
نیست صهبائی چو جام جم نصیبم گو مباد　　می ز خون دل کشیدم خویش را جم ساختم

دارم دلی دیوانه صد داغ هجران در بغل　　چشمی و چندین نسخهٔ خواب پریشان در بغل
نازم به کافرکیشی زلف سیه کارش که او　　هم راه ایمان میزند هم کرده قرآن در بغل
در سینه آتش مشتعل در دیده دریا موجزن　　هر شعله دوزخ آفرین هر موج طوفان در بغل

بحیرتم که چرا از من بمرگ راضی نیست　　بزندگانی دشمن چه گونه خرسند است
بکفر من منگر عذر اضطرارم نه　　که شوق در طلب بت بدوست مانند است

Marfat.com

باد آنرو زکہ کس محرم اسرار نبود　　حسن را جلوہ گہ و جوشش خریدار نبود
پردہ برداشت گہ از یوسف و گاہے از لیخت　　عشق آں خانہ خراب است کہ بیکار نبود
عشق و حسن اند غیور ایںقدر افزود نزاع　　ورنہ رخ من و او آں ہمہ بسیار نبود

غفلت از جلوۂ مطلوب لساز د محروم
دیدۂ آئینہ یوسف شد و بیدار نبود

معمیات از جواہر منظوم عزیز

خورشید بخویش داشت زیں پیش گماں　　کایں چرخ نیاوردہ بطنزش بجہاں
چوں قصۂ آفتاب رویش گفتم　　خورباخت رخ چو خویش را نام نشاں

خور عبارت از ع است خویش کنایہ از آفتاب کہ دریں مقام مراد از اں زر است و مثل آن زر بمعنی انگور و رخ آں راے مہملہ و چوں راے مہملہ را نام یابندری شود و نشان یابندزی بزاے معجمہ گردد و زاے معجمہ کہ در زر بود باقی است پس ریزہ و باغ عزیز گردید۔

ایضاً

بیگانہ ز من نگار جادو فن من　　از حیلہ خصم دوست شد دشمن من
چوں دیدۂ غیر اشک بر دامن ریخت　　دامن دیگر زد از پی کشتن من

دیدہ ع مہملہ است و چوں دیدہ غ معجمہ چوں غ معجمہ غیر اشک یعنی نقطہ مد دامن کہ راے مہملہ باشد بر بزاے معجمہ گردد غ معجمہ یعنی مہملہ شود و چوں اکنوں دامن زاے معجمہ باشد دامن دیگر عبارت از زاے معجمہ دیگر خواہد بود و چوں زاے معجمہ دیگر در اول یاے تحتانی در آید عزیز صورت نماید و اول یاے تحتانی در آمدن زاے معجمہ از بہر آنست

Marfat.com

که دامان زدن عبارت است از پیچیدن دامن بر کمر۔

خافض

حسنش که برنگ ماه انور بینی　　چوں خور بینی اگر مکرر بینی
آخر زاں شوخ بیں تمام اندازش　　زانگونه که هر دمش فزوں تر بینی

آخر از شوخ حرف خ است واں تمام بود خا گردد از اں گونه یعنی مثل
آن ح مہملہ است و دا و از ان عدد آنست که ہشت است و ہندسہ آں
۸ چوں آنرا ہر دم فزوں تر بینند اول آنرا ہشتاد بینند که حرف ف
باشد و دیگر بار آن را ہشت صد بیند پس فض شود با اول خافض گردد۔

رافع

چوں رفت ز خلوتم سحرگہ آں یار　　بنمود خور از منظر مشرق دیدار
دیدم از شوق تا بدل گردد از و　　گردید چو اژ در آفتاب آخر کار

اژدر را دو جزو است از در و بمثل از ار است و چوں بگردد را
شود و در بمعنی نی است رانی شد و آفتاب که عین مکتوبی باشد اخواست
یعنی باے آن بدل با ع است رافع شد۔

غفور

یارب گنہم زبسکه از حد افزود　　گفتی لاتقنطوا و یا سم نزدود
آرے ناجی شد آنکه کش از شرم　　با عفو تو راز دیده جز اشک نبود

راز تحلیل یافته و حرف رے بمعنی از حاصل شد یعنی با لفظ عفو

Marfat.com

حرف را است عفور شد و از آں دیدہ کہ عین عفور است اشک شود عفور گردد۔

مجیب

آں لعل اگرچہ جان فزا دل جوست   اما زلفش سیہ دل دافعی خوست
گر زلف دہد دہن نہادن بلبش   گیرم زلب آں ہمہ کہ آں زلف بر وست

زلف جیم است و دہن اندرہ آں میم ولب آں حرف جیم است چوں میم برج بیامد مجی بہم رسید دواز لفظ لب انچہ زلف براوست حرف ب است چہ لام کہ تشبیہ بزلف دارد بر حرف ب است آں گرفتہ شود مجیب ظاہر گردد۔

حق

عالم چو بعشق آں ستمگر آشفت   او خواست کہ جنس دل از وگیرد مفت
چوں دیدۂ خصم آں تمام عیاری   در ہا زمیاں نمود وآخر بنہفت

دیدۂ خصم صاد است و مثل آں ضاد است یعنی مکتوبی و تمام آں ضلواست ملفوظی و در ہاے آں باعتبار ہندسہ ۵ آں کہ منتصد است دواست بدیں صورت ۸۰۰ و ایں نقطۂ ہا از میان ضاد کہ الف است کہ دولیس ہرگاہ دو نقطۂ بر الف آید صد گردد کہ قاف است و ہشت صد بہشت ماند و آں حرف ح است و آذرکہ دال است ہفت اسم حق بمنصۂ ظہور پیوست۔

باطن

گردر شب ماہ آں شہ حسن وجمال   از پردہ نماید رخ خورشید مثال

Marfat.com

از بسکہ زخود تہی شود از شرمش
از بام رباط مہ نماید چو ھلال

از بام رباط مہ نماید چو ہلال گفتہ و تبدیل حرف را کہ در اوّل رباط است بنون خواستہ و از عبارت نماید چو ہلال مراد آنست کہ آں نون در آخر رباط باشد چہ ہر گاہ از بام بہ بیند ہلال در مغرب نماید پس لفظ باطن صورت بندد۔

مالک الملک

آنرا کہ زداغ عشق نقدی اندوخت
در مکتب عقل نسخہ ہا باید سوخت

شد با ہر لاو لم دِل اندر صد بحث
آخر زکتاب عشق حرفی آموخت

با قلب شد اب گردید مراد ازاں ما است دہر یعنی کل قلب شد لک گشت و لا قلب شد ال گردید و لم قلب شد مل گردید و آخر ایں ہمہ حروف حرفے از کتاب کہ کاف باشد از مجموع مالک الملک صورت بست

ذوالجلال و الاکرام

آں دل کہ چو خورشید مصفا دیدی
از روشنی بادہ و صہبا دیدی

برگیر کدو نہ دل جلا گیر اگر
در دورہ مانہ کار دل را دیدی

برگیر کدو یعنی مثل دو کہ ذو است و نہ کہ لا ہست دل پس ال باشد ذو ال شد و لفظ جلا اگر را گیر یعنی نور از ذوالجلال و شد دیدہ ما ام است در آں نہ یعنی لا و کار کہ دِل ان حرف را ست کہ کرا باشد پس الاکرام شدہ۔

⁂

Marfat.com

امام بخش اسم مصنف

در دورۂ حسنت اے ہلالیں غبغب ⁂ خورشید و قمر کشودہ در دعوی لب
بر بام تو نیر جلوہ کن وقت سحر ⁂ یا آن رخ خود نما میان دل شب

یا آں تیہ یا است و از اں تکرار ام مراد است پس امام شود در میان مقلوب شب کہ بش است حرف خائے معجمہ کہ رخ لفظ خود است در آید بخش گردد۔

صہبائی تخلص مصنف

داغ دل تست لالہ گوں صہبائی ⁂ چاکِ جگرت گل جنوں صہبائی
دل نہ دریدہ تا بہاری شگفد ⁂ آخر گوی دل است خوں صہبائی

چوں بہ قلب شود ہب گردد و آں در دیدہ یعنی صاد آید صہب گردد و آخر را کہ دال مسمیٰ است ئی بگوئی بہ نی بدل کن کہ صہبائی شود۔

مولوی محمد حسین ہجر

بلبل شاخسار سخنوری طوطی شکرستان معنی پروری مولوی محمد حسین ہجر شاگرد رشید مولوی امام بخش صہبائی تمام کتب منثور و منظوم فارسی انھیں کی خدمت میں تحصیل کیں اور مشق سخنوری بھی انھیں کے التفات سے بہم پہنچائی تحقیق مقامات اور تدقیق رموز مکتومہ کتب متداولہ خوب طرح سے کی ہے لغت و اصطلاح فارسی پر نظر اور زبان دری کا تتبع بکمال ہے انشائے نظم و شعر میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں۔ یہ چند شعر بطریق یادگار لکھ کر بابت ارباب

Marfat.com

شوق کرتا ہوں۔

اشعار

در جواب شکوہ ہای کم نگاہیہاے ناز — سرمہ گویا میکند چشم نزا نازم حیا
ندادر تاب بینش دیدہ حسن حجابش را — کہ باشد حیرت چشم نقابی آفتابش را
زشوقش صد تپش فرسودہ دل اندر بغل دارم — رم آہو عناں در کف سپارد اضطرابش را
بروی ماہ تاباں رنگ در پرواز می آید — نمیدانم کہ از رخ بر کشید امشب نقابش را
نگہ دزدیدہ نرگس میدمد از خاک تا محشر — شہید ناز چشم سحر ساز نیمخوابش را
کنم گر عرض حال ایں دل صد پارہ در پیشش — بخاموشی سپارد ہجر آں بدخو جوابش را

چناں ضعیف شد از غم تن نزار مرا — کہ بار خاطر من میکند غبار مرا
تو نیز چارہ حرماں نمیتوانی کرد — بجلوہ آئی زحیرت بر وزگار مرا
بباد روی او خلوت در انجمن دارم — من و خیال تو با دیگرے چہ کار مرا

چناں زخویش نفورم کہ خاکم از پس مرگ
دھی بباد نشاید بدل غبار مرا

میر نثار علی نثار

ابن مولوی عبداللہ یہ بڑے خاندانی اور آبا و اجداد ان کے ہمیشہ صاحب اعتبار رہے چنانچہ مولوی رحمت اللہ کہ ان کے جد اعلیٰ تھے استاد تھے محمد شاہ بادشاہ کے اور اُن کے پرنانا مولوی اشرف صاحب استاد عالمگیر کے تھے انھوں نے تحصیل کتب فارسی اور مشق سخن مولوی امام بخش صہبائی سے کی ہے

Marfat.com

فکرِ خوش اور سلیقہ کتب دانی کا اچھا رکھتے ہیں علاوہ اس کے خط نستعلیق ایسا خوب لکھتے ہیں کہ اُن کی کشش مدات سے ابروے شاہدان چین وچگل پر اشارت اور ان کے سرعین سے نرگس شمشاد قدوں پر کتابت ہے، الف کی راستی کے آگے سرو کا قد خمیدہ اور ب کی خوبی کے آگے لب خوبان دندان حسرت سے گزیدہ۔ چشمہ ہ کا آب حیات سے لبریز، صفحہ تحریر کا رنگینی رقم سے گل خیز۔ دندان سمن رویاں دندانہ سین سے شرمندہ، اور کاکل سنبل رویاں دنبالہ میم کا بندہ۔ یہ کمال ان کا مقتضی تھا اس امر کا کہ اُن کو خوش نویسوں کے ذیل میں لکھتا، لیکن سخنوری کی مناسبت سے شعرا کی ذیل میں انسب معلوم ہوا۔ یہ چند شعر اُن کی خوش فکری پر گواہ عادل ہیں۔

اشعار

مانع گریہ شود حوصلۂ عشق ارنہ — بست صد دیدۂ من مایۂ طوفانے چند

چساں بندم بمژگاں تندسیل چشم گریاں را — کہ سد را دنتواند شدن خس جوش طوفاں را

دریں وادی کہ رفتم کس نشان من نمی داند — صبا خود کیست عنقا آشیان من نمی داند
بنعش گفتم آخر بندہ واکن سخت پیچیدش — چہ دشوار است کاں ہندو زبان من نمی داند

داغہا بر سینہ دارم لالہ زار کیستم
خون دل از چشم می ریزم بہار کیستم

Marfat.com

جناب محمد مومن خاں مومن سلمہ اللہ تعالیٰ

زنگ زدائے آئینۂ سخندانی مصقل مرات نکتہ رانی، محی مراسم کمال ماہی کساد فضل وافضال، جلوہ دہ عرائس مضامین تازہ زیب وسادۂ کمالات بے اندازہ سرمست نشۂ سخنوری نظر باز شاہد معنی پروری، غواص محیط تدقیق آشنائے بحر تحقیق، پیرایہ پیرائے محامد پسندیدہ حلیہ طراز اطوار گزیدہ، غازہ پرداز چہرۂ خلق محمدی مظہر آثار سعادت ازلی وابدی، یگانۂ جہاں محمد مومن خاں مومن تخلص۔ ان کے کمالات کا اندازہ ظرف شمار سے افزوں اور حیطۂ تعداد سے بیروں ہے۔ معنی تازہ سے قالب الفاظ میں جان ڈالنا اور انفاس عیسوی سے معنی پژمردہ کو تازہ تر از گل اور سیراب تر از مل کرنا ایک شیوہ ہے خاصہ اسی سخن سنج معانی پناہ کا۔ ان کے فروغ ضمیر سے دری کوکب دری اور ان کی متانت طبع سے سخن ریختہ ایوان ریختہ۔ اگر یہ کہا جاوے کہ شیریں زبانی حافظ اور نمک سخن سعدی اور متانت تراکیب انوری اور نشست الفاظ خاقانی اور آیائی عبارات ابوالفضل ہندی اور تازگی معانی کمال الدین اصفہانی اور سوا اس کے جو خوبی صنف شعرا سے کسی کے ساتھ مختص ہے سب ان کے کلام معجز نظام میں صرف ہے، حق شناسی اور مرتبہ سے بہت بعید اور نہایت دور از کار ہے۔ حق یہ ہے کہ قاسم ازل نے سب کو انھیں کے خوان استعداد سے منصب ریزہ چینی اور انھیں کے دیگ کمال سے وظیفۂ چاشنی گیری عطا کیا ہے۔ زبان ریختہ میں وہ کمال مبدء فیاض سے حاصل ہوا ہے کہ سودا کو ان کے سخن کے رشک سے جنون اور میر ان کے کلام کی خجلت سے مرقد میں سرنگوں۔ سخن گوئی

Marfat.com

کو بحد اعجاز پہنچا یا اور شعر نے اُن سے مرتبۂ حکمت کا پایا۔ نکات سخن اور دقائق فن ان کی قلم سے اس طرح گرتے ہیں جیسے ابر سے باران لطافت۔ اُن کی طبیعت اور فروغ ان کے ضمیر میں ایسی ہی ہے جیسے آئینہ میں صفا اور مشرق میں خورشید رخشاں۔ ابیات ان کی مثل بیت ابرو سراپا انتخاب اور اشعار اُن کے مانند مصرع زلف مجموعۂ آب و تاب۔ سخن اُن کا باوصف پرگوئی کے رکاکت سے خالی اور فکر ان کا باوجود غور کے عالی دیوان ریختہ کا مشتمل ہے اصناف سخن اور شعب فن پر۔ غزلیات سے لے کر تا مخمسات و مسدسات اور فرد سے لیکر تا رباعیات و قطعات جس پر نظر پڑے اگر وہ عاشقانہ ہے ہر حرف اس کا گردۂ تصویر آہ ہے اور اگر انداز معشوقانہ کا بیان ہے تو ہر دائرہ اس کا ایک چشم سراپا مستعد نگاہ الحاصل کلام بلاغت نظام ان کا حد و شمار سے افزوں ہے۔ کچھ مثنوی اور قصاید متعدد اور انشائے نثر باعبارات متین و با مضامین رنگین۔ اگر سب کو بتفصیل لکھا جائے ایک دفتر ہو جائے۔ اسی قدر پر کفایت کر کر کچھ نثر اور کچھ نظم لکھتا ہوں تاکہ ارباب شوق کو اُس سے استفادہ ہو۔

رقعۂ فارسی بخدمت حکیم

اے مرگ بدور چارہ ات در آزار — جز چشم بتاں کسے ندیدم بیمار
دائم کہ شفاخانہ شود گورستان — گر رنجہ کنی قدم پئے استغفار

حال برادر رنزار شنیدہ و تعلل اسباب رسیدہ۔ لیے پئے پرسش نکشادن ابی عقد کشادہ دگامی بطریق عبادت نہادن رو براہ تفہیم نہاد

چوں راز پنہاں نماند و باسر مکتوم سزائے کتماں، اگر نالۂ بیمارانہ سر کنم زباں بوم است اگرچنیں وصایا بر لب آرم نفس واپسیں صواب انجام، ورنہ مداوائے مریض عشق بہ نسخۂ معجز البسر منقول نیست، دعویٰ بیمار دردمند محبت از لغماں مقبول نہ۔ گیرم کہ رائے اصابت قرین بجان داروئے وصال پے برد، جانانہ عاشق کش را بغم خانہ کہ تواند آورد، درین حال ہم شرح احوال و تفصیل ملال بیصرفہ نخواہد بود۔ شغل دم شماری مفت نیست، بعد مرگ ہم بآگاہیدن دوست غمگساری نواں نمود۔ فی الجملہ گردن کشی اخلاط ستۂ ضرورزیہ را ضماں، قارورۂ تبنی ورنگ کاہی دلیل گداز تن بعذاب جرجیس است و نبض نملی از یاد آمدن حکایت سلیمان و بلقیس۔ افسانہ فصد لیلیٰ باعث غلیان دم است و حکایت جوئے شیر شیریں سبب ہیجان رطوبت و بلغم۔ شعلہ زدن آتش شوق را حمی لثغہ نام بردہ ام و جگر سوزی حرارت عشق را بہ تشخیص تب محرقہ غلط کردہ ام۔ صداع درد اندیشہ سرگرانی است و شقیقہ بفکر روگردانی۔ عصابہ آنکہ سراز اطاعت بخت نگوں ناتواں برداشت و قرانیطس از آنکہ روزگارے فارغ از حیص و بیص غمخواراں باید گذاشت۔ نسیان از زاژخائی طبیبان ست و آفتۂ التخیل چناں۔ تقرب رقیبان دوار ہمہ دم بیم گردش سپہر ناہنجار است و سدۂ برہان حزن روز سیاہ و شب تار۔ از یاراں میگر یزم قطرب ہمیں باشد، کمتر بر طالع دوں میخندم داء الکلب چنیں بود۔ سہر خواب بر عاشق حرام است، ثبات ہماں بیخودی مدام، خیال طول امل ایلیمیا باشد و بجوش آمدن خون مورث الو بلقیسیا۔ کابوس در بیخودیہائے غیرت ملبوس، نعاس در مستی رسیدن عسس۔ اعیتۂ چشم جلوہ گاہ و فراست سکتہ بہ ثبوت رسیدہ و گردن

Marfat.com

از فرمان اطبا پیچیدن مثبت تشنج و کزاز گردیده ـ لقوه بزبان کج از خم زلف سخن گفتن، حذار روح حساس و از صحبت اعضا بر آشفتن ـ رعشه بے اختیار یہائے اشتیاق خیالات بحسرت نگریستن، صحبت نسان و عشاق گمان یرقان از رنگ زرد بر داطراف از ضبط دم سرد ـ سبل از نظارهٔ غیر پرده بر چشم گذاشتن، شعر المنقلب تصور برگشته مژگاں نگہداشتن ـ ظفرهٔ تخیل ناخن نگار لبسۂ یار، سلاق تراوش پاره ہائے دل از دیدهٔ خونبار ـ نزول الماء بہم گریستن، ضیق النفس مزد بے یار زیستن ـ طنین از مکالمت بانصو رنا امید سرائیست جوش عطاس از سرگرمی یاد شمع لقائے ـ زکام بہ تہیۂ گلگشت بہشت آفرین گوئی، خرس لب گزیدن از دست ترش ابروئی ـ نبور الشفہ از گرمی تقریر، شقاق اللسان از نالہ ہائے الماس تاثیر ـ بطلان الذوق از غم و غصہ خوردن ـ خناق از دل برزبان نیاوردن ـ سوال بہانۂ جواب نصیحت گر، نفث الدم مغازیہائے دشنۂ از عسر البلع در فرو بردن جرعۂ نبریدۂ قروح المری از ناگواری لقمہ ہائے نرید علامت شوصہ بر سینے نمیتوان خفتن، جفاف اللسان باین نر زبانیہائے ہیچ نتوان گفت ـ خار خار دشت گرو بہا باعث خفقان، آتش کامیہائے وصال با عطش مفرط توامان ـ غشی از ضعف دل است، و ضعف دل از کشمکش شوق تاب گسل ـ سوء الہضم از کباب جگر بجوع کاذب خوردن، و جشاء حامض گلۂ ترش روئی بر لب آوردن ـ تہوع و غثیان از بے مزگی رنگ اغذا است، و احتلاج معده در شراہش نیم خورده دلربا ـ لذع زہراب ہجران است، و دفع آن از کثرت حسرت خوردن ـ نی ترسم کہ تنگ اظرفی ما سنگ بر دانت کیموس نکشد، و از تخالف مذہب اندیشہ نا کم کہ مرا تن عنصری با ابناء

نہ انجامد۔ قولنج است کہ در ہوائے دل پہلو بہ پہلوی طپم، استسقائیست کہ بصد سبوئے آب ہماں تشنہ لبم۔ از شکایت کدورت نفس بر نیامدہ ام۔ ریگ در مثانہ فراہم گردیدہ، و باِمتلائے جنون اگر سنگ طفلاں نخوردہ ام حصاۃ کلیتین از کجا بہم رسیدہ۔ سرکشی فریسموس یفرحکنہ الرحم یارا است و برخود بالیدن فتق بارادۂ کون در دیدن اغیار۔ وجع المفاصل از جربان ملاقات وعرق النسا پا بر پا زدن از التفات۔ اورام نوبت تا بدست و پا کشیدہ با قرار سلامت اعضاء رئیسہ رئیس الحمقا پندارم، حرارت غریبی قلب تا مغز استخواں رسیدہ الکار دق آخریں درجۂ جہل مرکب انکارم۔ مادۂ بحران ہر روز رخ جلوہ ہائے بے ہنگام است، و علت غائی ہذیان آہنگ خواب ادا ہائے بیمحل و بے مقام، درچنیں وقت کہ ملک الموت نشتر برگ جان سپردہ، و مسیحا فریاد اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ از عرش بریں بالاتر بردہ، غسال کافور بگلاب آلودہ و نجار تخت و تابوت دردودہ، خیاط گریبان کفن در یدچارہ فرمابہ ہائے ہائے نالید گور آغوش تمنا باز کردہ، و نوحہ گر زبان واویلا دراز۔ صلوٰۃ جنازہ از جواب غفلت دل کشاتر است و دعائے مغفرت از صفیر نوم، جانفزاتر حاشا ثم حاشا زینہار زینہار مباد، لب بہ تلقین و استغفار بکشاد، غفر اللہ لمن قال:

زتاب رشک ملائک بدوزخ اندازند
تو بر جنازۂ مومن اگر نماز کنی

والسلام

اشعار فارسی

چساں بر نالہ ام گوشے نہ پیدہ دمیداند — محبت ہائے پنہاں را شکایت ہائے پیدا را
خوش نیست دورہ چرخ و مہ و آفتاب را — از سر بنا نہید جہانِ خراب را

Marfat.com

امشب عسس ز کوی توام چون برد که دوش	فریاد من ز دیده شد و برد خواب را
هم تاب وصل نیست من بی نصیب را	خود دشمن خودم نشناسم رقیب را

خنده چه خوش شیوه ایست از پس خشم و عتاب	لذت دیگر بود زخم نمک سود را

گریه بر حال خودم آمد و طوفان آورد	کرده آئینه خراب این همه کاشانهٔ ما

از کف دشمن گرفتم جام را	می شناسم گردش ایام را

سر بخشش اگر ای داور محشر داری	مومنم مومنم از گبر و مسلمان دریاب
وصل است اگر شمع کنم چهره میفروز	از مایهٔ خونریز عذر می کنم امشب

فزون ز زلف کشد خط سبز تو دل را	بدیده بیش خلد سبزه که نوخیز است

دشمن فغان نکرده و آهم اثر نداشت	این نیلگون لباس فلک دادخواه کیست

با کفر و آستان کلیسا مرا چه کار	مومن بدین بهانه نشستن برای کیست

کار همت نه باندازهٔ طاقت باشد	مرغ بسمل شده را هم سر پروازی هست
دم جان پرور تو هم چه کند دانیم	از ادب گرچه نگوییم که اعجازی هست

Marfat.com

خواجه را شوق نظربازی و من می‌ترسم | که درین جمع حریفی قدراندازی هست

سخن آمد و آورد تفاوت دارد | صور را گرمی هنگامهٔ افغانم سوخت

بر طرهٔ پرشکن چه نازی | آخر ز دلم شکسته‌تر نیست
آغاز محبت است ای چشم | هنگام تراوش جگر نیست

دی شب که گوش در پس دیوار داشتم | گفتی حکایتی و شنیدم درین چه بحث

خواهم شب وصال تو خندیدن آنقدر | کاندر زمانه خنده نماند برای صبح

زیب لطف نهانی نخورده کس چون من | ز بزم رانده و نشستم بر آستان گستاخ

مومن آهنگ حرم کرد ز بیداد بتان | بس بجان آمده شاید دو سه منزل برود

با ناتوانئی که کف از دست رفته بود | چاکی زدم بجیب که از کس رفو نشد

کو دست که یکبار زنم بر دل دشمن | آن دشنه که صد بار زدم بر جگر خود
پامال ندامت شدم از طعنهٔ بلبل | دیگر نزنی گل بسر خود لب خود

صد پرده بروی دوست بستند | زان جمله یکی جمال باشد

Marfat.com

شیوهٔ ناز تو انبازی داشت روا　　　لاجرم از ستم دهر امانم دادند

سالها باز بکفارهٔ ستم می ورزد　　　دل من شاد اگر یکدو زمانے دارد

واعظ اینگونه صنم را نگذارد مومن　　　یا بخلدم به برد یا بجهان حور بیار

جانم بلب رسیده و چشمم براه تست　　　دارم ز عمر رفته امید وفا هنوز

آه از تیغ رشک و تیزی او　　　آرزوے به بده ام که مپرس

تو خوش که دل بردی ز من من خوش که از روز ازل
جان دشمنے در خانه بود از خانه بیرون کردمش

یا فلک آدم نداند غیر را　　　یا حدیث مردم آزاری غلط

از خدا خواری دشمن خواهم　　　داند از حسرت شدّاد چه حظ

اگر به پیش تو نالم ز جور معذورم　　　نگنجدم بدل آتشی شعله زرع

مشتری کو مایهٔ بیداد کو　　　سر فروشم بر سر بازار عشق

Marfat.com

عمر کوتاه داده اند مرا　　گو شب غم بود دراز چه باک

بپای آن صنم آخر چه کرده ام مومن　　که پیش کعبه ام از طوف و از نماز خجل

مردم و مشکلش آسان کردم　　رحم بر بازوی جانان کردم

عصمتم طعنه بتقدیس ملائک میزد　　بتمنای قبولت همه تقصیر شدم

فردا حذر ز ناله محشر گداز کن　　امروز فکر کار من های کارساز کن

گر پای نازنین تو رنجه نمی شود　　از دور بر جنازهٔ مومن نماز کن

جذبهٔ شوق الفتم یار مرا بتر هم　　میکشد و نجلتم جان زپی نثار کو

جوشش رحمت کار به ما تنگ کرد　　توبه بر لب رفت باران آمده

ای چشم چه دیدی از نگاهش　　بی وعده در انتظار چونی

اشعار ریختہ

خو ہو گئی ہجراں میں تڑپنے کی شب وصل　　گو چین ہو دل کو مجھے آرام نہ ہو گا

منقوش دل خلق ہے پرہیز کی خوبی　　کتنا ہی کرے ظلم وہ بدنام نہ ہو گا

Marfat.com

عشق کیوں درپے جاں شوق ہے کیوں سینہ شگاف — دشمنی دل شکنی شیوۂ احباب نہیں

گلۂ چرخ عبث شکوۂ جاناں بیجا — یاس ہو جو ہجراں کو میری حاجت اسباب نہیں

گذرے ہیں میری خاک سے غیرِ دن کے کشادہ — فتنہ اوٹھا ہے گرد پس کارواں نہیں

لگ جائے شاید آنکھ کوئی دم شب فراق — ناصح ہی کو لے آؤ گر افسانہ خواں نہیں

اوس بت کی ابتدائے جوانی مراد ہے — مومن کچھ اور فتنۂ آخر زماں نہیں

تاثیر صبر میں نہ اثر اضطراب میں — بیچارگی سے جان پڑی کس عذاب میں

کہتے ہیں تم کو ہوش نہیں اضطراب میں — سارے گلے تمام ہوئے اک جواب میں

کھولا جو دفتر گلہ اپنا زباں کیا — گذری شب وصال ستم کے حساب میں

دونوں کا ایک حال ہے یہ مدعا ہو کاش — وہ ہی خط اوسنے بھیج دیا کیوں جواب میں

پیہم سجود پائے صنم پر دم وداع — مومن خدا کو بھول گئے اضطراب میں

ای آہ آسماں میں عبث رخنہ گر نہ ہو — ڈرتا ہوں میں نزول بلا بیشتر نہ ہو

لبوں پہ جان ہے ایسی بھی کیا ہے بیدردی — نہ قرض دیتے ہو بوسہ نہ مستعار مجھے

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی

تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

کہا اوس بت سے مرتا ہوں تو مومن

کہا میں کیا کروں مرضی خدا کی

Marfat.com

جناب نواب محمد مصطفیٰ خاں بہادر حسرتی و شیفتہ[۱]

سلمہ اللہ تعالیٰ

مسند آرائے جاہ و جلال، زیب و سادۂ مکنت و اقبال۔ عمدۃ اراکین دولت اسوۃ اساطین حشمت۔ بانی ایوان رفیع البنان ایوان خانی، موسس اساس بلند پایۂ والا مکانی۔ چمن آرائے طالع بلند، حدیقہ طراز مدارج ارجمند، شراب زلال سرچشمۂ بلند اقبالی، خدیو درجۂ والا و صاحب مرتبۂ عالی۔ مہبط انوار سعادت ازلی، مورد انظار مراحم لم یزلی۔ نبض شناس شخص سخن فہمی و سخن دانی، قانون دان پردۂ نکتہ سنجی و نکتہ دانی۔ حاتم کرم عطارد رقم، رستم توان نواب محمد مصطفیٰ خاں بہادر۔ ریختہ میں شیفتہ اور فارسی میں حسرتی تخلص کرتے ہیں۔ اگر ان کے جاہ و جلال و حشمت و اقبال کی مدح لکھوں کہ پاس بارگاہ کے اندیشہ کو مانع بار ہے، اور اگر ان کی شجاعت ذاتی اور جرأت جبلی کے اوصاف ذکر کروں اس ہمتن تواں کی ہیبت شیری سے فکری لرزۂ دہشت میں بے اختیار۔ اور اگر بالفرض ان سب چیزوں سے ہاتھ اوٹھا کر چاہوں کہ مناسبت مقام سے ذکر سخن وری و معنی پروری کا کروں تاکہ بسبب فی الجملہ ممارست کے خامۂ قاصر البیان کچھ ٹی لسان کر سکے۔ جب اس جگہ قدم رکھا ہر مضمون پست کو اوس درجۂ بلند پر دیکھا کہ کنگرۂ عرش بایں ہمہ سر بلندی اوس ذروہ سے ہزار پایہ نیچے تھا، اور طائر بلند پرواز

---

[۱] نواب صاحب نے اپنا کچھ حال اپنے تذکرہ گلشن بیخار میں لکھا ہے اور کلام کا انتخاب بھی دیا ہے (ص ۱۱۶ و ۱۳۲)

Marfat.com

سدرہ سو برس کی پرواز کے بعد وہاں تک پہونچ نہ سکتا تھا۔ اندیشۂ کوتاہ اس بلند پروازی سے عاجز اور اس بالا روی سے زبون ہو کر ایک سیدھے رستہ پر پڑ لیا یعنی کچھ احوال سعادت اشتمال اس حضرت کا لکھ کر چاہتا ہے کہ اپنے تئیں روشناس اہل سخن کرے۔ یہ زبدۂ اراکین روزگار خلف الرشید ہیں اعظم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضیٰ خان بہادر مظفر جنگ مرحوم کے، اور باعتبار کمالات ظاہری او بجلالات باطنی کے فخر خاندان اور شرف دودمان ہیں۔ خاک اون کے دروازہ کی معدن زر اور سنگ اون کے آستان کا کان گہر اگر ابر نیساں کو اون کے بحر کف سے ایک نم حاصل نہ ہوتی گوہر پیدا نہ ہوتا۔ اور اگر آفتاب کو اون کے چہرۂ شگفتہ کا فیض نہ ملتا عالم اوس کے اثر سے گلزار نہ ہوتا، بہلا اون کے خلق سے نکہت آمیز اور موج گوہر ان کے بحر عطا سے طوفان خیز۔ زہے شجاعت کہ اگر مصور طراحی کے وقت ان کا نام لے تصویر رستم میں لرزہ پڑ جائے، اور زہے عدالت کہ اگر ان کی مدح کے وقت نوشیرواں کے نام لینے کا ارادہ کریں زبان کو اس حرف سے ننگ آوے۔ بلند پایگی حشمت وجاہ کا وہ عالم کہ عمائد روزگار ان کے خاک آستان کو بہ از تاج دارا جانتے ہیں، اور ہزار سلام بیجواب کو بہتر خلعت دارائی سے سمجھتے ہیں۔ اور خلق حلم کا وہ حال کہ احوال پر خاکسار جبتک نظر شفقت سے نہ گذرے نسخۂ مراحم کو ناتمام اور دفتر تلطف کو ابتر تصور کرتے ہیں۔ سبحان اللہ انک لعلیٰ خلق عظیم کا مظہر اس سے زیادہ ہونا محال ہے و تخلق باخلاق اللہ اس سے بڑھ کر ہونا وہم و خیال۔ باوجود ناز و نعم ثروت کے مشق سخن کو اس مرتبہ پر پہونچایا ہے کہ قلم ندرت سے نہیں آسودہ ہوتا اور فکر تلاش سے بلبل کی سجع خوانی اور قمری کی فصیح بیانی انہیں کی نستعلیق گوئی سے مستفاد ہے۔ الحق

Marfat.com

یہ پایہ فصاحت کا اور یہ سرمایہ بلاغت کا خداداد ہے۔ اگر رنگینی مضامین کے گل کو رنگ اور عبارت کی لطافت گوہر کو آب نہ دے، بلبل کا عشق کامل اور تاج سلاطین کی زیب تمام نہ ہو۔ مصرع غزل شعلۂ آہ عشاق، اور بیت مثنوی ابروی خوبان آفاق۔ انتخاب اون کے کلام بلاغت نظام کا اس مقام پر سرمایۂ فرحت ارباب نظر ہے اور مشغلۂ اہل ہنر۔

رقعہ بنام جناب مرزا اسد اللہ خان غالب

اے از نفس خامۂ مشکین رقم تو
نسرین کدہ در جیب و بغل باد صبا را

بورود والا نامۂ دلا آمود با نثر نثرہ نثار و اشعار شعری شعار، اندازۂ اعتبار خویش بر گرفتم حد مرتبہ نظم و نثر دانستم، آن سینہ را بیک ایمن نورانیا شت و این دل را بیک سحر نسر وغ شید کی ساخت۔ آن بیخود شوق نمود و این مستی دانش افزود۔ بران سرم کہ پارۂ از وصف ہمایون نظم و خجستہ نثر رقم کنم کہ عرصۂ سخن فراخ است و طبع من چالاک یک دو سہ جولان شوخ را وقت است ولے ترسم کہ کیش اغراق گوید و بگر یش غلو خواند، و نداند کہ اگر مہر را مہر و ماہ را ماہ گفتہ شود چہ غلو و کدام اغراق تواند بود۔ گل را رنگینی و بوئی ہست و مل را اثرے و ذوقی۔ اگر آنچہ در آنست برلب آید چرا شگفت نماید۔ بالجملہ از طرز شاعرانہ میگذرم کہ چنین نیرنگی احتمالہا با اوست، سخن سادہ و بے رنگ میگذارم کہ در بار نامۂ راستان نخستین بنام او توشیح یافتہ۔ و ہان وہان طرفہ ارج و جاہے در بارگاہ مبدء فیاض نصیب بخت بلند کہ حضرت است کہ نہ ہمیں یک رہ کہ صدرہ دیدہ ام تشریفتان دیگر است و تشریف دیگران

Marfat.com

دیگر، عرفی مطالب را دریں زمین نظمی است و ہم شمارا نظمی، این دیگر است و آن دیگر۔ سیرابی معنی در سخن عرفی مسلم است ولی لفظ شگفتہ کو، شادابی الفاظ در گفتار طالب بجا ست اما معانی تازہ کجا، ہمانا چنیں نغز گوئی و نادرہ سنجی در بخش صاحب افتادہ است و بس خوش گفتہ آنکہ گفتہ۔

کم افتد چنیں نکتہ پرداز کم
کہ نازند از و لفظ و معنی بہم

نازم بدم گیرا و نفس با اثر کہ افسردۂ طبع مرا گرم گفتار ساخت، تا این خورش انگیز سخن از دیدہ بدل رفت، دل چنان نعل در آتش گشت کہ تا دیدۂ ہنگامہ گر لیستن بلند آوازہ نکرد و مژہ راہ و رسم ابر بہاری تازہ نکرد، از بیقراری نہ نشست و از بر نخاست۔ بیخبران چشمک می زنند مبدائم در مجلس اعجاز دم از افسون باطل زدن نہ رواست، اما چہ کنم چکیدۂ دل است و تراویدۂ جگر۔ نہفتش نیز نوعی از جفاست، ناجرم عنان ادب رہا میکنم و لب بہ تکلم آشنا میکنم۔

رقعہ دیگر

خورشید پایہ صاحبا! اشعۂ اندیشۂ جہان پیما فراز فلک جز امید تا نظری بر خوب و زشت گیتی نو اند افگند، از ذرہ تا مہر و از خار تا گل ہمہ را سر بسر در نگریست، نہ نگریستنی بے حضور بلکہ بدیہی را در لباس نظری جلوہ گر ساختند نظارگی آمد۔ ہر چند آگر بر عکس رفتنی ہم بہ نیروی حدس خدا داد بیراہہ نشانی و بیجاد حرام نیغتادی، اما پاس زبان بندی کوتاہ نگاہان و بجا آورد فرمان حزم بایں طریق چالش فرمود، خشکیدہ ورق درختی نماند کہ برنگ سبزہ خرم

Marfat.com

مطرح صد نظر لشند، و در نہ دلہا نہفتہ خزفی نبود کہ گوہر یک دانہ نمط ہوای دیدنش
بدل دوربین نہ پیچید، چون امیر خسالس این پایہ دریافتی کہ دیو دژم ہیکل
بکرشمہ شاہد نازنین و آتش‌زہ بلمعہ اسپندار بود، چہ پرسی از شرائف و جلائل
کہ ہر یکے ازان بنگاہ غنج و دلال یوسفی داشت، و ہر کدام بنظر فریبی و دل
آرائے حوری بود، از فردوس فرود آمدہ، یا پری نقاب از رخ برگرفتہ
ولی ازین میانہ متاعی کہ با دوستی ہم ارزش و کالائے کہ با محبت ہم بہا باشد مشہود
نشد۔ گوہری باین تابانی و اختری باین رخشانی منظور نگشت، خورشید پیش قرہ
نور شب تیرہ شناس و از ماہ کمتر بر بن محیط در جنب جزر و مد طغیانش شبنم
گیر و از عمان کمتر۔ گوئی کہ اگر پرتوی از فروغش در یابد بشعلہ آذرگمان دود
جہیم برد، و بلبل اگر لمعہ ازان تجلی کسب کند آتش گل را ہم جلوہ انگشت شناسد
تا ازین نافہ شمیمی مشکین نہ یافتست اگر ہمہ مجنونیست خود را در چشم لیلی نوفل شمارد
و تا ازان شکرستان ذوقی بکام تو نیست۔ گو ہمہ پرویزی شیرین را ازان
حریف پندارد۔ فذلکہ سخن چون نگاہ بخود افگند، دریافت پیش ازان کہ روزنہ
از سید سنان آگہی کشادہ گردد، ہبط این نور مورد این تجلی بود۔ بسجدہ
افتاد و لبپاس رفت و ترانہ شادمانی برکرد و زمزمہ نشاط بلند آوازہ گردانید
و افزونی ورزش این فرخ شیوہ از خدائے درخواست و بیش آورد ضوابط
و رسوم آن را بجدی تمامتر خواہند آمد روشنی پذیرفت کہ علاوہ علاقہ معنوی
مراسم صوری را در افزائش مدارج اتحاد و دستگاہے دیگر است، لاجرم
بنگارشنامہ گستاخ گشت، میداند کہ مراتب عطوفت را سرمایہ والااست
حضرت مخدوم باین گونہ زلت خواہد بخشود۔ دل از در و طبع حریص است کہ
لختی گلہ از درد دوری سر دہد و دلی خالی کند، اما لبی بی نسبت است چہ

Marfat.com

آنجاکہ مجبر در رقم سنجی دریم و امید داد این مایۂ جرأت را نبر دار کجا خیزد۔ بیت

حسرتی تو نامہ آرائی د من پاسخ طلب
زود بر بال کبوتر بند مکتوب مرا

والسّلام

اشعار فارسی

خوش آندم کز ہجوم شکوہ تلخی زہر لب گوباؔن | تو برخیزی ز ناز و حسرتی در دامن آویزد

پہلوی غیر بہ بزمش نکنم جای کہ نیست | چشم آنم کہ نگاہ غلط انداز کند

جای رحم است بران بسمل مسکیں کہ ہنوز
نیم جانی بہ تنش باشد و قاتل برود

بیغزاری اگر اینست چہ قاصد چہ ندیم | آسمان ماز پی آوردن محمل برود

بستان تو ہوسناک فرستد بپیغام | بکمند تو سلام از دل آزاد رسد

خاکم بسر کہ عاشق کار او فتادہ ام | دانم کہ با رقیب بخلوت چہا رود

بیاد طاعت مقبول را بپیغامبر | خلل بکار دعاہاے مستجاب انداز

شب فراق بمہتاب و گل ستیزہ کنم | بروز وعدہ بہاراں و باد ریںؔ دارم

؎ نسیم۔

Marfat.com

جواب طعنۂ حرمان وطنز ناکامی ہمیں بس است کہ معشوقۂ نازنین دارم

نی سجودم را قبول و نی سلامم را جواب
رایگان بود اینکہ عمرے جابران در داشتم
ظلمت شب برقرار و صبح ناپیدا ہنوز
حسرتی بیجا سر از خواب عدم برداشتم

مرا بخشید و گاہی جز بدی نیکی نہ بید از من
نمیدانم کہ این جرم ایزد برگزید از من
سخن بے ربط گوئی حسرتی لیکن نمیگیرم
ہمیں رو داد من ہم بود و چون یارم رمید از من

ای کہ تلخ از سخن تلخ تو شد عیش مرا نتوانی کہ تلافی لب شکر خند کُنی
حسرتی مرد اگر فایدۂ ات چیست جز این کہ دل غیر بہ این واقعہ خورسند کُنی

کو نیکن رونمائے خجالت نمی شود مارا چہ دادہ کہ خریداری کُنی

اشعار ریختہ

ای مرگ آکہ میری بھی رہ جائے آبرو رکھا ہے اوس نے سوگ عدو کی وفات کا
ہائے اوس برق جہان سوز پہ آنا دل کا مجھے جو گرمیٔ ہنگامہ جلانا دل کا
شکل مانند پری اور یہ افسون وفا آدمی کا نہیں مقدور بچانا دل کا

Marfat.com

نقش تسخیر عنبر کو اوس نے — کھول لیا تو میرے کبوتر کا
میری ناکامی سے فلک کو حصول — کام ہے یہ اوسی ستمگر کا

خوبیٔ بخت کہ پیمانِ عدو — اوس کو ہنگام قسم یاد آیا

اوس سے میں شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا — کیا کروں تھا میرے دل میں سو زباں پر آیا
آپ مرتے تو ہیں پر جیتے ہی بن آنے کی لے — شیفتہ ضد پہ جو اپنی وہ ستمگر آیا

کوئی بے جان جہاں میں نہیں جیتا لیکن — تیرے مہجور کو جیتے ہوئے بیجاں دیکھا
اس طرف کو بھی نگہ تا سرِ مژگاں آئی — بارے کچھ کچھ اثر گریۂ پنہاں دیکھا

نہ لکھنا تھا غمِ ناکامیٔ عشق — جواب نامہ بے مدعا کیا

کب طالع خفتہ نے دیا خواب میں آنے — وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہیں سکتا!

گور میں یاد قد یار نے سونے نہ دیا — فتنۂ حشر کو رفتار نے سونے نہ دیا
شب ہجراں نے کہا قصۂ گیسوئے دراز — شیفتہ کو بھی دلِ زار نے سونے نہ دیا
بسکہ آغاز محبت میں ہوا کام اپنا — پوچھتے ہیں ملک الموت سے انجام اپنا
تاب بوسہ کی کسے شیفتہ وہ دیں بھی اگر — کر چکی کام یہاں لذت دشنام اپنا

لہ شوق مردن سے تو پھر جینے سے بن آئے کی دگلشن بیخار ص ۱۱)

Marfat.com

سودازدہ کہتے ہیں ہوا شیفتہ افسوس — تھا دوست ہمارا ابھی سنبھل جائے تو اچھا

دل زار کا ماجرا کیا کہوں — فسانہ ہے مشہور سیماب کا
نہ کیجیو غل اے خوشنوایان صبح — یہ ہے وقت اون کے شکر خواب کا
محبت نہ ہرگز جتائی گئی — رہا ذکر کل اودھر باب کا
پڑے صبر آرام کی جان پر — مری جان بے صبر و بے تاب کا

کیا حال تمہارا ہے ہمیں بھی تو بتاؤ — بیوجہ کوئی شیفتہ اُف اُف نہیں کرتا

تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہ اختیار — شب موم کر لیا سحر آہن بنا دیا
مشاطہ کا قصور سہی سب بناؤ میں — اوسنے ہی کیا نگہ کو بھی پر فن بنا دیا

شکایت کو اوس نے سنا بھی نہیں — کھلا غیر پر راز پنہاں عبث
نہ سمجھا کسی نے مجھے گل نہ صبح — ہوا ٹکڑے ٹکڑے گریباں عبث

جاتے ہیں اور منع کی طاقت نہیں مگر — رہ جائیں آپ وہ مجھے ناچار دیکھ کر

خیر جو گذری سو گذری پر یہی اچھا تھا — خط دیا تھا نامہ بر نے اوسکو تنہا دیکھکر

کیا ہو سکے کسی سے علاج اپنا شیفتہ — اوس گل پہ غش ہیں جسمیں محبت کی بو نہیں
دشمن کہیں گیا نہ ہو آنکھوں سے شیفتہ — اوس کی گلی میں آج نشان قدم نہیں

Marfat.com

نواب محمد اکبر خاں بہادر سلمہ اللہ تعالیٰ

نخلبند حدیقۂ بخت مندی نونہال گلشن طالع بلندی، عارج معارج اقبال صاعد مصاعد جاہ و جلال، بہین نتیجۂ ادوار فلک، کارفرمائے ملک و ملک، یگانۂ دوراں نواب محمد اکبر خاں اکبر تخلص کہ یہی برادر نواب محمد مصطفیٰ خاں بہادر کے طبیعت نہایت رسا اور ذہن نہایت جودت کے رکھتے ہیں ہر چند فکر سخن کی طرف کم متوجہ ہوتے ہیں لیکن بہت خوش فکر ہیں۔ مشق سخن مومن خاں مومن سے کی ہے۔ ہر بیت اون کی مضمون رنگین سے دکان گل فروش، مصرع اون کا نازکی کیفیت سے مینائے بادہ سرجوش لطف سخن سے خط خوباں خجل اور خوبی سطور سے سنبل جنت منفعل۔ یہ چند شعر اون کے بطریق یادگار نذر احباب ہوتے ہیں۔

اشعار ریختہ

نہ تھا سارا جہاں دشمن عبث تو نے جہاں پھونکا
جہاں کو تو نے کیوں ای نالۂ آتش فشاں پھونکا
اثر لیلیٰ کو کیا ہو جب تری فریاد نے مجنوں
جلایا پائے ناقہ کو نہ دست ساربان پھونکا

جاکر فلک پہ نالۂ شور آفریں کے ساتھ
سیر بہشت کرتے ہیں ہم حوربیں کے ساتھ
اللہ رے سوز سینہ کہ دامان چرخ میں
شعلہ لپٹ گیا نفس آتشیں کے ساتھ

Marfat.com

ہم مر گئے اور اوس نے نہ جانا کہ مر گئے
ہر زخم پر جو ملتے تھے لب آفریں کے ساتھ
وہاں رسم اختلاط سے انکار و عذر تھا
یہاں جان ہی نکل گئی اپنی نہیں کے ساتھ
طوفان نوح و گریۂ اکبر میں فرق ہے
یعنی کہ آسماں کو ڈبویا زمیں کے ساتھ

پنڈت نرائن داس ضمیر

سخن شناس معنی اساس محو جلوہ شاہد نکتہ دانی، نظر باز عرائس معانی صاحب طبع روشن و افکار منیر، پنڈت نرائن داس متخلص بضمیر۔ دقائق سخن سے کماہی آگاہ، اور فنون شعر میں بھی صاحب دستگاہ۔ لوازم سخنوری مثل بیان معنی بدیع عروض و قوافی سے ماہر، اور خفایای رموز ہنر تمامہ اس صاحب کمال کے سامنے ظاہر۔ زبان فارسی میں بطرز متین و ہم نثر دلنشیں ان کے خامۂ معنی طراز سے جلوہ گر ہے اگر نظم ہے مثل نظم جواہر کے مقبول طبائع اہل ہنر، اور اگر نثر ہے مانند نثر نثرہ کے منظور اہل نظر۔ ہر مصرع ان کا رشک مصرع زلف خوباں، اور ہر بیت غیرت بیت ابروی محبوباں۔ رنگینی عبارت رنگینی گل سے بالاتر، اور صفائی الفاظ صفائی گوہر سے والاتر۔ یہ چند شعر اون کی بلندی فکر اور رسائی طبع پر دال ہیں۔

اشعار فارسی

تو و شوخی و تبسم بہزار ناز کردن ❊ من و عجز و جانفشانی ز سر نیاز کردن

Marfat.com

شب تیرۂ فراقت چہ غم از بسر نیاید | بیک آہ میتوانم در صبح باز کردن
چو خمار زور آرد چہ خوش است سوی ساقی | پی جام بادہ دستی بہوس دراز کردن
بہ محبتش ندارم خبری ز کفر و ایماں | نہ خیال بت پرستی نہ سر نماز کردن
تو اگر بجور سوزی ز جفا کشاں نیاید | بجز از دعای جانت ز سر نیاز کردن
چہ دوا ضمیر جویم یکہ درد خویش گویم | کہ نمیتواں علاج غم جاں گداز کردن

میر نظام الدین مرحوم متخلص بہ ممنون[۱]

فرید عصر وحید آوان مصداق الشعراء تلامیذ الرحمان۔ جلوہ طراز معانی بکر، زنگ زدائے آئینۂ فکر، نخابند حدائق افکار بلند، بزم افروز شبستان مضامین ارجمند۔ محک امتحان طبائع موزوں، میر نظام الدین متخلص بممنون۔ خلف ملک الشعرا میر قمر الدین منت۔ پیش گاہ خلافت دربار گاہ سلطنت، دارائے ہند سے مخاطب بخطاب فخر الشعرا۔ سخن میں ایک طرز تازہ کو ایجاد و ابیات بلند کو معانی ارجمند سے آباد کیا۔ متانت کلام صفائی عبارت اور مضمون اور رغائب تشبیہ اور نوی استعارات جیسے اس سرگروہ اہل کے سخن میں موجود ہے کسی اہل فن کے سخن میں متصور نہیں ہے۔ الحق ریختہ کو فارسی اور اردو کو دری کر دیا۔ نہ انکے قصیدہ کے سامنے قصائد قدما کو رتبہ ہے اور نہ ان کی غزل کے آگے غزلیات متاخرین کو مرتبہ۔ ہر نقطہ ان کے سخن کا گوہر آبدار اور

---

[۱] گلشن بیخار ص ۱۸۷ اور سخن شعراء نساخ ص ۵۰۴ میں ان کا تذکرہ اور انتخاب کلام دیا گیا ہے۔

Marfat.com

ہر لفظ اون کے کلام کا لولوی شاہوار۔ طبع بلند اون کی دریاے ذخار ہے اور خامۂ معنی طراز ابر گوہر بار۔ موہبت فیض حقیقی سے مرتبہ اس یگانۂ روزگار کا مستغنی ہے اس سے کہ قلم اون کی تعریف میں کچھ لکھے یا زبان اونکی توصیف میں کچھ کہے۔ بے تکلف تشریح بدن اشعار کے باب میں جالینوس اور نگہبانی چراغ معنی کے واسطے طبیعت اون کی فانوس۔ عرصہ تین برس کا ہوتا ہے کہ اس جہان ناپایدار سے رخت سفر کو باندھ کر راہی جنت ہوئے۔ کسی شاعر نے یہ دو شعر اون کی تاریخ وفات میں پائے۔

میر ممنون از جہاں بگذشت و نزد عالمی
زندگی را از ممات او بود حکم ممات
سر بجیب فکر بردم گفت ناگہ پیر عقل
"شاعر شیریں زبان ہند" تاریخ وفات

۱۲۶۰ھ

یہ چند شعر ان سے بطریق یادگار لکھتا ہوں تاکہ معلوم ہو متانت عبارات اوس سے ہے جو ان اشعار میں ہے اور صفا وہی ہے جو اون لآلی آبدار میں ہے۔

اشعار

برا مانیے مت مرے دیکھنے سے — تمھیں حق نے ایسا بنایا تو دیکھا

اوڑی سو شور محشر گرد ہو یہاں ایک جنبش میں
کیا تو نے غبار اے چرخ ہم کو کس کے داماں کا

Marfat.com

قربانِ ناز نعش مری دیکھ کر کہا — گردن پہ کس کی خون ہے اس بے گناہ کا

ہاتھ میں جنبش محمل کے عناں ہے اپنی — ورنہ یاں کس کو ہے سر آبلہ فرسائی کا

غموں کی گر بھی بالیدگی ہے تو آخر — دل گرفتہ نہیں سینے میں سمانے کا

صبح تک کیا کیا نہ مجھ کو تھی سماجہائی شوق
رات رکھ کر روبروئے صفحہ تری تصویر کا
لے لیا بوسہ تو اس نے دیں نہ کیا کیا گالیاں
یاں گنہ سے بھی زیادہ ہے مزا تعزیر کا

بیتابیِ دل تیرے شہیدوں کی کہاں جائے — کچھ کم رگِ بسمل سے نہیں تارِ کفن کا

بدگمانی سے ڈرا اور نہ لیا تیرا جو نام — دیکھنا بوسہ کی خاطر ہیں لب لالہ بنا

ممنون قضا نے ہم کو دیا کیا بغیرِ دل — سو وہ بھی نذر کاہش و تشویش ہو گیا

نہیں دیتی دکھائی صورتِ زیست — غضب صورت ہوں آباد کیا آج

یوں تو ہے وہ فرشتہ خو لیکن — ہے ذرا آدمی کشی کا شوق

Marfat.com

بس حنا ز و ر آز مائی ہو چکی　　دلبروں سے ہاتھا پائی ہو چکی
رات تھوڑی حسرتیں دل میں بہت　　صلح کیجے بس لڑائی ہو چکی

تفاوت قامت یار او ر قیامت میں ہے کیا ممنوں
وہی فتنہ ہے لیکن یاں ذرا سانچے میں ڈھلتا ہے

شاہ نصیر رحمۃ اللہ علیہ

یگانۂ سخن سنجان روزگار فرید عصر وحید قرون و ادوار، پاک نہاد و صافی ضمیر میاں شاہ نصیر رحمۃ اللہ علیہ ۔ شعرائے قدیم شاہجہاں آباد سے تھے ۔ شعر ریختہ کو بطرز صائب مدعا مثل اکثر فرماتے تھے ۔ مشکل زمینوں کی طرف جس میں سخن طرازوں کو قدم رکھنا دشوار ہوتا، بیشتر توجہ کرتے اور حق یہ ہے کہ اون زمینوں میں سیر غزل قریب بقصیدہ بل دو غزلہ لکھ کرتے اور اکثر ابیات غزل بیت الغزل ہوتی ۔ باوجود اس کے کہ علم شعر سے بہرہ کم تھا لیکن جن زمینوں میں وہ قدم رکھتے ہیں اور راوی کو بزور طبع خداداد سرانجام دیتے مدعیان کمال کو مجال نہ ہوتی کہ اوس میں جرأت کریں ۔ اکثر ریختہ گویان شاہجہان آباد نے کہ اپنے زعم میں کوس لمن الملکی کو بلند آواز کرتے ہیں، اوائل سال میں اونہیں سے تلمذ کیا تھا گو بعد مدت مشق کمال پہونچا کر کبھی مباحثہ اور کبھی طنز و تشنیع پر مستعد ہوئے ۔ شعرائے آبدار اس بیشتر دسخنوران روزگار کے دو لاکھ سے زیادہ ہیں اور یہ بےمبالغہ و اغراق ہے ۔ صدہا آدمی جو کہ کچھ نہ جانتے تھے اور بہ تقریب مشاعرہ صرف اونہیں سے غزل کہلوا لیتے تھے ، ہر ایک دیوان اپنے نام سے مرتب رکھتا ہے ۔ اپنی زندگی میں ترتیب دیوان کی طرف توجہ نہ کی ، اون کی وفات کے بعد

Marfat.com

مہاراج سنگھ نامی ایک شخص نے کہ اون کا شاگرد ہے جس قدر ہاتھ لگا کر جمع کر کر ایک دیوان ترتیب دیا ہے، اس پر پچاس ساٹھ جزو سے کم نہیں۔ دو بار لکھنؤ میں تشریف لے گئے اور سامنے مرزا قتیل کے مصحفی اور انشاء اللہ خاں کے ساتھ بساط مشاعرہ آراستہ کیا۔ تین بار حیدرآباد کو گئے اور وہاں کے رئیس نے نہایت قدردانی سے ہر بار ہزار ہا روپیہ کا سلوک کیا، خصوصاً راجہ چندو لال نے کہ اوس سرکار کا مختار کل اور مرد سخن فہم اور قدرشناس اہل کمال تھا، اس بزرگ کو مالامال کر دیا۔ تیسری بار چونکہ خمیر اون کا وہیں کی خاک سے تھا، شاہجہاں آباد کو آنا نصیب نہ ہوا اور اُسی سرزمین میں وفات پا کر مدفون ہوئے۔ اون کے انتقال کو آٹھ ساتھ برس کا عرصہ ہوتا ہے۔ ہرچند اس قدر ذخیرہ میں سے قدرے کا لکھنا نہایت نازیبا ہے لیکن احتراز عن الاطناب انھیں چند اشعار پر کفایت کی جاتی ہے۔

اشعار ریختہ

پشت لب پر ہے یہ تیرے خطِ ریحاں ایسا
منہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خاں ایسا

نکلی تھی دم تیشہ زنی سنگ سے آواز
فرہاد یہ دشمن ہے تیری جان کا لو ہا

قیامت آپ کا قد اوس کے دل پذیر ہوا
چھڑی لے سر دمین ہبنوا فقیہ ہوا
کمان و تیر نمط ربط تھا مجھے اوس سے
جب اُس نے آپ کو کھینچا میں گوشہ گیر ہوا

Marfat.com

خود بخود وطاق سے شیشہ جو گرا اے ساقی روح تھی کس کی یہ مینائے مئے ناب میں بند

قدم نہ رکھ مرے چشم پُر آب کے گھر میں
بھرا ہے نوح کا طوفاں حباب کے گھر میں

کبھو نہ اوس رُخ روشن پہ جھائیاں دیکھیں
گھٹائیں چاند پہ سو بار چھا تیاں دیکھیں

سب سے ملاؤ ابروہم سو نفاق رکھو اس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکھو

دیجے دل میں کیوں جگہ اس آہ بے تاثیر کو
جسمیں پیکاں بھی نہو رکھنا ہے کیا اوس تیر کو

یہ عالم اوس کے خط سبز نے دکھایا ہے کہ جس کو دیکھ کے عالم نے زہر کھایا ہے

شوق نظارہ ترا کھینچ کے لایا تھا اوسے
گرچہ تھی قیس کے پاؤں میں سلاسل بھاری
دیکھ لیتی جو اوٹھا کر ترے کیا ٹوٹتے ہاتھ
لیلے ایسا تو نہ تھا پردہ محمل بھاری

دل کا کیا مول بھلا زلف چلیپا ٹھہرے تیری کچھ گانٹھ گرہ میں ہو تو سودا ٹھہرے

Marfat.com

جنبشِ لب پہ قیامت ہو کر جی اوٹھے ہم
آج اِک بات میں تم رشکِ مسیحا ٹھہرے

دِل یہ کہتا ہے کہ مت یاد بتاں دِلواو
چھیڑنے کا مرے پھر آپ مزا دیکھیں گے

در پردہ آنکھ پر سے لڑتی ہے رات سے
تار نگہ کو رشتہ ہے چاک قنات سے

شیخ محمد ابراہیم ذوق المخاطب بہ خاقانیٔ ہند

شاہ کشور سخنوری مالک رقاب مملکت معنی پروری، والی قلمرو تکمیل و اکمال مؤسس اساس فضل و افضال، جامع دقائق فن حلال مشکلات سخن، قادر الکلام زبدہ کملائے انام، مرجع مآرب ارباب شوق، شیخ محمد ابراہیم ذوق۔ عہدہ اُستادی سلطان عصر محمد سراج الدین بہادر شاہ سے ممتاز اور پیشگاہ سلطنت سے خطاب خاقانیٔ ہند سے سرفراز ہیں۔ مشق سخنوری اس درجہ کو پہونچی ہے کہ کوئی بات اس صاحب سخن کی غالب ہے کہ پایۂ وزن سے معرا نہ ہوگی۔ پرگو اور خوش گو غزل ولیسی ہی اور قصائد ویسے ہی۔ غزل گوئی میں سعدی و حافظ و قصیدہ میں انوری و خاقانی۔ مثنوی میں نظامی کو اگر اس سخن گو کی شاگردی سے فخر ہو تو کچھ عجب نہیں۔ شمار ان کے اشعار گوہر نثار کا بجز عالم الغیب کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ دقیقہ سنجان روزگار بے بجا سکتے ہیں کہ جس کا کلام وحی نظام فخر متقدمین اور شرف متاخرین ہیں ہو اوس کی ذات فائض البرکات بنی نوع میں کس قدر فضل و شرف رکھتی ہوگی۔ اس قدر جامعیت کہ فصاحت

Marfat.com

عبارت اور متانت تراکیب اور تازگی طرز اور جدت معنی اور غرابت تشبیہہ اور حسن استعارہ اور خوشی اسلوبی کنایہ اور لطف تلمیح اور پاکی الفاظ اور تنک وزری کلمات اور لبست قافیہ اور نشست ردیف نظم ونسق کلام اور حسن آغاز و انجام ایک جا ے میں جمع ہیں۔ متقدمین سے متاخرین تک کسی اور فرد بشر کو حاصل نہیں ہوئی۔ اگرچہ اصناف سخن خصوصاً غزلیات اور قصائد سے دفتر دفتر ہے اور ہر شعر نقطۂ انتخاب مزیّن لیکن اس مختصر کا حوصلہ تاب نہیں لاتا کہ اون کو درج اوراق کر کر ارباب ذوق و شوق واہل فضل کی خدمت میں گذرانوں، اس واسطے مشتے نمونہ از خرمنے چند شعر ہدیۂ نظر شائقان باکمال کے کرتا ہوں۔

اشعار ریختہ

ہم ہیں اور سایہ ترے کوچہ کی دیواروں کا کام جنت میں ہے کیا ہم سے گنہ گاروں کا

مجھکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جوں روز حشر
مجھ سے یہ کس دن کے بدلے آسماں لینے لگا

مذکور تری بزم میں کس کا نہیں آتا پر ذکر ہمارا نہیں آتا نہیں آتا

کہے ہے خنجر قاتل سے یہ گلو میرا کمی جو مجھ سے کرے تو پیے لہو میرا

لبوں پر جاں عبث ہو منتظر وہ شوخ کب آیا اگر جہلم کو بھی آیا تو ہم جانیں کہ اب آیا

Marfat.com

تامل کیجیو ذوقِ تپیدن دیکھنے کیا ہو
کہ اب تک ذبح کرنیکا نہیں قاتل کو ڈھب آیا

ہاتھ تو ہلکا پڑا تھا یار کی شمشیر کا
زخم پر قسمت سے میری کارگر اچھا ہوا

لکھیے اُسے خط میں کہ ستم اُٹھ نہیں سکتا
پر ضعف سے ہاتھوں میں قلم اُٹھ نہیں سکتا

دِل تو لگتے ہی لگے گا حوریانِ عدن سے
باغِ ہستی سے چلا ہوں ہائے پریاں چھوڑ کر

ٹھیری ہے اُن کے آنیکی یاں کل پہ جا صلاح
اُسے جان برلب آمدہ تیری ہے کیا صلاح

مجھ میں کیا باقی ہے جو دیکھے ہے تو آن کے پاس
بدگماں وہم کی دارو نہیں لقمان کے پاس

نہیں تدبیر کچھ بنتی بڑے سر کو پٹکتے ہیں
نہ دِل چھوڑے ہے اسکو اور نہ ہم دل چھوڑ سکتے ہیں

مر گئے پھر بھی تغافل ہی رہا آنے میں
بیوفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے میں

خط پڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب میں
کیا جانے لکھدیا اُسے کیا اضطراب میں

Marfat.com

وہ جنازے پر مرے کسوقت آئے دیکھنا　　جب کہ اِذن عام میرے اقربا کہنے کو تھے

ہاں تأمل دم ناوک فگنی خوب نہیں　　ابھی چھلنی مری تیروں سے چھنی خوب نہیں

اُس حورِ وش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا　　پر واں رقیب ہو تو جہنم سے کم نہیں

دیکھا دم نزع دِل آرام کو　　عید ہوئی ذوق وَ لے شام کو

عبث تم اپنا لگا وٹ سے منہ بناتے ہو　　وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

کھانے پینے کی قسم کھائی ہے تجھ بن ہم نے
ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہم کو

تو جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھ　　ایمان کی کہیں گے ایمان ہے تو سب کچھ

رخصت اے زنداں جنوں زنجیر در کھڑ کائے ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے

کون وقت اے وائے گزرا دِلکو گھبراتے ہوئے
موت پڑتی ہے اجل کو یاں تلک آتے ہوئے

وہ نہ آئے رات ہمکو ضد سے بخت خفتہ کے
بج گیا آخر گجر زنجیر کھڑ کاتے ہوئے

Marfat.com

قطرہ قطرہ آنسو جس کے طوفاں طوفاں شدت ہو
پارہ پارہ دِل ہے جس میں تو وہ تو وہ حسرت ہو

قسمت برگشتہ دیکھو اک نگہ کی تھی ادہر سو بھی آکر تا سرِ مژگاں حیا سے پھر گئی

زخمی ہیں ہوا ہوں تری دزدیدہ نظر سے جانے کا نہیں چور مرے زخم جگر سے

وہ اپنے سینہ میں ہے آہ آتشیں اے ذوقؔ کہ برق دیکھے تو فی النار و السقر ہو جائے

نگہ کا وار تھا دِل پر پھڑکنے جان لگی چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی

اُلفت کا نشاں جب کوئی مرجائے تو جائے
یہ دردِ سر ایسا ہے کہ سر جائے تو جائے

کہتے ہیں لوگ موت تو سب جائے جائے ہے
پر تیرے پاس آدمی کو کوئی کھائے جائے ہے

ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سُن سُن اپنے
کر کے میں ضبط ہنسی دیکھوں ہوں ناخن اپنے

زخم دل پر کیوں مرے مرہم کا استعمال ہے
مشک اگر مہنگا ہے تو کیا لون کا بھی کال ہے

Marfat.com

جوش گریہ کا مرے تم کچھ نہ پوچھو ماجرا
چادر آب رواں منہ پر مرے سد و ماں ہے

زباں پیدا کروں جوں آسیاب منہ میں پیکاں سے
دہن کا ذکر کیا یاں سر ہی غائب ہے گریباں سے

فلک کیا فتنہ سازی میں ہو ہم سر چشم فتاں سے
گرا تھا یہ بھی اشک سرمہ آلود اوس کی مژگاں سے

یہانتک ناتواں ہیں ہم گذر جائیں اگر جاں سے
اوٹھائے مور لاشہ کو ہمارے دست مژگاں سے

صراطِ عشق پر از بسکہ ہے ثابت قدم میرا
دمِ شمشیرِ قاتل پر بھی خوں جاتا ہے جم میرا

حافظ عبدالرحمان خان احسان

سخنِ سنج دقیقہ گزین معنی رس، خوردہ بین یگانہ جہاں، فرید آوان حافظ عبدالرحمان خان احسان۔ استعداد کتابی نہایت اور تحقیق مصطلحات بغایت۔ ریختہ گوئی کو کمال اور زبان اردو کو نہایت جمال بخشا۔ ساٹھ ستر برس کی مشق سخن دلالت کرتی ہے کہ کیا ملکہ اصناف سخن میں بہم پہنچایا ہوگا۔ صنعت تجنیس و اشتقاق بیشتر اُن کے کلام بلاغت نظام میں مستعمل ہے اور حق یہ ہے کہ ان صنعتوں کو اپنے سخن میں اچھی طرح سے نبھایا ہے۔ قلعہ معلی میں بیشتر سلاطین انھیں کے شاگرد ہیں۔ باوجود ضعف پیری کے سخن

Marfat.com

میں ہنوز شوخی جوانی کی موجود ہے۔ چند اشعار اُن سے بطریق یادگار لکھے جاتے ہیں۔

اشعار ریختہ

دو دِن سے میں جدا ہوں اُس مو کمر سے احساں
اِک سو طرح کا صدمہ اس درمیان میں دیکھا

کہاں وہ گریہ وہ نالہ وہ جاں بلب رہنا　　کسی کا کام ہمیشہ بنا نہیں رہنا

گلے سے لگتے ہی جتنے گلے تھے بھول گئے
وگرنہ یاد تھیں مجھ کو شکایتیں کیا کیا

میں نو اوس نوجوان پر غش ہوں　　ہائے عالم تری جوانی کا

سخت نادانی کی احساں جو کہا عاشق ہوں
بھید کہتا ہے کسو سے کوئی دانا دل کا

ہے وہ مرید آبلہ پائیِ عاشقاں　　پانی پہ ٹھیرے کیونکہ نہ بستر حباب کا

میرے آتے ہی بس نیند آئی تو اب
یہ اپنی چشم پوشی دیکھتا جا

Marfat.com

یارو سبھوں کو میرے گریباں کی فکر ہے
ناصح کے موںہہ کو آن کے کوئی نہ سی گیا

خوش نویسان

جناب سید محمد امیر[1] سلمہ اللہ تعالیٰ

یہ جناب سادات کبار سے ہیں خط نستعلیق کو جز و زمان میں ان کے قلم کے صدائے صریر نے مثل صور ثانی کے دوبارہ زندہ کیا۔ ہر دائرہ حروف کا انکے اوصاف حمیدہ کے ذکر میں سراپا دہان اور مدات الفاظ کی انکی محامد حمیدہ کے بیان میں سراسر زبان۔ انکی خوشنویسی کے دور میں میر عماد کی خوش قلمی پر اعتماد نہیں رہا اور انکی صانعی کے زمانہ میں آغا رشید بندہ ہو گیا۔ باوجودے کہ ورزش پنجہ اور رنگینی میں کوئی ان کا نظیر نہیں جس پر ہاتھ ان کا ایسا سبک ہے کہ قلم کو ایک آن میں ہزار حروف لکھنا پھر اس خوبی کے ساتھ کچھ گراں نہیں۔

جناب آغا صاحب[2]

سید صاحب کمال شاگرد رشید ہیں سید امیر صاحب موصوف کے اور اس فن میں ایسا کمال بہم پہونچایا کہ اوستاد کو انکے کمال پر کمال ناز ہے اور

---

[1] ان کے مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو تذکرہ خوشنویساں صفحہ ۱ ، ۲ ، طبع کلکتہ ایام غدر ۱۸۵۷ء میں کسی نے ان کو گولی ماردی۔

[2] ۱۲۷۲ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

اس فن کی تکمیل کے سبب سے اساتذہ سلف سے ممتاز ہیں ۔ علاوہ اس کمال کے فن یکیتی میں بھی اقران روزگار سے گوئے سبقت لے گئے ہیں ۔ اور اہلیت اور صلاحیت ایسی ہے کہ جس کا بیان نہیں اور رہ اعتقاد کہ اپنے اوستاد کے حق میں رکھتے ہیں خامۂ دوزبان کی مجال نہیں کہ لکھ سکے ۔

میرزا عبداللہ بیگ[1]

شاگرد ہیں سید محمد امیر صاحب ممدوح کے ۔ ان کے رتبہ کو نستعلیق نویسی میں بعد آغا صاحب کے کوئی نہیں پہونچ سکتا ۔ سوائے اس کے اہلیت اور سعادت مندی جو ان کے مزاج میں ہے قلم دوزبان کی طاقت نہیں کہ اوس کا بیان کر سکے ۔

امام الدین احمد خان

فرزند ارجمند نواب دبیرالدولہ خواجہ زین العابدین خان بہادر مصلح جنگ اور نستعلیق نویسی میں شاگرد ہیں اخوند عبدالرسول قندھاری سلمہ اللہ تعالیٰ اور سید محمد امیر صاحب موصوف کے ۔ ہاتھ اُن کا ایسا قابل ہے کہ تھوڑی سی محنت اور زمانۂ قلیل میں اپنے اقران و امثال سے قصب السبق لے گئے ۔

محمد جان صاحب مرحوم و مغفور

شاگرد میر کلن خوشنویس بے بدل اور خوش قلم بے نظیر تھے ۔ جب تک

---

[1] تذکرہ خوش نویساں (صفحہ ۲۰) میں ان کا نام عباداللہ بیگ لکھا ہے ۔

Marfat.com

یہ قید حیات میں تھے ان کے سامنے کسی خوش نویس کو یارا ے دم زدن نہ تھا عرصہ پندرہ بیس برس کا ہوتا ہے کہ روح پُر فتوح کو عالم فانی سے رہا کیا۔ اللّٰھم اغفرلی ولہ۔

اخوند عبدالرسول قندہاری سلمہ اللہ تعالےٰ

یہ زُبدۂ اہل کمال متوطن ہیں قندھار کے اور عرصہ چند سال سے بود و باش شہر شاہجہاں آباد کی اختیار کی ہے اور اس خاک پاک سے ایسی دِل بستگی بہم پہونچائی کہ گویا یہیں کے ساکن تھے اور حب وطن کو ایک قلم دِل سے بھلادیا۔ خط نستعلیق و شفیعہ میں بے نظیر ہیں۔

حافظ کلّو خان صاحب مغفور

خطِ نسخ میں اوستاد یگانہ اور مشہور زمانہ۔ اس خط کو شان یاقوت پر لکھتے تھے بلکہ یاقوت کو ان کے سامنے یاقوت جرم دار کی مانند کچھ قدر نہ رہی تھی۔ عرصہ چند سال سے عالم باقی کی طرف خرام کیا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

میر امام الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

خطِ نسخ میں اُستاد ہیں سلطان عصر حضرت ظل اللہ سراج الدین محمد بہادر شاہ کے اور خط نسخ کو قاضی کی شان پر لکھتے ہیں اور باتفاق زبان خلائق یہ ہے کہ اس شان پر ان سے بہتر اس سے اُنیس[۱۹] بیس[۲۰] بھی لکھنا محال ہے۔

مولوی حیات علی صاحب مغفور

خط شکستہ میں وہ کمال بہم پہونچایا تھا کہ اون کے ہر حرف کے خم و پیچ سے

Marfat.com

زلف خوباں شکستگی وام کرتی تھی اور خط نستعلیق میں ایک شان نئی اختراع کی تھی۔ اور طرفہ یہ ہے کہ اوس شان کی صدہا کتابیں مختصر اور مطول اون کے قلم اعجاز رقم سے نکلی ہوئی ہیں کہ ہر حرف اون کتابوں کا ایک قطعہ شمار میں آتا ہے۔ قدرت خدا کی ہے کہ ایسے فرد کامل بھی صفحۂ روزگار پر بہم پہونچے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ مدت دراز ہوئی کہ اس جہانِ فانی سے راہی ہوئے۔

پنڈت شنکر ناتھ

خطِ شکستہ میں شاگرد رشید تھے مولوی صاحب ممدوح کے اور بعد اون حضرت کے اُن سے بہتر شہر شاہجہاں آباد میں کوئی نہیں ہوا اور نہ اب چھ سات برس کا عرصہ ہوا کہ جہان فانی سے راہی ہوئے۔

بدرُالدّین علی خاں مُہر کن[1]

خط نستعلیق لکھنے میں شاگرد ہیں سیدامیر صاحب ممدوح کے اور مُہر کنی کے فن میں تمام ہندوستان میں اس سرگروہ اہل کمال کا نظیر نہیں۔ مہر حکام وقت کی علی الخصوص نواب گورنر جنرل بہادر اسی یگانۂ روزگار کے ہاتھ سے کھدا کرتی ہے۔ جو دائرہ کہ ان کے قلم سے نکلتا ہے ہزار حرف اُن کی یکائی کی پرانے ذہن سے ادا کرتا ہے۔

مُصوّران

غلام علی خاں

مصور بے مثل مانند و پیکر آرای بے شبہ و نظیر۔ رنگینی اور رنگ مانی اُنکے

---

[1] مزید حالات کے لئے دیکھو تذکرۂ خوشنویسان صفحہ ۷۰-۵۰

Marfat.com

نقش سادہ کے مقابل خجل اور آب و رنگ کارنامہ بہزاد ادن کے سیاہ قلم کے سامنے منفعل۔ نقاش بہار نے ہر چند تصویر چمن کی لعلی شقائق اور سفید آب نسترن سے بنائی ان کے گروہ بے نقش و نگار کے آگے رونق نہ پائی۔ ایسا قادر اس فن میں صفحہ روزگار پر نہیں پیدا ہوا کہ دیدہ نرگس کی تصویر بینا اور زبان سوسن کا نقش بنا سکتا ہے۔ غنچہ اون کی چمن تصویر کا بویا اور مردم چشم ان کے مرقع نہ ہیں آشنا۔ دیدہ مور کے پردہ پر کرۂ عالم کی تصویر اسطرح بنائی کہ منجمان رصد بند گردش افلاک و اوضاع کواکب کو بتفصیل اوس میں مشاہدہ کر سکتے ہیں اور نقطہ موہوم پر نقشہ کون و فساد کا ایسا کھینچا ہے کہ فکر حکیم استحالہ اجسام اور تکون موالید اور حصول ترکیب اور تغیر فصول کو کماہی اوس سے دریافت کر سکتا ہے۔ گل کی نرمی اور خار کی درشتی انکی تصویر سے مشہود، حیوان کی حرکت اور نبات کا نمو ان کے نقشہ میں موجود۔

فیض علی خاں

کہیں برادر حقیقی ہیں غلام علی خان موصوف کے۔ مانی ان کا قلم بند وصف دار اور بہزاد ان کی طرح کا چربہ نگار۔ شمع ان کی تصویر کی بزم افروز اور آتش ان کے نقشہ کی عالم سوز۔ از بسکہ مزاج صلاح و تقویٰ کی طرف بہت مائل ہے جاندار کی تصویر سے تائب ہو کر فقط نقشہ مکانات پر قناعت کی۔ سبحان اللہ اس کام کو اس طرح سے سرانجام دیا اور اس امر کو ایسا انصرام پہونچایا کہ بیان اوس کا احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

مرزا شاہ رخ بیگ

فن تصویر میں نہایت کامل اور اقران و امثال سے اس کام میں گوے

Marfat.com

سبقت لے گئے۔ مژۂ چشم حور اگر ان کا موقلم ہے بجا ہے اور بیاض گردن پری اگر ان کا صفحہ ہو تو زیبا ہے۔ کل نقشے اس کتاب کے فیض علی خان موصوف اور ان کی استعانت سے مرتب ہوئے ہیں۔ کام ان نقشوں کا نمونہ انکی صنعت کا ہے۔

محمد عالم

اوستاد فن ہے اور امر کے دقائق سے آگاہ۔ وضع قدیم کی تصویر جیسی اس سرگروہ اہل کمال کے قلم سے کھنچ سکتی ہے اور کی مجال نہیں۔

ارباب موسیقی

ہمت خاں

باربد اس کا شاگرد کہیں اور نکیسا اس کا تلمذ کمترین۔ یہ زبدۂ کملائے روزگار اس صناعت میں اپنے عہد میں کوس لمن الملکی مارتا تھا۔ سب ارباب نغمہ اس کے نام سے اپنا کان پکڑتے تھے۔ دھرپد کے گانے میں اس کا نظیر نہ تھا۔ اگر تان سین زندہ ہوتا تو اس سے شاگردی نہ کرتا اور اگر بیجو باورا ذیل حیات میں ہوتا خط غلامی لکھ دیتا۔ ہر چند اطراف عالم سے امرائے ذوی الاقتدار اور راجہ ہائے عالی تبار نہایت آرزو سے بطمع زر خطیر خط لکھ کر تمنا کرتے تھے کہ یہ صاحب کمال قصد ان کی ملازمت کا کرے باستغنائے [illegible] استغنائے خداداد جو ارباب کمال کے لوازم ذاتیہ سے ہے [illegible] تمام عمر ان کی طرف مونہہ نہ کیا اور دلی سے قدم باہر نہ رکھا۔ جو نغمہ سرا کہ ممالک دور دست سے مدعی اس فن کا ہو کر وارد شاہجہاں آباد ہوا اس کی ایک تان سنتے

Marfat.com

ہی نہ تال کی خبر رہی نہ سُر کی اور اوس کے قدم کی خاک کو اپنی آنکھ کا کحل الجواہر بنایا۔ حضرت بابرکت شاہ محمد نظیر صاحب مرحوم سجادہ نشین خلافت حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے سامنے بنابر رسم مستمرہ کے دوسری اور چوبیسویں ہر مہینے کو مجلس نغمہ گرم کیا کرتا تھا اور در و دیوار اس کی الحان داؤدی سے مست ہو جاتے تھے۔ اور راز بسکہ درد باطن اور لذت فقر کی چاشنی اس مستغنی الاوصاف کے گلوے حال میں پہونچی ہوئی تھی اوس نغمہ کو ایک اور ہی کیفیت بہم پہونچی تھی اور یہ کلام مولوی روم علیہ الرحمۃ۔

بشنو از نے چوں حکایت میکند　　　　از جدائی ہا شکایت میکند

کز نیستان تا مرا ببریدہ اند　　　　از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

اِسی ماہر کامِل کے نامی گلو کی شان میں صادق آتا تھا۔ عرصہ چند سال کا ہوتا ہے کہ اس عالم عنصری سے اِنقطاع تام کیا اور بزم جنت میں خراماں ہوا۔

راگ رس خاں

فنِ بین نوازی میں یکتاے روزگار اور یگانۂ شہر و دیار۔ اس کی بین کا ہر تار شیرازۂ کتاب معرفت تھا۔ جیسا ہمت خاں فن نغمہ میں اپنا مثل نہ رکھتا تھا یہ صاحب کمال بین نوازی میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا۔ ہمت خاں کے ساتھ دوسری چوبیسویں حضرت موصوف مرحوم کے روبروے صحبت بین نوازی سے گوش شوق کو ممنون اور سامعۂ تمنا کو مرہون کرتا تھا۔ چند سال گذرے کہ عالم فانی سے عالم باقی کو راہی ہوا۔

Marfat.com

میر ناصر احمد

والدان کے سادات عظام سے تھے اور اتفاق زمانہ سے ہمت خان مرحوم موصوف کی دختر بلند اختر سے منسوب ہوئے۔ چونکہ اس صاحب کمال نے اپنے نانائے مرحوم کی صحبت میں رشد بلوغ پہنچایا اس کے فیض تربیت سے فن موسیقی میں یکتائے عہد ہوگیا۔ وہ مغفور فن نغمہ سرائی میں مشہور تھا۔ یہ یکتائے زمانہ نغمہ سرائی اور بین نوازی دونوں میں معروف روزگار ہوا اور ان دونوں کاموں کو ایسا کیا کہ گوش اہل روزگار لے کہن زمانہ ہائے سابقین کو فراموش کیا کملائے دہر کو یہ اعتقاد ہے کہ جیسا ان چیزوں کو انھوں نے برتا اساتذہ سلف کو مجال نہ تھی کہ اس کے عشر عشیر پر بھی قادر ہو سکتے۔ اپنے نانا کی وفات کے بعد بدستور قدیم حضرت خواجہ محمد نصیر صاحب مرحوم کے سامنے یہ بھی نغمہ سرائی اور بین نوازی انھیں دونوں تاریخوں میں کرتے رہے اور بعد ان کی وفات حضرت سراسر افادت جانشیں شاہ محمد نصیر غفر اللہ لہ شرف خلف یادگار سلف مولانا و بالفضل اولانا مولوی یوسف علی کے سامنے جو لائق سجادہ نشینی خاندان موصوف بل اس امر کے واسطے الیق ہیں ان ہی مجلس اس کامل کے وجود سے مزین ہوتی رہی۔ اب گردش آسیا ئے گردوں سے بتقریب تلاش رزق نواح صوبہ اودھ کی جانب روانہ ہوئے ہیں۔

بہادر خان ستار زن

فن ستار نوازی میں یگانۂ روزگار۔ اس کی صدا سے در و دیوار تصویر کا عالم بہم پہونچاتے تھے۔ یہ فقرہ کہ "مرغ از طیران و آب از جریان بازدارد" اسی ماہر کامل کی ذات پر صادق آتا تھا۔ پانچ چھ برس کا عرصہ ہوا کہ عالم

Marfat.com

بانی کی طرف سفر آخرت اختیار کیا۔

رحیم سین ستار زن

یہ صاحب کمال اشرف اولاد میاں تان سین ہے وصدائے تار اس کے ستار کی الحان داؤدی سے خبر دیتی ہے۔ چھ راگ اور چھتیس راگنی اس کے تار ساز کے بال باندھے غلام و کنیز ہیں۔ نواب فیض محمد خاں والی جھجر نے کمال قدردانی سے اپنی ملازمت میں رکھا تھا اور بعد اوس کی وفات کے نواب فیض علی خاں مرحوم نے کہ بذریعہ وراثت والی اوس ریاست کا ہوا، بدستور قدرشناسی اس زبدہ کملائے عصر کی کرتا رہا۔ اب جو وہ ریاست عبدالرحمن خاں پسر نواب مرحوم تک منتقل ہوئی یہ رئیس بھی اوس صاحب کمال کی قدردانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ واقع میں ایسے یکتائے روزگار عرصہ عالم میں کم جلوہ گر ہوتے ہیں۔

نظام خان

دھرپد سرائی میں بے مثل و مانند اوتی شاگردان کا تان سین و برجوبادرے کو خیال میں نہیں لاتا تھا۔ عرصہ قلیل ہوا کہ شبستان عالم بغیر اوس کے وجود عشرت آمود کے ماتم سرا ہو گئی۔

قائم خاں

دھرپد نوازی میں ایسا کامل تھا کہ مقامات دوازدہ گانہ راگ کو کہ کمال صعوبت سے ہفت خوان رستم کا حال رکھتے ہیں، اوس کے انعکاس

Marfat.com

معجزہ اساس نے باآسانی سر کیا تھا۔ عہد آدم سے اس دم تک ایسا ماہر پیدا نہیں ہوا اور اس زمانہ سے نفخ صور تک اس کے نظیر کا پیدا ہونا متصور نہیں عرصہ چند سال سے عالم فانی سے کوچ کیا۔

گلاب سنگھ پکھاوجی

جامع تھا فنون شتی موسیقی کا۔ ہاتھ اس صاحب کمال کا پکھاوج کے بجانے میں ایسا طیار تھا کہ اوس کے ہاتھ کی ایک جنبش میں سو راگ آنکھوں کے سامنے پھر جاتے تھے۔ اور ستار نوازی کو گویا اُسی نے از سر نو زندہ کیا تھا۔ سوا اس کے جل ترنگ کے بجانے میں ید طولی رکھتا تھا۔ عرصہ دراز ہوا کہ سفر آخرت کا اختیار کیا اور عین جوانی میں داغ مرگ سینہ پر لیگیا۔

کار بسیار و اندک است حیات عمر در خورد کار بایستی

مکھوا پکھاوجی

پکھاوج بجانے میں یکتا ہے عصر اور یگانۂ دہر۔ باتفاق کہتے ہیں کہ جو سمت اس کے ہاتھ میں ہے نہ سامعت کو میسر ہوئی اور نہ خامعین کو۔

الحمد للہ کہ یہ کتاب تمام ہوئی اور دست قلم جو گردش دائمی اور گریہ دائم سے فارغ نہ تھے آسودہ ہوئے۔ فکر کو تسکین اور طبیعت کو اندیشے سے ترقی بہم پہنچی۔ خدا کرے کہ مقبول طبع صاحب نظران ہو۔

سعدی شکر کہ ایں نگارخانہ بگرفت طرازِ جاودانہ

بت خانۂ ہند را در اسنایں ناقوس ہزار ہیکر اسنایں

تمّت

Marfat.com

تقریظ

کہ جناب مرزا اسد اللہ خان غالب نے اِس کتاب پر لکھی ہے

خواستاران گرمی ہنگامۂ بینش را در نورونیرنگ بہ نوی نوید کہ چین رونما نگارخانہ را پردہ از پیشگاہ برداشتہ اند کہ دراں شگرف آئین کارگاہ بشمار شگرفی آئین کار پیکر آرائیان دیدہ وررا آئمایۂ بیخودی روی آوردہ و آنگونہ فرو ماندگی دست بہم دادہ کہ اگر رستخیز را ہمہ آن گیری کہ در پیکرکدہ ھا پیکرے پایای پویہ ناپاے را برفتار آورد، پیوندروی نیاز و مانی و لپشت دست بہزاد از زمین نتواند گسست۔ ہمانا از نگارخانہ آن کارنامۂ بینوبار نامہ خواہم کہ شاد رواں نشیمن نازاست و آرامش گلہ پری پیکران را از سرگذشت شہریاران سنت و سرنوشت روزگاراں، ورنہ این نیٔ بے نوا کہ مرغ دست آموز دستانسرا ستی بردر دیوار پیکرستان زمزمہ سنج چراستی۔ من کہ از تباہی دانش و ناسازی خوی پیوند رامش و آرامش در اندیشہ برنتافتمی و تا خود را بدشت از سوہان تیزی گام آبلہ سا ے وربن کوہ بہ پیالۂ داغ پلنگ شوراب پیمای نبند یشدمی از خویش ہرگز خوشنود نیافتمی۔ سینہ چوں زنبور خانہ رخنہ ہا بہم میای را نشانگاہ و دیدہ چون دلر بائی پروانہ خونابہ ہاے مژدہ رخسار و بہم سوز را فرود آمدن نجای اینک در پردہ گزارش این گزین نگارش بخوابگاہ بیدار بختان غنودہ پیکر و نشستن جاے خداوندان اورنگ و افسر کرشمہ سنج میگزرم و بدانسان کہ در گلگشت چمن برکنار خیابانہا بشاخ گل دست سای و گلچین گزرند نشانہاے شاہان گذشتہ یک یک را اندیشہ می شمرم۔ دلآویزی پرچم نشانہای لشکرکشان آخور کشائی بلیش کشی مارا کہ بگفتار لشکر و کشور بند از زبان نکتہ ئیم سخن در آنست

کہ دین ستودہ آیین راہ سخن کشودہ کسی است کہ دل آزادہ را در بند ہوای او بسی
است۔ خوشا دانا دل ہنر دستگاہ و فرخنا کردار گزار کار آگاہ ہر در زنگین فراموش
اہرمن دشمن یزدان دوست، فرزانۂ با فر و فرہنگ جواد الدولہ سید احمد خاں
بہادر عارف جنگ آن کہ خامہ را در نگارش افسون زندہ کردن نام بدان
روش روانی داد کہ نام آوران روز فرو رفتہ را زندگی جاودانی داد۔ پیوند
خویشی خجستگی با خویش تنی بہ آب لختی استوار تر۔ و فرجام یگانگی فرخی با گوہرش
از یگانگی روشنی بہ ہر پارہ آشکار تر۔ با ہمگنان نقش دلبست از فرزانگی بہ آیین
مردمی دانا و بانمش پیمان مہری است از دلنشینی بہ پیوند خون مانا۔ سخن کہ
پیوستہ ابر فرسودگی تار و پود پرند کہنہ خویشتن از گہر ہای گسستہ خندہ
دندان نما داشت، بدستیاری این گرامی ہنر در جامۂ خسروی پیرایۂ نوی
یافت۔ آزادہ مردی بے مزد کار گزار را بے مزد آفرین کہ تا در فراختنا ے
فرخندہ گزارش کہ خبر گزاردن کردار پیشینیان را فرودان آگاہی پیمان شیوہ
نداشت ہای گذاشت از آن دست سخن راند کہ ہم بر رفتگان سپاس نہاد و ہم
آیندگان را آفرین گوی ساخت درین شگفت آورد۔ کنون غالب پشمینہ
پوش پلاس نشیمن کہ بدین نمود بے بود کہ اکنون دارد ہم اکنون بہ نزد خویشتن
از نیایندگان دور نیست و آیندہ پیدا است کہ خود از رفتگان خواہد بود۔
ہر آینہ از رہگذر این رہبر کہ آوردہ شد و بہ نموداری این نشان کہ انگیختہ اند،
در کردار پسندی و سپاس پذیری با رفتگان ہم اندیشہ و در کردار ستائی و
آفرین خوانی با آیندگان ہم نوا است گوئی گفتار من در انجام این نامہ ہوش
افزا رفتگان را بہ شنودن آوازہ دیر پا لیست و رنہ زیباے پاسخ است
و آیندگان را بہ سرودن زمزمہ زود بیاید و دیر بمانید۔ فرخ شادم

Marfat.com

که نگارش به فرخی انجام پذیرفت و خامه از جنبش آرام یافت۔ نی نی به فرخی انگاه نازم و شادی و بتره اندران هنگام روا باشد که روان در شبگیر اندیشه بروشناسی روشنائی خرد که فروغ فرهٔ ایزدی است گریوهٔ دشوارگزار پندار پیدائی را از میانه برکرانه ره سپرد و مرا ازین شاه را۔ ببالادوی بر در میخانهٔ نیستی فرود آورد بوکه از می مردافگن آن خمستان پاره به سفالم ریزند تا به سیه مستی آن بادهٔ روشن بنواهی نمائش آزد ارزو از هم پاشد و نمودهاے بی بود از پیش نگاه برخیزد نه از فرخی رنگے پاید و نه از شادی بوئے، نه از مستی نامے ماند و نه از هستی نشانے۔

غالب بریدم از همه خواهم کزین سپس
کنجے گزینم و بپرستم خداے را

تقریظ

که جناب مولانا مولوی امام بخش صهبائی نے اس کتاب پر لکھی ہے

نگینی معنیم صفحه را رشک نگارستان چین کرده و شادابی الفاظم کاغذ را بنازگی پرنیگل پرورده۔ دل نادیده دکان رنگ معانی چیده ام و سینه تا زبان خوان الوان سخن کشیده ام۔ نه فکر را از ترتیب مقدمات شعری یک نفس فارغ نشستن داد نه اندیشه را از گردآوری سازشریک دم رشته سعی گسستن۔ نفس تار سازلیست صرف نغمه طرازیهاے بیان و دهن حلقه بزمی است وقف ترانهٔ زبان۔ رشتهٔ انفاس در گلدسته بندی ریاحین افکار عطر وحنا و عنوان توجه ذره صید وحشیان معانی معطوف۔ هما نا خیال ستایش

Marfat.com

نگارین نامهٔ بلاغت نظام آثار الصنادید نام که نتیجهٔ سخن طرازی خامهٔ گوهر
بار معنی آفرینی است که حسن گلوسوز معانی پروردهٔ مشاطهٔ طبع ارجمند اوست
و جلوهٔ شهسوار معارف در پردهٔ انگیزبهاے افکار بلند او، یعنی زنگ چهرهٔ
کمال آب گوهر جلال ته نشین گوهر محیط دقار رسا نشئه صهباے اعتبار آبیار
گلشن قبول و اقبال نخابند حدیق فضل و افضال، دودهٔ سیادت را از بلند
پایگی نسبتش فرق بکنگرهٔ عرش سودن و خانوادهٔ نجابت را از ولاے نژادش
رفعت فلک افتخار نمودن. رنگ بهار پدیدهٔ معنیهاے رنگین اداست
و نکهت گل واکشیدهٔ اخلاق دلنشین او. عروج مراتب همت اولین پایهٔ سلم
کمالش و بلندی مدارج حشمت نازک ترین درجه ایوان جلالش. بچمن پیرائی عدلش
صبا از پیش گل بهرفه نتواند دوید تا تیزی نوک خار دامن نزاکتش ندرد و
ببزم افروزی انصافش شعله از بالای شمع بے اختیار سر نتواند کشید تا شوخی
وضع بے احتیاطش با بال پروانه برنخورد. خم کمند فکرش طوق گردن وحشی
غزالان حقائق و رسامی پالنگ اندیشه اش مرسلهٔ گلوی دقائق. فسروغ
معانی پرتو شمعی است از فانوس عدل... سینه اش بیرون دویده و شوخی رکات
برق تبسمی است از پردهٔ لبهاے اخلاقش درخشیده. تار و پود رانهای سخنش
صرف قصب بافیهاے کارگاه سخن و رنگ آمیزی خیالش در کار رونق سازی
رنگینیهاے چمن. گلکاری ادای شوخی ناز در کسوت جنبش خامه اش جلوه فروش
و گاه بیقراری نالهٔ نیز از پردهٔ حریر قلمش در خروش. نشانهٔ سخنش و دعوی فصاحت
بیانهای بلبل حرفی است گلو گیر و رمز همه بیانش بالادت بکم نوای قمری جهانی
است دلپذیر. خرده کاری طراح خامه اش طول و عرض هزار صفحه را از
پردهٔ یک نقطه جلوه نتواند داد و وسعت جمله دستگاه تنگی ظرف

حباب را باکشاد جبهه بزار محیط مقابل تواند نهاد۔ نشو نمای ریاحین بهار باسنبل رسائی زبان قاصش بر طبع ارباب نظر خورده وطراوت اوراق نسرین با تازگی عبارت نامه اش از نم شبنم عرق کرده۔ گنجینهٔ ضمیرش چون لوح نقد به مخزن جواهر اسرار وخامهٔ اندیشه اش چون اوامر وامر قضا متصدی ظهور آثار۔ هم کثرت را از فیض صحبتش گرمی هنگامه چهره کشا و هم وحدت را از اثر تجریدش جامعه ساز تعلق قبا۔

برخاتم جسم خط نگینش — بام در کبریا زمینش
جاهش که به بخت کام داده — رفعت به سپهر وام داده
بر بارگهش ز مهر پرنور — صد سجده و یک نظاره از دور
برگرد سرای دولت او — بیند فلک به حشمت او
بر فرق مراتب کمالش — گردنده سپهر از جلالش
عقلی که چراغ دل فروزد — وین خلوت آب و گل فروزد
مالیده برخ غبارش از راه — تا گشت چراغ هفت خرگاه
خورشید که قرهٔ بلندیش — بار است بشان ارجمندیش
سر سوده بر آستانهٔ او — تا شد فلک آشیانهٔ او
رفعت که بفرق چرخ زد کام — جست از در بارگاه او کام
طبعش که بهار هر سخن را — گل کرده بهار صد چمن را
آید به نوا ز خامهٔ او — چون پردهٔ ساز نامهٔ او
کوک از نفسش چو بانگ بلبل — هر حرف به پردهای صد گل
بسپرده برنگ چشم عشاق — گلدستهٔ صد چمن باوراق

سپهر کمال را درج و محیط افضال را موج، کوکبه آرای عزایم بلند مرحله

Marfat.com

پیمای مدارج ارجمند، طراز مسند تفاخر جواد الدوله سید احمد علی خاں بہادر کہ امروز چار بالش منصب منصفی این سواد بطراز وجودش بر سر بر سلیمان نازش دارد، دماغ اندیشہ می خارد و فکر افسردہ را بجوش می آرد۔ اگر گرد تعصب بزنگ آئینۂ انصاف نباشد و رنگ آمیزی اعتساف نقش بے امتیازی نتراشد راہ این تحقیق تواند شکافت سراغ این منزل تواند یافت کہ سایۂ پروردگان گلشن قدس تا بہ تردد جادۂ خیال خو کردہ اند، جای نفس راست کردن بہ ازین منزل آسایش بکف نیاوردہ اند، قدرت وہم در ایجاد نظیرش واماندہ تر از سعی مایوس و جرات قصور در سراغ مثلش نارساتر از پای محبوس۔ نسرین را با شگفتگی غبار آتش برگ برگ لبی دست از شبنم در زیر دندان حسرت و لالہ را با رنگینی معانیش بر داغ اخگری است افروختہ۔ دامن زلیخا ے غیرت، طرۂ سنبل بر آتش رشک سطورش چوں موی در پیچ و تاب و موج دمیدہ از باد غیرت رقومش چوں موجۂ آب در اضطراب۔ رشتۂ خطوطش از طراوت الفاظ رگ ابری است طوفان خیز و ریشہ حروفش از پرتو معنی تابش برقی است آتش انگیز صفای اوراقش از صباحت مضامین آئینہ یوسف نما و بیاض صفحاتش از ذرۂ معانی صبحی از چہرہ خورشید نقاب کشا۔ بین السطورش را چون فرق سرینگویان گیسوے حروف از دو طرف فرو ہشتن ساز دلفریبی نظارگیان و سادگی کاغذش را چون چہرۂ دلبران بخط و خال رقم آراستن۔ تکلیف ناشکیبی تماشائیان۔ از پردردگان کلماتش در ذکر خامش نفسان مکتب عدم خون پالای پردۂ چشم عبرت نگاہان، اشتر فروشان حروفش در نوحہ خاک بر سر گردگان زیر زمین جگر کاوحوصلہ تمکین دستگاہان۔ ارژنگ نگاران گروہ تصویر از رنگ چہرہ شاہدان دست لطرب گل بردہ اند و بلعل خون عاشقان رنگی بساپۂ قلم داغ لالہ سپردہ۔

Marfat.com

نگاه در تماشاگاه مقابرش از گسستگیهای تارپود کفن عبرت گیرد نظر در سیر خطا برش از حسرت پیری خاک گور نه پذیرد۔

مثنوی

گرد رہ او بجن شمارہ — از رنگ پریدہٴ نظارہ
ہر ذرہٴ او کہ تابد از دور — از داغ دلی گرفتہ نور
زاں قطرہ کہ از جگر کشادند — صد نقطہ بہر ورق نہادند
تاحرفی ازین کتاب خیزد — دل خون شود و بخاک ریزد
تا یک رقمش بخون نگارند — ہر صفحہٴ دل جنوں نگارند
ہر کس بکتابتش نظر داشت — در خامہ چکندہٴ جگر داشت
چندین دل تشنہ بر شکستند — تا طرح سراب نفس بستند
رنگ از رخ شاہدان بریدند — تا نقش چمن برو کشیدند
خمیازہٴ حسرت شکر خواب — در مقبر ہاش صرف محراب
باشد بکف خرد پسندان — چون ساغری بدست رندان
سطراست کہ نقش بر ورق بست — یا زلف نگار در کف مست
صد لطف بہر کشودن اوست — چون بند قبا کشودن دوست

عجز نمائی آئینہٴ احوال صہبائی از التفات شفقت نگاہان بی بہرہ نخواہد بود کہ بہار آرای این حدیقہ از جذبہ تازگی ہای نگاہ لطف رنگ پریدہٴ عجز مال را نہ آن ہمہ باز گردانیدہ کہ پر طاؤس از غیرت رنگ بست آن داغ بر دل نسوزد و بال تدرو از شرم بہار بیخزانش چہرہ نیفروزد۔ تعداد مراتب الطافش رخش محاسبہ بر رشحات سحاب راندن و حصر مدارج اشفاقش متاع

Marfat.com

محیط در ظرف حباب گنجاندن۔ تا بادہ در ساغر انگور از خم آفتاب ریزد و پرتو خورشید آتش از پردۂ آئینہ انگیزد۔ گرمی نگاہ مہرش بزم افروز اہل وفاق و شعلۂ سورت قہرش جان سوز ارباب نفاق باد۔

تقریظ

کہ جناب مولانا محمد صدرالدین خاں بہادر نے اِس کتاب پر لکھی ہے

خدایا ازان گنج یابم نشان — کہ گم گشتہ آثار او از جہان
کنم باز دستی ازان گنج بار — بعالم دہم بیحساب و شمار
زر و گوہران فروزندہ گنج — کنم وقف پیران دینار سنج
بزرین کلیدی توانم شکست — طلسمے کہ بر گنج پرویز بست
کنم بر چنان دامن اہل فن — کہ از دولت دیدہ دامان من
الا ای نظم از گران خواب خیز — کنون خاک دہلی است گنجینہ خیز
سوی گنج آباد دہلی شتاب — کہ گنجیست چون کان گوہر خراب
کجا ای کجا معجز عیسوی — کہ آزادہ دارد در مثنوی
بیا ساقی ای مایہ حسن و ناز — ز ساغر افروز نیز آذار
بمن دہ کہ آتش زند در دلم — بجوشد محیط [illegible] از گلم
نویسم دران نشہ ابیات چند — کہ چون خون شود زان دل [illegible]
مے ناب در جام [illegible] کنم — چمن زار گور [illegible] کنم
ازان بادہ خام [illegible] کنم — ز گردون [illegible] کنم
کزین سست پیمان شبلی [illegible] — کہ نازش بود [illegible]

Marfat.com

چگویم که بر من چها رفته است — صد آمد اگر یک بلا رفته است
در دل دارم از چرخ پر کینه ریش — جگر ریش و دل ریش و هم سینه ریش
ز بختم رود بر زبان ها سخن — هر شکم بر در رشک بر بخت من
همین است آئین این تیره کار — تو امید صلح از مدارش مدار
همین است آئین باغ جهان — که اول بهار است و آخر خزان
همین است آئین چرخ کبود — در آغاز بود و در آخر نبود
بحالش کنی گر بعبرت نظر — نظر کن در ان نامۀ نامور
که آن را رقم کرد بحر کمال — فرو هیده فرهنگ فرخ خصال
نکرده فزون رتبه اش منصفی — که بود است دون رتبه اش منصفی
نویسد اگر خامه از رای او — شود نخل ایمن سراپای او
رسا فهمش اندیشۀ او سلیم — خیالش مداوای طبع سقیم
شده انس او در دلم جاگیر — بد اندیش را گو ز حسرت بمیر
مبین میوۀ باغ هستی دلش — پرستندۀ حق پرستی دلش
نو آئین او بهر ارباب فن — طرب بخش هم چون شراب کهن
بجیب صفا خلق او نافه بار — کهین حلقه در گوش آمد بهار
دل او ز آئینه شفاف تر — بصافی ز آب گهر صاف تر
صفا خیز داز جوهر سینه اش — زمه رو نما خواهد آئینه اش
ضمیرش بدرک و رسائی علم — ذکا را لمعان فکرش قسم
مجالست کان را کسی زد کند — قبولش اگر سید احمد کند
رقم زد کتابی باردو زبان — در آثار و احوال پیشینیان
نشانهای رسم کهن ریخته — بگیتی طراز نوانگیخته

Marfat.com

شد آثار دہلی ز نابود بود — مگر ساخت تمثال دہرے وجود
دمیدہ بہ نقش عمارات جاں — ز اعجاز او شہر دہلی رواں
نقوشش کہ مثلش نہ آئی کشید — خطر در برار ژنگ مانی کشید
از و سر دہنگامۂ نو بہار — سراپای او چون سراپای یار
ہمانا ست دوران ابکام ہشت — دہا گر جواب سلام بہشت
نظر سوی او سوز دل را علاج — ستانند ز لعل نکویان خراج
نوازندہ جاں چو زلف دراز — چو تقریر آزادہ معجز طراز
ندارد بماند آن یادگار — رقم کہنہ تاریخ روزگار
نظر کن چو دانشوران خوب تر — بعبرت درین نامۂ نامور
کہ آناں کہ بودند مالک رقاب — نباید کنون نام شاں در حساب
کزیں خفتہ در زیر کوہ غمے — کہ می خفت در سایہ اش عالمے
خبر دہ کہ چونند در زیر خاک — بجاں حزین و دل دردناک
ز تالیف آں قصد شن ایں است و
کہ اللہ بس ہست و دیگر ہوس
دگر آنکہ ہر کس دراں بنگرد — ز مصنوع رہ سوی صانع برد
بود تا کہ از شمع افروختن — ز پروانہ جاں دادن و سوختن
خدایا تو این شمع پایندہ دار
جہاں را چو پروانہ گردندہ دار

اگرچہ نظر بکمالات صوری و معنوی و تقدم رتبہ حضرت مولانا محمد صدر الدین خاں بہادر لازم تھا کہ یہ تقریظ سب تقریظوں سے پہلے لکھی جاتی لیکن چونکہ حضرت ممدوح کو بسبب انعدام فرصت کے اس کی تصنیف

Marfat.com

میں توقف واقع ہوا اور زمانہ تصنیف تک کتاب کی طبع میں تاخیر کرنی باعث ہرج کا بھی اس واسطے اس قدر سوء ادب واقع ہوا اور میرے نزدیک یہ تاخیر بھی کتاب کے خاتمہ بالخیر ہونے کا باعث ہوئی۔

تمت بعون الملک الوہاب

تاریخ تصنیف کتاب از نتائج طبع مولانا مولوی امام بخش صہبائی سلمہ اللہ تعالیٰ۔

صنفہ سید احمد خان منصف

سنہ ۱۲۶۳ ہجری

Marfat.com

تذکرۂ اہل دہلی

کتابیات

۱ آثار الصنادید — سرسیّد احمد خاں

۲ ابجد العلوم — نواب صدیق حسن خاں

۳ اتحاف النبلا — 〃 〃 〃

۴ اردو کی نشو ونما میں صوفیائے کرام کا کام۔ مولوی عبد الحق

۵ اردوئے قدیم — حکیم سید شمس اللہ قادری

۶ اردو (رسالۂ انجمن ترقی اردو ۱۹۳۵ء)

۷ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام — ــــــــــ

۸ باغی ہندوستان — مولوی عبد الشاہد خاں شروانی

۹ برکات الاولیا۔ — سید عبد الفتاح گلشن آبادی

۱۰ پنجاب میں اردو۔ — پروفیسر محمود خاں شیرانی

۱۱ تاریخ دہلی — سیّد احمد ولی اللہی

۱۲ تاریخ دار الحکومت دہلی۔ — مولوی بشیر الدین احمد

۱۳ تذکرۃ الانساب — ــــــــــ

۱۴ تذکرۂ بے نظیر — سید عبد الوہاب افتخار

۱۵ تذکرۂ خوشنویسان — منشی غلام محمد

۱۶ تذکرۂ علمائے ہند۔ — مولوی رحمان علی

۱۷ تذکرۃ الفقراء۔ — مرزا احمد اختر نبیرۂ ابو ظفر بہادر شاہ

۱۸ تذکرۂ شعرا۔ — میر حسن

۱۹ تحفۂ حسن۔ — سرسیّد احمد خاں

۲۰ چمنستان شعرا۔ — لچھمی نرائن شفیق

Marfat.com

۲۱	حدائق الحنفیہ	مولوی فقیر محمد جہلمی
۲۲	الحیاۃ بعد الممات	مولوی فضل حسین
۲۳	حیات جاوید	مولوی الطاف حسین حالی
۲۴	دیوان امیر خسرو	خواجہ امیر خسرو
۲۵	دیوان غالب اردو	مرزا غالب
۲۶	دیوان مومن	مومن خاں مومن
۲۷	ریاض الفردوس	مولوی محمد حسین خاں شاہجہاں پوری
۲۸	سخن شعرا	عبدالغفور خاں نساخ
۲۹	سرو آزاد	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۳۰	سکندر نامۂ بری	نظامی گنجوی
۳۱	سیر الاقطاب	————
۳۲	سیرۃ اسماعیل شہید	————
۳۳	سیرۃ سید احمد بریلوی۔	سید ابوالحسن علی ندوی
۳۴	کلیات صہبائی۔	امام بخش صہبائی
۳۵	کلیات نثر غالب۔	مرزا غالب
۳۶	کمالات عزیزی	نواب مبارک علی خاں
۳۷	مآثر الامراء	شاہ نواز خاں
۳۸	مجموعۂ نغز	قدرت اللہ قاسم
۳۹	مقالات شبلی	مولانا شبلی
۴۰	مقالات گارساں دتاسی	دتاسی
۴۱	المکاتیب	مولوی رشید الدین خان
۴۲	مقامات مظہری	شاہ غلام علی
۴۳	مقامات مظہر (ضمیمہ)	شاہ عبدالغنی

Marfat.com

اشاریہ

- اسمأ الرجال ۲۷۷
- مقامات ۲۸۴
- کتب ورسائل ۲۸۶

مرتبہ
تحسین سروری

Marfat.com

Marfat.com

اسماء الرجال

ا

آخون شیر محمد ۸۰-۱۴۷
آذر، نواب ذوالفقار علی ۱۹۲
آغا صاحب ۲۵۰-۲۵۳
آفاق، شاہ محمد ۳۶-۳۸
ابوالحسن، توجی، خواجہ ۴۶
ابوالقاسم خاں، سید ۱۵۱
ابوسعید، شاہ ۳۱-۳۲-۳۴-۳۵
ابوظفر، محمد سراج الدین بہادر شاہ ظفر ۳-۷
۷۵-۷۹-۱۵۱
۲۰۴-۲۴۵-۲۵۴
اثر، خواجہ میر ۲۶۰
اجمل خان، حکیم ۷۶
احتشام الدولہ سید محمد خان بہادر ۲۹
احسان، حافظ عبدالرحمن خان ۵۳-۲۵۰
احسن اللہ خان، حکیم ۷۱-۷۵-۷۸
احسن اللہ، خواجہ ۴۶
احمد بخش خاں (والی فیروز پور جھرکہ) ۷۲-۱۷۶
احمد شاہ بادشاہ ۱۹۲

احمد علی خان، نواب ۱۹۲
احمد علی (نقیب الاولیاء) ۷۰-۷۱
احمد کبیر، سید ۶۱
اختر، قاضی احمد میاں جوناگڑھی ۳-۷
اخوند عبدالرسول قندھاری ۲۵۳-۲۵۴
اسحٰق، حضرت، شاہ ۶۱
اشرف علی ۱۴۶
اعظم الدولہ سرفراز الملک ۲۲۹
افراسیاب ۱۵۶
اکبر بادشاہ ۱۴-۷۴
اللہ داد، شاہ ۶۱
امام الدین، حکیم ۷۶
امام الدین، میر ۲۵۴
امام بخش صہبائی ۸-۱۹۳-۲۰۲-۲۱۵
۲۱۶-۲۶۴
امان علی ۱۲۸
امیر خاں، نواب ۵۶
امیر خسروؒ ۱۴-۲۲
امیر محمد خاں، امیر الدولہ (والی ٹونک) ۲۶

Marfat.com

انشاء اللہ خان انشا ۱۷ - ۲۴۳
اورنگ زیب عالمگیر ۱۲ - ۲۱۶

ب

بابر ۱۴
باقی جی ۶۹
بدر الدین علی خان (مہر کن) ۲۵۵
بشیر الدین ۱۱
بنے سنگھ ۶۲
بہادر جنگ (رئیس بہادر گڑھ) ۷۹
بہادر خان (ستار زن) ۲۵۹
بہاء الدین، خواجہ، نقشبند ۳۰
بھوانی شنکر ۶۸
بیدل ۱۰ - ۱۰۷

پ

پشنگ ۱۵۶
پیر بخش، حکیم ۷۸
پیر دستگیر ۱۲۱
پیرن بندگی، شاہ ۶۱

ت

تان سین ۲۶۰
توکل حسین، شاہ ۶۵

ج

جامیؒ، مولانا ۷۰
جان جاناںؒ مرزا ۲۳ - ۲۵
جلال الدین تھانیسری شیخ ۵۱
جلال بخاری، سید ۶۱
جلال شاہ بزرگ، سید ۶۱
جمال دہلوی، مولانا ۲۸
جہانگیر، بادشاہ ۱۴ - ۴۷

چ

چندو لال، راجہ ۲۴۳

ح

حافظ احمد ۱۵۳
حالی، مولانا ۳ - ۸
حسن بخش خان حکیم ۷۹
حسن رسول نما، سید ۶۶
حیات علی (خوشنویس) ۱۴۵
حیات علی خان، مولوی ۲۵۴
حیات علی خان، نواب ۱۹۲

خ

خانم صاحب ۴۶
خیر الدین خان، نواب ۶۲

د

داؤد طائی، شاہ ۶۱
داؤد مصریؒ شاہ ۶۱
دردؔ، خواجہ میر ۴۵-۴۶-۴۷
۲۵۸
دین علی، شاہ ۶۸

Marfat.com

دیوانہ، میر احمد ۶۸

ذ

ذکاء اللہ خان، محمد ۷۲

ذوق، شیخ محمد ابراہیم دہلوی ۱۹۰-۲۴۵

ذوالفقار علی، آذر، نواب ۱۹۲

ر

رابرٹس، مسٹر ۷

راجو قتالؒ، شاہ ۶۱

راجہ چندو لال ۲۴۳

راگ رس خان ۲۵۸

رحمت اللہ، مولوی ۲۱۶

رحمت اللہ رعد، منشی ۸-۱۳

رحیم سین (ستارزن) ۲۶۰

رستم علی، مولوی محمد ۱۵۱

رسول شاہ (سید عبدالرسول) ۶۰-۶۱-۶۲

رشید الدین خان، مولوی ۱۰۶-۱۴۶

رعد، منشی رحمت اللہ ۸-۱۳

رفیع الدین، خواجہ ۷۰

رفیع الدین، مولوی ۱۷-۷۷-۸۱-۱۰۶

رفیع الدین شاہ ۱۰۹-۱۱۳-۱۱۶

رفیع الدین، مولانا ۱۱۲-۱۱۴

ز

زبیر، خواجہ محمد ۴۷

زین العابدین خان بہادر عارفؔ ۱۸۶

زین العابدین، خواجہ ۷۱

زین العابدین خان، نواب خواجہ ۲۵۳

س

سراج الدین بہادر شاہ ظفر ۴۳-۷۵-۷۹-۱۵۱-۲۰۴-۲۴۵-۲۵۴

سعدیؒ، شیخ ۲۹

سکندر لودھی، سلطان ۱۴

سوداؔ ۱۶-۱۷-۱۸۷

سہراب جنگ شرف الدولہ نواب فیض اللہ خان ۱۸۷

سید احمد خان ۳-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۵

سید احمد، حضرت ۵۴-۵۷

سید امیر ۲۵۵

سید علی، میر ۷۴

سید قطب الدین (خواجہ مودود چشتیؒ) ۴۸

سید محمد امیر ۲۵۲-۲۵۳

سید محمد خان بہادر، احتشام الدولہ ۲۹

سید محمد گیسو درازؒ، حضرت ۳۹

سید مخدوم شاہ بہاؤالدین ۶۱

Marfat.com

سید حسین رسول ۶۶
سید رحمت علی خان عرف میرلال، مفتی ۱۴۶-۱۴۷
سید عسکری ۶۵
سیف الدین، حضرت ۳۱

ش

شاہ جلال، جناب ۵۲
شاہ جہاں، شہاب الدین، بادشاہ ۱۴-۱۵
شاہ درگاہیؒ، مولانا ۳۲
شاہ رخ بیگ، مرزا ۲۵۶
شاہ رزاق پاکؒ ۶۱
شاہ سجن گوشہ نشین ۶۱
شاہ سلیمانؒ، حضرت ۴۱-۵۴
شاہ عبدالعزیز دہلوی، مولوی ۵۵-۵۷-۸۰-۸۱-۱۰۹-۱۱۶-۱۳۶
شاہ عبدالغنیؒ ۲۳
شاہ عبدالقادر، مولانا ۱۱۳-۱۱۶-۱۴۷
شاہ گلشنؒ، شیخ سعداللہ ۴۶-۴۷
شاہ محمد ۶۱
شاہ محمد نصیر قدس سرہ ۴۹
شاہ محمد نظیر ۲۵۸
شاہ مرتضیٰ انند ۶۱
شاہ نصیر ۱۸۷-۲۴۲
شاہ نعمت اللہ ۶۱
شاہ ولی اللہ ۸۱-۱۰۹-۱۱۳
شبلی، مولانا ۹
شریف خان، حکیم ۷۸-۸۰
شفائی، شریف الدین حسین صفہانی ۱۴۹
شفیق، لچھمی نرائن ۲۵
شمس الاقبال ۸۴
شنکر ناتھ، پنڈت ۲۵۵
شہاب الدین سہروردی، شیخ ۳۹-۶۰-۶۱
شہاب الدین، شاہ جہاں ۱۴-۱۵
شیخ ابراہیم رام پوری ۴۹
شیخ احمد ابن شیخ محمد یمنی شروانی ۸۴
شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ ۵۲
شیخ شیراز (حافظ) ۴۱
شیفتہ و حسرتی نواب مصطفےٰ خان ۲۲۸

ص

صابر علی، سید شاہ ۴۹-۵۰-۵۳-۵۴
صادق علی خان ۷۵-۷۶
صدر الدین خان بہادر، مولانا مولوی مفتی ۸۸-۸۸-۱۵۲-۲۶۹-۲۷۱
صفی اللہ، حضرت ۳۱
صہبائی، امام بخش، مولوی ۸-۹-۱۰-۱۹۳-۲۰۲-۲۱۶-۲۶۴-۲۷۲

Marfat.com

ض

ضمیر، پنڈت نرائن داس ۲۳۸
ضیاء الدین خان بہادر، نواب محمد ۱۷۴
ضیاء الدین، حضرت ۳۷-۳۸

ظ

ظفر خان جہانگیری، نواب ۴۶
ظفر، سراج الدین بہادر شاہ ۷۳
۷۵-۷۹-۱۵۱-۲۰۴-۲۴۵
۲۵۴
ظہوری ۱۰

ع

عارف، نواب زین العابدین خان ۱۸۶
عالمگیر، اورنگ زیب ۱۶-۲۱۶
عباد اللہ بیگ ۲۵۳
عبدالحکیم معروف بہ ابو خان، حکیم ۸۰
عبدالحی، مولوی ۵۸-۵۹
عبدالخالق، مولوی ۱۲۵
عبدالرحمن خان، نواب رئیس جھجر ۷۸
۲۶۰
عبدالرحیم، حافظ ۱۵۳
عبدالرسول قندھاری، اخوند ۲۵۳
عبدالشاہد خان شروانی ۱۳۲
عبدالعزیز دہلوی، مولوی ۷۷-۱۰۶
عبدالغنی مجددی، شاہ ۲۴-۳۰
عبدالغنیؒ، مولانا ۳۵
عبدالقادر، مولوی ۱۷-۲۴-۵۴
۵۵-۵۶-۶۶-۷۷-۸۱-۱۱۳
عبدالقادر جیلانیؒ، سید ۸۷-۱۰۶
عبدالقدوس گنگوہیؒ، شیخ ۵۲
عبداللہ بیگ خان، مرزا ۲۵۳-۲۵۶
عبداللہ، مولوی ۲۱۶
عبداللہ، سید ۵۰
عبداللہ خان، علوی ۱۹۲-۱۹۳
عبدالنبیؒ، شاہ ۶۶
عزیز القدر، حضرت ۳۱
عزیز اللہ خان، محمد، حکیم ۷۲
علوی، مولوی عبداللہ خان ۱۹۲-۱۹۳
عندلیب، خواجہ محمد نصیرؒ ۴۶

غ

غازی الدین حیدر ۸۴
غالب، مرزا اسد اللہ خان دہلوی ۱۵۴
۱۷۶-۱۷۷-۱۸۷-۱۹۰-۱۹۲-
۲۳۰-
غلام حسن خان، حکیم ۷۹-۸۰-۱۴۸
غلام حسن خان بہادر محتو، نواب ۱۸۶-۱۹۰
غلام حسین، نواب ۱۸۶
غلام حیدر خان، حکیم ۷۷

Marfat.com

غلام علی، حاجی نقیب الاولیاء ۷

غلام علی خان ۲۵۵-۲۵۶

غلام علی شاہ، مولانا ۲۲-۲۵

۳۱-۳۲-۳۵-۴۹

غلام نجف خان حکیم ۷۴-۷۵

غیاث الدین، حضرت شاہ ۴۸

ف

فتح اللہ خان، حکیم ۷۸

فخر الدین بہادر، مرزا ۷۹

فخر الدین، محمد، مولانا ۳۹-۴۰

فدا حسین شاہ ۶۳

فرید الدین احمد خان بہادر ۱۵۱

(دبیر الدولہ امین الملک)

فضل امام، مولانا ۱۲۸-۱۳۰-۱۳۲-۱۴۵

فضل حق، مولانا، محمد ۱۳۰-۱۴۳

فیض اللہ بیگ خان، نواب شرف الدولہ ۱۸۷

فیض علی خان ۲۵۶-۲۵۷-۲۶۰

فیض محمد خان، نواب رئیس جھجر ۷۲-۷۹-۲۶۰

ق

قادر بخش، قاری ۱۵۲

قاری احمد ۱۵۳

قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی ۷۳

قائم ۱۸۷

قائم خان ۲۶۰

قتیل، مرزا ۲۴۳

قطب الدین، مولانا ۴۳-۴۴-۱۲۴

قطب الدین بختیار کاکیؒ، حضرت خواجہ

۴۲-۴۳

ک

کرامت علی، مولوی ۱۴۵

کریم اللہ، مولوی ۱۲۷

کلیم ۱۸۷

کلیم اللہ جہاں آبادی، شیخ ۵۲

کلو خان، حافظ ۳۲-۲۵۴

کیفی برجموہن، پنڈت ۱۵۱

گ

گارساں دتاسی ۷

گلاب سنگھ پکھاوجی ۲۶۱

ل

لیک، لارڈ، بہادر ۱۸۷

م

مجدد الف ثانیؒ حضرت ۳۱-۳۷

محبوب علی خان ۱۲۶

محتشم خان، شیخ فرید ۷۴

محمد اسحاق، جناب مولانا ۱۲۲-۱۲۳-

۱۲۴-۱۲۷-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲

محمد اسمٰعیل، مولوی ۵۶-۵۸-۵۹

۶۱-۱۱۵-۱۱۶-۱۴۷

Marfat.com

محمد اکبر شاہ ۷۸
محمد امیر، شیخ ۸۵
محمد امین، خواجہ ۸۵
محمد بیگ ۱۵۳
محمد جان، مولوی ۱۴۹-۲۵۲
محمد چشتیؒ، شیخ ۴۹
محمد حسین خان شاہجہانپوری ۱۹۳
محمد حسین ہجر، مولوی ۲۱۵
محمد حنیف، مولوی ۶۳-۶۶
محمد حیات، جناب، مولانا ۵۳
محمد ذکاء اللہ خان (حاذق الملک) ۷۲
محمد شاہ بادشاہ ۷۰-۲۱۶
محمد عیسیٰ ۳۱
محمد معصوم، حضرت، خواجہ ۳۱
محمد یعقوب، مولوی ۱۲۳
محمد یوسف خان، حکیم ۸۰
محوؔ، نواب غلام حسن خان ۱۸۶-۱۹۰
مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ ۶۱
مخصوص اللہ، مولوی ۱۱۲
مُراد، خواجہ، محمد ۷۰
مرتضیٰ خاں بہادر، مظفر جنگ نواب ۲۲۹
مرزا جان جاناںؒ ۲۳-۲۵
مرزا شاہ رُخ بیگ ۲۵۶
مرزا قتیلؔ ۲۴۳
مرزا عبداللہ بیگ ۲۵۳-۲۵۶
مکھوا پکھاوجی ۲۶۱
مصحفیؔ ۲۴۳
مظفر حسین، مولوی ۶۲
مظہر جان جاناںؒ ۲۳-۲۵
معین الدین چشتیؒ، حضرت خواجہ ۴۰-۴۲
معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ ۷۲
معین الملک ۱۵۶
ملّا سرفراز ۱۵۲
مملوک العلیٰ، مولوی ۱۴۶
ممنونؔ، میر نظام الدین ۲۳۹
منشی نولکشور ۸-۱۶۰
مولوی اشرف ۲۱۶
مومنؔ، محمد مومن خان ۲۱۸-۲۳۷
مہاراج سنگھ ۲۴۳
میبّر ۱۶-۱۷-۱۸۷
میرا احمد دیوانہ ۶۸
میر امام الدین ۲۵۴
میرا من ۱۶-۱۷
میراں شاہ نالوؒ، جناب ۵۱-۵۲
میرزا بیدل ۱۰-۱۰۷
میر عماد ۲۵۰
میر قطبی صاحبؒ جناب ۶۶
میر کلن (خوشنویس) ۲۵۳

Marfat.com

میر کلّو، اکبر آبادی ۴۷
میر محمدیؒ ۵۰
میر ناصر احمد ۲۵۹
میر نثار علی نثار ۲۱۶

ن

ناصر، خواجہ محمد ۴۶
ناصر الدین عبداللہ احرار خواجہ ۷۰
نثارؔ، میر نثار علی ۲۱۶
نذیر حسین، مولوی ۱۲۶
نرائن داس ضمیرؔ، پنڈت ۲۳۸
نساخ۔ عبدالغفور خان ۱۸۷۔۱۹۰۔
۱۹۱۔۱۹۲۔۱۹۳۔۱۹۵
نصر اللہ بیگ خان ۱۵۶۔ ۱۵۷
نصیر الدین چراغ دہلوی، حضرت ۴۰
نصیر الدین شاہ ۴۹
نصیر الدین، مولوی ۱۲۷
نصیر، خواجہ محمد ۴۵۔۴۷۔۲۵۹
نصیرؔ شاہ دہلوی ۱۸۷۔۲۴۲
نظام الحق، مولانا ۳۹
نظام الدولہ، ناصر جنگ، نواب ۴۰
نظام الدین ممنونؔ ۲۳۹
نظام حیدر آباد ۱۴۶
نظام خان ۲۶۰
نظامی گنجوی ۳۔۲

نعمت اللہ شاہ ۶۱
نوازش علی، مولوی ۱۵۰
نور الحسن، محمد، مولانا، مولوی ۱۴۳
نولکشور، منشی ۸۔۱۶۰

و

ولیؔ ۱۶
ولی اللہ خان ۱۹۲
ولی اللہ، شاہ ۸۱۔۱۰۹۔۱۱۳

ہ

ہجرؔ، مولوی محمد حسین ۲۱۵
ہمت خان ۲۵۷۔۲۵۸
ہمت یار خان ۴۰

ی

یعقوب علی خان، نواب ۱۹۲
یوسف علی، محمد ۴۷۔ ۲۵۹
یوسف ہمدانی، خواجہ ۳۸۔۶۳

مقامات

ا

اجمیر شریف ۴۰
اُڑیسہ ۷۴
اسلامیہ کالج، پشاور ۴۲
اکبر آباد ۱۵۶۔۱۵۷
الور۔ ۶۰۔۶۱۔۶۲۔۶۵۔ ۶۶

Marfat.com

انڈمان (جزیرہ) ۱۳۰-۱۳۲

اورنگ آباد (دکن) ۳۹-۴۰

ب

بالاکوٹ ۵۹

بخارا ۳۰

بُرہان پور ۴۸

بنگالہ ۷۴

بہادر پور ۶۱

بہار ۷۴

بندل، مرزا ۱۰-۱۰۷

پ

پاک پٹن ۴۱-۴۴

پٹیالہ ۲۴

پنجاب ۲۴-۵۲

ت

تھانیسر ۵۱-۵۳-۶۸-۷۹

ٹ

ٹونک ۵۶

ج

جون پور ۱۵۱

جہان آباد ۷۲

ح

حیدر آباد (دکن) ۴۸-۱۴۵

۱۴۶-۲۴۳

حرمین شریفین ۴۴-۷۰

د

دلّی (دہلی) ۳-۱۰-۱۳-۱۴

۲۴-۳۹-۵۶

ر

رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن ۷

س

سمرقند ۱۵۶

ش

شاہ جہان آباد - ۷-۱۵-۱۶-۳۹-

۴۱-۴۴-۵۰-۵۲-۵۳-

۵۴-۵۶-۶۸-۷۴-۷۸-۷۹

۸۴-۱۱۹-۱۲۳-۱۲۵-۱۴۵

۱۴۶-۱۴۷-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۴

۱۹۲-۱۹۳-۲۴۲-۲۱۳-

۲۵۴-۲۵۷

شمس آباد ۱۹۵

شیخوپور ۷۴

ف

فیروزپور جھرکہ ۶۲-۱۷۶

ق

قلعہ معلّٰی ۲۵۰

ک

کتب خانۂ آصفیہ ۱۴۶

کتب خانۂ رام پور ۱۳۶

Marfat.com

کلکتہ ۷-۵۸-۸۴-۲۵۰

کوہستان ۵۸-۱۲۱

ل

لاہور ۴۶-۱۵۶

لکھنؤ ۳۹-۲۴۳

م

مدرسۂ دارالبقاء ۱۵۲

مدرسۂ شاہ جہاں آباد ۱۰۷

مسجد فتح پوری ۵۲

مطبع سلطانی ۱۵۱

مکراون (موضع) ۳۹

مکۂ معظمہ ۵۷-۱۲۳-۱۲۴

ملکاپور (بہار) ۴۸

میرٹھ ۶۲-۱۵۷

ہ

ہندوستان ۱۴-۱۶

کتب و رسائل

ا

آثار الصنادید ۳-۷-۸-۹
۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۴۲-۱۳۰

ابجد العلوم ۸۷-۱۰۶-۱۰۹
۱۱۴-۱۱۵-۱۳۰

اتحاف النبلا ۸۰-۱۱۵

اخبار سلطانی ۱۵۱

اُردو (رسالہ) ۱۵-۱۵۱

اردوئے قدیم ۱۵

اُردو کی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام ۱۵

الشورۃ الہندیہ ۱۳۲

الحیاۃ بعد المماۃ ۱۱۵-۱۲۷

القول المستحسن فی فخر الحسن البصری ۴۲

السیرۃ المحمدیہ ۱۴۵

المکاتیب ۱۰۸

انسائی کلوپیڈیا آف اسلام ۱۰۹

انشائے سفیر بلبل ۱۹۳

انشائے عجیب العجاب ۸۴

ایامیٰ ۵۷

ب

باغی ہندوستان ۱۳۲

برکات الاولیاء ۵۲

بقرۃ العینین فی اثبات رفیع الدین ۱۱۸

بن سوسر (مثنوی) ۶۴

پ

پنجاب میں اُردو ۱۵

پنج آہنگ ۱۵۷

ت

تاریخ دہلی ۳۶-۴۲-۵۲-۶۵-۱۲۳-۱۴۲

Marfat.com

تاریخ یمنی ۱۴۶
تحفۂ اثنا عشریہ ۸۲
تحفۂ حسن، رسالہ ۱۴۵
تذکرۂ اہل دہلی ۹-۱۰
تذکرۂ بے نظیر ۴۶
تذکرۂ خوشنویساں ۲۵۰-۲۵۳
تذکرۂ دہلی ۱۰
تذکرۂ سخن شعراء ۱۸۷-۱۹۰-
۱۹۱-۱۹۳-
۱۹۵
تذکرۂ سروآزاد ۴۶-۱۴۹
تذکرۂ علمائے ہند ۷-۵۴-۸۴-۸۷
۱۰۶-۱۰۹-۱۱۲-۱۱۵-۱۲۷
۱۲۸-۱۳۰
تذکرۂ گلشن بے خار ۴۷-۹۰-
۲۲۸-۲۳۵-۲۳۹
تذکرۃ الفقراء ۴۳-۶۰
تذکرۃ الانساب ۴۳
تذکرۂ مجموعۂ نغز ۴۷
تذکرۂ میر حسن ۴۶

ج

جواہر منظوم عزیز ۲۱۱

چ

چمنستان شعراء ۲۵

ح

حدائق الحنفیہ ۸۷-۱۰۹
۱۲۲-۱۳۰
حیات بعد المماۃ ۱۲۶
حیات جاوید ۹-۱۵۰
حیات نذیر حسین ۱۴۷

خ

خواب وخیال (مثنوی) ۴۶

د

دہلی اور اہل دہلی ۱۰
دیوان غالب ۷

ر

رسالۂ اردو ۱۵-۱۵۱
رسالۂ مرجیہ ۴۱
ریاض الفردوس ۱۰۸-۱۳۶
۱۹۳-

س

سراج الاخبار ۱۵۱
سخن شعراء تذکرہ ۱۸۷-۱۹۰
۱۹۱-۱۹۳-
۱۹۵
سروآزاد، تذکرہ ۴۶-۱۴۹
سکندر نامہ ۱۱۶
سیر الاقطاب ۴۲

Marfat.com

سیرۃ سید احمد شہید بریلوی ۵۴

ص

صحبت نامہ ۱۹۳

ف

فتنۃ الہند ۱۳۲

فخر الحسن ۴۱

فصوص الحکم ۶۳

ق

قانون شیخ الرئیس ۷۹

ک

کلیات غالب ۱۲۸

کلیات نثر غالب ۱۶۰-۱۶۲-۷۵

کمالات عزیزی ۸۰

گ

گلشن بے خار، تذکرہ ۴۷

۹۰-۲۲۸-

۲۳۵-۲۳۹

ل

لطائف خمسہ ۲۵

م

مآثر الامراء ۴۶

مشکوٰۃ ۱۲۵

مقالات شبلی ۹

مقالات گارساں دتاسی ۷

مقامات مظہری ۲۳-۲۴

۲۵-۳۰

مناقب حیدریہ ۸۴

منتہی المقال فی شرح حدیث

الاتشد الرجال ۹۱

موضح القرآن ۱۱۴

ن

نالۂ عندلیب ۴۶

نظام العقائد ۴۱

نفحۃ الیمن ۸۴

نکاح (کتاب) ۵۷

ی

ید بیضاء (تذکرہ) ۴۶

Marfat.com